بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہ

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو جلا دیتے اور تکفیر دیوبندیہ
کی قطعیت و بداہت پر سے رفع شبہات کرتے

لمعات مع ذیلیات

مُسمّٰی بہ

لمعات بر سوالات

بقلم فیض رقم
حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی
متعنا اللہ تعالٰی والمسلمین بطول بقائہ

ذیلِ لمعات

از

فقیہِ مبصر حضرت علامہ مولانا اسرار احمد صاحب قبلہ نوری مدظلہ النورانی

باھتمام

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹، گدہوا، بلرام پور، یو۔پی پن ۲۷۱۲۰۱

شائع کردہ

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ ۱۰۵، خواجہ قطب بریلی شریف، یو۔پی پن ۲۴۳۰۰۳

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی **محبت** کو جلاء دیتے اور

تکفیرِ دیوبندیہ کی **قطعیت و بداہت** پر سے **رفعِ شبہات** کرتے

لمعات مع ذیلیات

مسمّٰی بہ

لَمُعَاتُ بر سوالات

بقلم فیض رقم:

حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی

مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ

ذَیْلِ لَمُعَاتُ

از

فقیہ مبصر حضرت علامہ مولٰنا **اسرار احمد** صاحب قبلہ نوری مُدَّظِلُّہُ النُّوْرَانِی

باہتمام:

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹

گدرہوا بلرامپور یوپی۔ پن

۲۷۱۲۰۱

شائع کردہ:

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی شریف

یوپی۔ پن ۲۴۳۰۰۳

موبائل: 9319787312

8433284878

سن اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

مشمولات

اشاعت بارِاول: ۶؍ربیع الغوث ۱۴۳۴ھ ، ۱۷؍فروری ۲۰۱۳ء

اشاعتِ ہٰذا بارِدوم **با اضافہ** و **اصلاح**:

شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ اپریل ۲۰۱۹ء

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم علامہ شاہ **محمد مصطفیٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

ذَیُلِ لَمُعَاتُ

از

فقیہ مبصر حضرت علامہ مولانا **اسرار احمد** صاحب قبلہ مُدَّ ظِلُّہُ النُّوْرَانِی

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری بلرامپور۔ یو۔ پی

باھتمام:

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹

گدرہوا بلرامپور یوپی۔ پن

۲۷۱۲۰۱

شائع کردہ :

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی شریف

یوپی۔ پن ۲۴۳۰۰۳

موبائل: 9319787312

8433284878

سن اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

نام کتاب: ذَیْلِ لَمُعَاتُ

از: فقیہ مبصر علامہ مولٰنا مفتی اسرار احمد صاحب قبلہ

مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِیُ

صفحات: ۲۴۸

تعداد اشاعت: ۱۵۰۰

سنِ اشاعت:

شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

شائع کردہ:

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی شریف یوپی۔ پن ۲۴۳۰۰۳

موبائل: 8433284878/9319787312

باھتمام:

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی۔

پن ۲۷۱۲۰۱

E-mail: reza.kashif786@gmail.com

Mob.:9838599786

انتباہ:۔

ذیلِ لمعات میں صفحاتِ **لمعات** کے جو بھی حوالے ہیں وہ **لمعات** طبعِ دوم کے مطابق ہیں۔

طبع : بارِ اول

فہرست ذَیلِ لمعات

☆

د

●

☆

ح

☆

☆

●

☆

ک

☆

☆

☆

☆

تصدیق

زیب وزینت علم وفن شیخ المعقولات حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ رضوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الاکرم وعلیٰ آلہ المعظم

ہر دور اور ہر زمانے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی نیابت میں حضراتِ علمائے کرام ذوی الاحترام بلاخوفِ لومۃ لائم محض لِوَجْہِ اللّٰہ اپنے حقِ منصبی کی اداء کے لیے ہر باطل شخص اور جماعت کا ردوابطال کرتے رہے اوران شاء اللّٰہ تعالیٰ تا قیامت کرتے رہیں گے۔

ماضی قریب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ نے فرقِ باطلہ وہابیہ دیابنہ اور قادیانیہ کا ردوابطال کیا اوران کی عباراتِ کفریہ قطعیہ پر ان کی تکفیر بھی فرمائی جس پر اس وقت سے لے کر آج تک کے عوام وخواص مسلمین کا اتفاق ہے۔

مگر کچھ داعیانِ صلح واتحاد ہمیشہ اس سعیِ لاحاصل میں تضییعِ اوقات کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح اس قطعی تکفیر کو ذاتی تحقیق قرار دے دیا

جائے۔ تاکہ ہردل عزیزی اورشتر بے مہار کی طرح ہرجائی میں فرق نہ آئے۔ اور یہ نہ سمجھ سکے یا سمجھ کرانجان بنے کہ

آج کی بے قیدی کل سخت وشدید قید میں مبتلا کردے گی۔

حال میں اس جرم کا ارتکاب پاکستان کے ایک مولوی صاحب نے کیا جو بزعمِ خود منتہی کتب کے مدرس ہیں ، جناب نے اپنی تحریر کو اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر علماء عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے ارشادات و فرمودات سے مزیّن کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ بے وزن کو باوزن اور بے اثر کو با اثر بنا سکیں۔ مگر یہ نہ جانا کہ کتب بینی اور چیز ہے کتب فہمی اور۔

بندۂ ناچیز کے تلمیذ ارشد فنا فی الرضا حضرت مولانا **مفتی کوثر حسن صاحب** رضوی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے ان کی غازۂ فریب سے ملمّع تحریر کا جوابِ لاجواب کتاب مستطاب ''لمعات برسوالات'' میں دیاہے۔ جس نے ان کے غازۂ فریب کو یکسر کھرچ کر پھینک دیا۔

نیز کتاب میں موجود اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابرینِ عظام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے ارشادات و فرمودات کی ایضاح میں نگاہوں کو خیرہ کرتے

___ لَمْعَاتْ ___ تو ___ لَمْعَاتْ ہیں۔

بندۂ ناچیز علالتِ طبع ضعفِ بصارت اورکہنہ سالی کی وجہ سے اس لائق تو نہ تھا کہ اس کتاب کو دیکھتا مگر مسئلے کی اہمیت نے دیکھنے پر مجبور کیا

مذکورۃ الصدر کلمات صواب جواب کے آئینہ دار ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ موصوف کی تحریر و تحقیقِ انیق کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس سے اہل حق کے دلوں کو ٹھنڈک اور گمراہوں کو ہدایت عطا فرمائے۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ.

العبد خواجہ مظفر حسین رضوی غفرلہٗ

شیخ الحدیث و المعقولات دارالعلوم نورالحق

چرہ محمد پور فیض آباد ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

کلماتِ حمایت

فردفرید خانوادۂ اعلیحضرت حضرت مولانا **عمر رضا خان** صاحب قبلہ زید فضلہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللّٰہ رب محمدٍ صلی علیہ وسلما　نحن عباد محمدٍ صلی علیہ وسلما

اللہ ورسول جلَّ وعَلا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا خاص فضل وکرم ہے کہ دین وسنّیت کے داعی اور ارشاداتِ اسلاف کی متین وسنجیدہ ترجمانی کرتی امام اہلسنّت سیدی وجدّی شاہ احمد رضا خاں قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تعلیمات سے مسلمانوں کے قلوب آراستہ کرنے میں مخلص ساعی حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد کوثر حسن صاحب قبلہ مُدَّ ظلُّہ النُّورانی اور ان کے تلمیذ ارشد حضرت مولٰینا مفتی اسرار احمد صاحب قبلہ مُدَّ ظلُّہ العالی کی فکر بلند پایہ سے **لمعات مع ذیلِ لمعات** منصۂ شہود پر آرہی ہے۔ عقیدۂ ومسلک میں رخنہ ڈالنے والے شبہات کو تارِ عنکبوت کر کے دین وسنیت کی حفاظت کا فرضِ اعظم بجالانے میں ایک یہی نہیں بلکہ بے مثال پیہم قربانی اور انتھک سعی جیسی ان کی ہے اس کی صاراوی میں ہم رفتاری اگر حاصل نہیں تو بھی ایسی مسعود جدوجہد کی قدر نہ کرنا خود دین سے بے رغبتی اور اپنے آبائے کرام کے ورثۂ روحانی کی قدر ناشناسی ہے۔ لہٰذا ان کی سعی وخدمات کی حمایت اور اس پر رضا کو میں اپنی سعادت اور سرمایۂ آخرت سمجھتا ہوں کہ یہ زیستِ فانی کیا ہے آج نہیں تو کل نخل جاں کی بہار جب خزاں رسیدہ ہو تو یہی سرمایہ کام آجائے اور نیکوں کے صدقے اپنا کام بن جائے۔ **اللہ ورسول** جلَّ وعَلا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل وکرم سے عشاقانِ بارگاہ کے صدقے امید ہے کہ یہ تصنیف اہلسنّت کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بنے گی۔ آمین فقط

عمر رضا خان قادری نوری غفرلہٗ ولوالدیہ

یکم شعبان ۱۴۴۰ھ دوشنبہ مبارکہ ۸ - ۴ - ۲۰۱۹ء بریلی شریف یوپی انڈیا

کلمۂ تائید

متضمن بہ

گزارش بہ اہلِ اسلام و التماس از اہلِ سُنَن

از: حامیِ سُنَن ماحیِ فِتَن حضرت علامہ شاہ مفتی **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ مَتَّعَنا اللّٰہ تعالی و

المسلمین بِطُولِ بَقائِہٖ.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡمُخۡتَار وَعَلی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الۡاَطۡهَار

اللّٰہ و رسول جَلَّ وَعَلا وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

کی عظمت محبت مسلمان کا ایمان ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ نے اسی کے خلاف ہرزہ سرائی سے اہلِ ایمان کے قلب و جگر کو زخمی کیا۔ اپنی کتابوں اپنی تحریروں سے اللہ و رسول کی شان میں صریح توہین اور انکارِ ضروریاتِ دین کا فتنہ عالم میں پھیلایا اور مسلمانوں کے قلوب میں اسے پیرا دینے کے درپے ہوئے اور ہیں۔

اللہ و رسول کا نام لے کر اسلامی لباس پوشاک کو آڑ بنا کر آج بھی یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان ان صریح توہینوں صریح کفروں کو حق مان لیں ، ان کے لکھنے پھیلانے حمایت کرنے والوں کو کافر و مرتد ماننے سے باز آجائیں ، انہیں سچا پکا مسلمان تسلیم کرلیں ، اور یوں ایمان کو چھوڑ کر ان کے کفر میں ان کے ساتھی حمایتی بن جائیں۔ مَعَاذَ اللّٰہِ.

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً　وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ　[پ۵ ع۹ آیت ۸۹]

لہذا مسلمانوں سے گذارش ہے کہ عصبیت میں نہ آئیں۔

بات امام اہلسنّت کی نہیں ، علمائے حرمین شریفین کی نہیں ، تمہارے دین تمہارے ایمان کی ہے ، اُس محبوب کی بارگاہ سے تمہاری وفاداری کی ہے جو اعظمِ محبوبِ اللہ ہیں جانِ ایمان ہیں مسلمانوں پر اُن کی جانوں سے بڑھ کر مہربان اور روزِ قیامت اپنے ہر امتی کے لیے امان ہیں۔

صَلَّی اللّٰه تعالٰی علیه وعلٰی اٰله وصَحبِهٖ وبَارَکَ وَسَلَّمَ ومَجَّدَ وکَرَّمَ.

آخرت کو سامنے رکھو جو ہمیشہ ہمیش کی زندگی ہے۔ اور اُس زندگی کی فلاح و بہبودی کے لیے اولین شرط اُس محبوب کی تعظیم و محبت اور اُن سے وفاداری ہے۔

دشمنانِ دین وہابیہ دیوبندیہ کے حملے اُنہی کی اور اُن کے رب کی عزت و عظمت پر ہیں۔

لہذا اپنا ایمان سنبھالو

ان **دشمنانِ دین** کی **تکفیر** کس طرح **مرہونِ ضرورتِ دینی** و **مرہونِ بداہت** ہوکر **قطعیت** کی **حامل** اور **جزم** و **یقین** سے **مُزَیَّن** ہے اس کے **بیانِ تحقیق آگیں** و **ایضاحِ کامل ترین** مع **دفعِ شبہات** و **قمعِ مزعومات** کا دریا کتابِ ہذا **ذیلِ لمعات** میں جس طرح لہرا رہا ہے اس پر حمد ہے خدائے بزرگ و برتر کے لیے جس نے اپنے حبیبِ کریم علیہ افضل الصلوۃ و التسلیم کے صدقے خاص فضل فرمایا ۔ لِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيْراً عَلٰى مَا اَنْعَمَ مِنْ

نَعْمَائِہٖ وَ عَلٰی حَبِیْبِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمُّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَابْنِہٖ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَکُلِّ ذِیْ اِنْتِمَائِہٖ۔

اسے بہ نظرِ انصاف دیکھو اور کل اُن کے زیرِ سایہ اٹھنے کی فکر کرو جن کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

دنیا ملے نہ ملے آخرت تو اُن کے صدقے میں ملے۔

میں نے یہ بلند پایہ رسالہ **بامعان نظر** و **غورِ کامل** **حرف بہ حرف دیکھا**، حضرت مصنف **علامہ فقیہ مبصر اسرار احمد صاحب** قبلہ کے **نورِ علم** و **وسعتِ نظر** کا **حامل**، تکفیرِ دیوبندیہ کے حاملِ گنجائشِ خلاف ہونے کی بابت شبہات و مزعومات کے رد و ابطال کا کافل، تحقیقِ انیق سے آراستہ اور **حلیۂ صواب** سے **مزین پایا**۔ اللہ پاک ہمیں انہیں اور ہر مسلمان سنی کو روزِ قیامت زیرِ لوائے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خیر وخوبی کے ساتھ جمع فرمائے۔ آمین

اہلسنّت سے **التماس** ہے کہ حمایتِ حق و حمیّتِ دین وسنیت میں اکابر اسلافِ اہلسنّت عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ کی مبارک سیرت کو مرکوز رکھیں۔ صمیمِ قلب سے اُن کی پیروی کی فکر کریں۔ اُن کی روش کی اتباع اپنے اوپر لازم جانیں۔ جو کچھ اپنی فکر اپنی فہم میں آئے اُن کے ارشادات کے معیار پر پہلے پرکھ لیں۔ اور جب تک کامل اطمینان نہ ہولے زبان و قلم پر جاری کرنے سے اجتناب کریں۔ اپنی فکر و فہم کو بےشعوری میں کافی خیال کرنے کی جرأت نہ کریں۔ سیدنا امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِیْ کی ہدایتِ زرّیں و نصیحتِ حکمت آگیں پر نظرِ عمیق ڈالیں۔ وہ امینِ امت

طبیبِ روحانی وارثِ علوم ِنبوت فرماتے ہیں

ضَـرَرُ الشرعِ مِمَّن ینصُرُہٗ لا بطریقۃٍ ، | دین کو جونقصان بےسلیقہ حمایتی سے
اکثرُمن ضَرَرِہٖ مِمَّن یطعَن فیہ بطریقۃٍ. پہنچتاہے باسلیقہ مخالف سے نہیں پہنچتا۔

[تہافت الفلاسفہ ، تعاقب فلاسفہ ص ۹۰]

امام اہلسنّت کےارشاد میں غورکریں۔ وہ فرماتے ہیں

’’ ردِوہابیہ اورافتاء یہ دونوں ایسےفن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سےنہیں آتے ان میں بھی طبیبِ حاذق کےمطب میں بیٹھنےکی ضرورت ہے میں بھی ایک طبیبِ حاذق کے مطب میں سات برس بیٹھا۔ ‘‘ [الملفوظ ص۱۰۶ ، ۱۰۷]

اے میرے رب مسلمانوں پررحم فرما۔ دنیائے دَنی کو ان کی نگاہوں میں ہیچ کردے۔ اپنے پیارے محبوب صَلَّـی اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کاسچاشیدائی کر۔ اوران کے صدقے سچی طلبِ آخرت دے اورکل اُنہی کے زیرِسایۂ رحمت اٹھنا نصیب فرما۔ آمین و الحمد للّٰہ رب العالمین . فقط

کتبہ الفقیر **محمّد کوثر حسن**

السنّی الحنفی القادری الرضوی غفر لہ

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرامپوریوپی پن ۲۷۱۲۰۱

۲۴/ربیع النور ۱۴۴۰ھ بروزدوشنبہ مطابق ۳/دسمبر ۲۰۱۸ء

ذَیُلِ لَمُعَاتُ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لِلّٰہ الذی صدق وعدہ ﴿وکان حقا علینا نصر المؤمنین﴾ (۱) وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علی من قال : اَنَّ اللّٰہ تعالیٰ قد اَمَّنَ عائذَنا ولیس بخائبٍ لائذُنا (۲) وعلی اٰلہ واصحابہ نجوم الھدیٰ وابنہ الکریم وحزبہ اجمعین ابدًا اٰمین.

شاہزادۂ امام اہلسنّت سیدی شاہ مصطفٰے رضا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۡہُمَا نے دیوبندیہ کو لکھا تھا

تمام دیوبندیہ ایک تو بے علم دوسرے کج فہم تیسرے متعصب چوتھے مکابر ظلمات بعضھا فوق بعض. [الموت الاحمر ص ۲۷]

مسلمان سنی کو یہ خوف لازم ہے کہ کہیں ایسی ظلمتوں کا شکار نہ ہوجائے ، اور بارگاہِ صمدیت میں یہ التجا بھی لازم کہ

ویقبِض عنا ظلماتِ الضلال والغَوایۃ (۳)	اللہ پاک گمراہی اور کجی کی تاریکیوں کو ہماری طرف راہ نہ دے

اور ارشادِ ربانی ہے

---

(۱) پ ۲۱ ع ۸ آیت ۴۷ سورۃ روم

(۲) الامن والعلیٰ ص ۲۱ بحوالہ ابن ماجہ ، فتاویٰ رضویہ مترجم ۳۰/ ۳۵۹

(۳) اقتباس دیباچہ تہافت الفلاسفۃ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ	اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم
بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ	ہوجاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے
عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ	چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو

[پ۵ ع۱۷ آیت ۱۳۵ النساء]

حضرات اہلسنّت !

یہ **ذَیْلِ لَمْعَات** ہیں۔ اپنے شیخ و مُرَبّی حضرت علام مصنفِ ''**لمعات**'' مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ متّع اللّٰه تعالی الُمسلمین بطولِ بقائه کے افاضۂ و برکاتِ انفاس سے میں نے ان کی ترصیف کی یہ سہل اسلوب میں شبہات کا استیصال کرتے اور بہ پیرایۂ استفسارات بھی حق و حقیقت کے روئے روشن کا ایضاح کرتے ہیں۔ صاحبِ ''ازالۂ غلط فہمی'' اگر نظرِ انصاف سے تامل اور مقتضائے ارشادِ آیتِ بالا پر عمل کریں توامید کہ ضرور نفع پائیں۔ ورنہ اللہ پاک جس کے لیے چاہے گا اسے نفع بخش فرمائے گا۔

●

”ازالۂ غلط فہمی“ میں ہے

بندہ کا موقف: بندہ افرادِ اربعہ کے بارے میں فتویٰ تکفیر تسلیم کرتا ہے
لیکن اسے ضروریاتِ دین سے نہیں مانتا۔ [ازالہ ص۱۴]
یہ تکفیر ضرورتِ دینی نہیں۔ [ازالہ ص ۵]

اقول:۔ تکفیر کفر پر ہوتی ہے اور

__”کفر تکذیب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بعض ماجاء بہٖ من عند ربّہ جَلَّ وَعَلا کا نام ہے“__[فتاویٰ رضویہ ۱۸۸/۲ ، مترجم ۱۰۱/۵]

یعنی نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اُس میں سے کسی بات میں حضور کو جھٹلانا یہ کفر ہے۔

نیز استخفاف و توہین بھی کفر ہے۔ المعتمد [ص۲۱۲] میں ہے

فالکفر یتحقق عند اللّٰہ تعالیٰ بتحقق التکذیب او الاستخفاف.	واقع میں اگر کسی نے **تکذیب** یا **توہین** کی تو عند اللّٰہ اُس کا کفر ثابت ہوجائے گا۔

ولہذا المعتقدالمنتقد [ص۲۱۲] میں فرمایا

مناط التکفیر وھو التکذیب او الاستخفاف بالدین.

یعنی تکفیر کا مدار دو چیزیں ہیں تکذیب یا استخفاف بالدین یعنی دین کے ساتھ استہزاء کھلواڑ توہین۔

اورانکارِ ضروریاتِ دین تکذیب کو مقتضِی ہے۔

وما یُوجِب التکذیبَ ھو جَحْد کلِّ ما ثبَت عن النبی ﷺ ادعاءُ ہ [ای الحکمُ به والقول بهٖ۔ المستند] ضَرورۃً ای بحیثُ صار العلم بکونه ادعاءَ ہ ضَروریًّا ، کالبَعْث والجزاء و الصّلوٰات الخَمْس. [المعتقدص ۲۰۹]

وہ تمام باتیں جن کا فرمانِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہونا بداہۃً ثابت ہے یعنی جن باتوں کا فرمانِ والا ہونا بدیہی وروشن طور پر معلوم ہے جیسے حشر جزاء نمازِ پنجگانہ ان میں سے کسی کا انکار یہ تکذیب کا مُوجِب اور تکذیب کو مقتضِی ہے

صاحبِ ازالہ دیوبندیہ کی تکفیر کرتے ہیں تو ضرور کفر پر کرتے ہوں گے اب وہ کفر یعنی تکذیب یا استخفاف وتوہین یا مقتضیِ کفر یعنی انکارِ ضروریاتِ دین کیا ہے؟......

...... **مثلاً** نانوتوی صاحب کا اپنی تحذیر الناس میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ وَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کے وصفِ خاتم النبیین بمعنیٰ آخر النبیین یعنی سب نبیوں میں پچھلے ہونے کو جاہلوں کا خیال فضیلت سے یکسر خالی اور مقامِ مدح میں ذکر کے ناقابل قرار دینا ، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی کوئی نیا نبی ماننے سے وصفِ خاتَمِیَّت میں کوئی خلل نہ آنا ٹھہرانا۔

گنگوہی وانبیٹھی صاحبان کا اپنی براہینِ قاطعہ میں ابلیس کو حضور اَعْلَمُ الْخَلْق صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ علم والا ٹھہرانا۔

تھانوی صاحب کا اپنی حفظ الایمان میں حضورِ عالِمِ ماکان ومایکون صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علمِ اقدس کو بچوں پاگلوں سے ملانا اور برابر ٹھہرانا ....

اب بتائیں قطع نظراس سے کہ یہ کس سے سرزد اور کیسی دلالت سے پیدا ہیں صرف نظر بہ نفسِ معانی ہم پوچھتے ہیں کہ **یہ توہین وانکارِ ضروریاتِ دین ہے یا نہیں؟** کہیں ہے اور ضرور ہے۔

اور اس توہین وانکارِضروریاتِ دین کا **کفر ہونا** اور جو ایسا **مانے** یعنی توہین و انکارِضروریاتِ دین کرے اُس کا **کافر ہونا** اسے وہ **ضروریِ دینی مانتے ہیں یا نہیں**؟

گیارہ سوالات [ص۷] میں بہ پیرایۂ تسلیم انہوں نے لکھا ہے کہ

[''ہر مدعی الوہیت آدمی کافرومرتد ہے '' [یہ] ضروریاتِ دین میں سے ہے]

اس سے ظاہر یہی ہے کہ توہین وانکارِضروریاتِ دین کا کفر اور کرنے والے کا کافر ہونا وہ ضروریاتِ دین سے مانتے ہیں۔

تو یہاں تک تو اس تکفیر کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا اُن کا تسلیم شدہ ہے۔

اور کیسے نہ ہو جبکہ .... **عقائد معلوم و مُتَعَیَّن ہوچکے** ....

یہ میں نہیں کہتا بلکہ امام اہلسنّت فرماتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ متکلمین کا فرمانا نقل کرتے ہیں کہ

—'' یہ **حضرات** خود بھی **تصریح** کرگئے ہیں کہ .... **عقائد معلوم و مُتَعَیَّن ہوچکے** ''— [فتاوی رضویہ ۱۱/۱۲۵ ، مترجم ۱۵/۵۱۶]

اور عقائد میں اعلیٰ درجہ ضروریاتِ دین ہیں تو وہ لا مَحالہ معلوم و متعین ہیں اور انہی کا [معاذ اللہ] انکار و خلاف کفر ہے۔

ولہذا امام اہلسنّت نے فرمایا

—" ضروریات کے سوا کسی شئی کا انکار کفر نہیں۔

[فتاوی رضویہ ۲/۱۸۸، مترجم ۵/۱۰۱]

علمِ کلام میں **تحقیق** ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریات سے کسی شئی کا انکار **نہ ہو** کفر نہیں ...... اور ضروریاتِ دین میں سے **معاذاللّٰہ** کسی کا **انکار ہو** تو [منکر کی] تکفیر پر اجماع رک نہیں سکتا۔" — مُلَخَّصاً [فتاوی رضویہ ۴/۳۷۴، مترجم ۹/۹۴۲]

تو ...... کونسا معنیٰ ضروریاتِ دین کا انکار و خلاف ہے اور بنا بریں کفر ہے...... یہ بھی معلوم و متعین ہوا۔

آگے **نسبت** اور **تعینِ معنیٰ** اور اُس کے **اعتقاد** کی منزل ہے۔

یعنی اُن عباراتِ دیوبندیہ میں یہی توہین وانکارِ ضروریاتِ دین کا کفری معنیٰ ہے جس کا وہ اعتقاد رکھتے ہیں کسی غیر کفری معنیٰ کی گنجائش نہیں ، اور یہ عبارات اُنہی پیشوایانِ دیوبندیہ کی ہیں۔

انہی کو صاحبِ ازالہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کا ثبوت ضرورتِ دینی سے نہیں۔

(۱) تو میں کہتا ہوں کہ **ان کے ثابت بہ ضرورتِ دینی نہ ہونے کا تکفیرِ دیوبندیہ سے گنجائشِ خلاف میں کتنا کچھ دخل ہے؟**

آخر خلاف کرنے والے عباراتِ حفظ و براہین و تحذیر کو دیابنۂ اربعہ کی عبارات جانتے ہیں تو اُنہیں **نسبت** پر تیقن کیسے ہوا؟...... یعنی ...... عباراتِ ثلثہ ان اربعہ ہی کی عبارات ہیں ...... یہ انہوں نے بالجزم کیسے جانا؟......

کہیں **تواتر** سے ، اور وہ **ثبوت کافی** ہے۔ تو **ثبوتِ نسبت** ضرورتِ دینی پر موقوف نہیں ہوا ، اور ثبوتِ نسبت پر **یقین** کے لیے اس کا ضروریِ دینی ہونا ضروری نہ رہا۔

تو اعتقاد و تعینِ معنیٰ اپنے ثبوت میں ضرورتِ دینی پر موقوف کیوں ہوں گے؟......

اعتقاد و **تعینِ معنیٰ پر بھی** تو **تواترِ عرف ولغت** اور **قرائنِ واضحہ** ہیں۔ مزید برآں **خود قائلین** نے اپنے اوپر سے الزامِ کفر اٹھانے اور اپنی عبارات کو بے غبار ثابت کرنے کے لیے عرق ریزی کی تاہم کوئی **احتمالِ اسلام** اپنی عبارات میں **نہ بتا سکے**۔

تو کیا یہ سب بنظرِ انصاف دیکھنے والے پر اعتقاد و تعینِ معنیٰ کھل نہیں جائے گا؟ اور ان عبارات کے معنیٔ کفر میں متعین اور اعتقادِ قائلین ہونے پر اسے یقین نہیں ہو جائے گا؟ تو ان کا ضرورتِ دینی سے ثابت ہونا کیوں ضروری ہوگا؟......

خود صاحبِ ازالہ **جب** دیوبندیہ کی تکفیر کے قائل ہیں تو جُزافاً تو نہ ہوں گے اور ظن و تقلید سے بھی نہ ہوں گے کہ تکفیرِ مسلم پر وعید کی احادیثِ مبارکہ واقوالِ فقہاء وہ دیکھ چکے ہیں **تو** خود اُنہیں دیوبندیہ کی عبارتیں معنیٔ کفر میں متعین ہونے اور وہی ان کا اعتقاد ہونے پر یقین کیونکر ہے؟......

اسی بداہتِ تواتر سے بداہتِ قرائن وحالاتِ عرق ریزیِ قائلین سے۔

تو جو بداہت اُنہیں یقینِ تعین واعتقاد فراہم کرتی ہے اوروں کو یہ یقین فراہم کیوں نہیں کرے گی؟......

☆

مگر صاحبِ ازالہ کا زعم یہ ہے کہ

قطعی ضابطہ کی بناء پر جب کسی شخص معین پر حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکمِ شخصی قطعی نہیں ہوتا مثلاً فلاں شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہے اور ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے تو نتیجہ ہوگا فلاں شخص کافر ہے۔ یہاں کبریٰ اگرچہ قطعی ہے لیکن صغریٰ مفتی کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنی ہے .... نیز مسلمہ ہے کہ ایک مفتی کے فتویٰ وفیصلہ کو دوسرے مفتی کے لیے ماننا واجب نہیں۔

[گیارہ سوالات ص ٣٠]

(٢) **اقــول**:۔ حکمِ کفر بھی کوئی فرعی عملی مسئلہ ہے؟ .... جہاں ظن واجتہاد بکار آمد ہو؟ ....

دیکھو! دیوبندیہ کا کفر اور تکفیرِ اجماعی کلامی بیان کر کے آخر تمہیدِ ایمان میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ نے کیا فرمایا؟ ....

ـــ ’’بات بِحَمْدِ اللّٰہ تَعَالیٰ **ہر ذی علم مسلمان**
کے نزدیک **اَعْلٰی بَدِیْہِیَّات** سے تھی ‘‘ـــ

.... **بَدِیْہِی** ہونا اور وہ بھی **اَعْلٰی بَدِیْہِی** اور وہ بھی ہر ذی **علم مسلمان** کے **نزدیک** ....

کیا یہ ظَنِّی اِجْتِہَادِی ہوتا ہے؟ ....

[یہ آخر لمعات میں بالتفصیل مذکور تھا۔] نیز

(۳) دلیلِ تکفیر کیا ظنی اجتہادی ہوتی ہے؟......

سیدنا امامِ غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِیْ مُسْتَصْفٰی [۲۵۹/۱] **میں فرماتے ہیں**

دلیلہ [ای دلیل کفر المبتدِع المُکَفَّر] قاطع.

حضرات **متکلمین** جس دلیل سے **بدعت کفریہ** والے کی **تکفیر** کرتے ہیں وہ **قطعی** ہوتی ہے۔

(۴) کیا دلیلِ تکفیرکو **نہ سمجھ پانا** عذر ٹھہرتا ہے؟...... اور اس **عجزِ فہم** سے **اجماعی مسئلہ** غیر اجماعی و **مختلف فیہ** ہوجاتا ہے؟...... ہرگز نہیں وہی **امامِ عالی** وہیں فرماتے ہیں

یقول الفقهاء نحن لا اَدری ان بدعته توجب الکفر ام لا ، ففی هذه الصورة لایُعذَرون فیه ، اذ یلزَمهم مراجعة علماء الاصول ، ویجب علی العلماء تعریفهم.

فقیہ اگر کہے...... میں نہیں جانتا کہ اس بدعتی کی بدعت مُوجِبِ کفر ہے؟...... یا نہیں؟...... تو وہ معذور نہیں ٹھہرے گا۔ **متکلمین** کی طرف رجوع کرے اور **متکلمین** کے ذمّے ہے کہ اسے بتادیں۔

فاذا افتَوا بکفره فعلیهم التقلید ، فان لم یُقنِعهم التقلید فعلیهم السوال عن الدلیل ، حتی اذا ذکرلهم دلیله فَهِموه لا مَحالة ، لان **دلیله قاطع**.

اب **متکلمین** نے جب بدعتی کا شرعاً کافر ہونا بیان کردیا تو **فقیہ** پر **ضروری** ہے کہ اُن کی **تقلید** و **اتباع** کرے۔

اور اس سے سیری نہ ہو تو دلیلِ تکفیر دریافت کرے دلیل جب سامنے آئے گی تو لا مَحالہ فقیہ اُسے سمجھے گا ، کیونکہ **دلیلِ تکفیر**

فان لم یُدرِکه فلا یکون معذوراً ، کمن لا یدرک دلیل صدق الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم ، فانہ لا عذر مع نَصْب اللّٰہ تعالی الادلۃَ القاطعۃ. [المُستَصفٰی الجزء الاول الاصل الثالث الباب الثانی فی بیان ارکان الاجماع ص۲۵۹]

قطعی ہوتی ہے۔ اور نہ سمجھے تو **معذور نہیں**۔ جیسے صداقتِ حضرتِ رسالت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی دلیل کوئی نہ سمجھے تو معذور نہیں [بلکہ کافر ہے] کیونکہ اللہ عزَّ وَجَلَّ کی جانب سے یقینی دلیلیں جب قائم ہیں تو اب کسی کے لیے کوئی عذر نہیں رہ گیا۔

ہاں عدمِ اطلاع عذر ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

الصورۃ الثانیۃ ان لا یکون قد بلَغتہ بدعتہ و عقیدتہ فترک الاجماع لمخالفتہ فھو معذور فی خطئہ وغیر مواخذٍ بہ. [ایضاً]

دوسری صورت یہ ہے کہ مسئلۂ اجماعی میں فقیہ نے اُس بدعتی کا صرف خلاف دیکھا مگر اُس بدعتی کی بدعت اور کفری عقیدے پر فقیہ کو **اطلاع نہ** ہوئی اور عدمِ اطلاع کے باعث مسئلۂ اجماعی کو مختلف فیہ سمجھ کر ترک کیا تو اس خطاء میں **معذور** ہے ، اور اُس پر **مواخذہ نہیں**۔

[یہ سب بالتفصیل لمعات [ص۷۳ تا ۷۵] میں مذکور ہے]

اِمامِ حقائق رسا دقائق کُشا مُؤَیَّدُ مِنَ اللّٰہ حجۃ الاسلام سیدنا غزالی قُدِّسَ سِرُّہ الْعَالی کے ان کلماتِ بابرکات کے آئینے میں دیکھ لیجیے

اس حقیقت کی صداقت

کہ دیوبندیہ کی تکفیر قطعی یقینی ہے ، ظنی اجتہادی ہرگز نہیں۔

اور تکفیرِ دیوبندیہ کی دلیل بھی امام اہلسنّت و علمائے حرمین طیبین کی طرف سے قطعی یقینی ہے ، ظنی اجتہادی نہیں ، کہ کسی ذی علم کی طرف سے گنجائشِ خلاف رکھے۔

یہی آخر تمہید ایمان میں امام کا ارشاد ہے جو اوپر گذرا ، اور **یہی** علمائے حرمین طیبین کا ارشاد ہے جو عنقریب آرہا ہے ، نیز تمہید ایمان کا یہ ارشاد بھی کہ

—" ان دشنامیوں کو **ہرگز کافر نہ کہا** جب تک ان

کا کفرِ صریح **آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا**"—

نیز مستصفائے امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہ کے اسی شفاف آئینے میں دیکھ لیجیے قطعیتِ تکفیرِ دیوبندیہ کا روشن ایضاح بھی جو بطفیلِ امام اہلسنّت اس خادمِ کلماتِ امام نے سابق میں پیش کیا۔

والحمد للّٰہ رب العالمین ، والصلٰوۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی اٰلہ والمنتمین الیہ اِلیٰ یوم الدین .

☆

پھر انہوں نے یہ موقف لکھ کر کہ

> بندہ افرادِ اربعہ کے بارے میں فتوی تکفیر تسلیم کرتا ہے لیکن اسے ضروریاتِ دین سے نہیں مانتا۔ [ازالہ ص۱۴]

اس پر دلیل میں فتاویٰ رضویہ مترجم [۲۹/۳۸۵] سے ضروریاتِ دین کے ثبوت کا ذریعہ اور [۲۹/۷۴۱ سے] تکفیرِ ابو طالب کا ضروریِ دینی نہ ہونا اور تکفیرِ ابولہب و ابلیس کا ضروریِ دینی ہونا ، اور [۱/۱۸۷ سے] ضروریاتِ دین میں عوام وخواص سب کو علمِ قطعی یقینی ہونا نقل کرکے لکھا

> معلوم ہوا کہ شخص معین کو کافر ماننے کا عقیدہ ضروریات دین سے تب ہوگا جب اس کا ثبوت قطعی الدلالۃ آیت یا قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی سے ہو .... قطعی عام جس کا عوام وخواص سب کو علم ہو ، جبکہ فرائض اعتقادیہ میں سے تب ہوگا جب قطعی خاص ہو جس کا علم عوام کو اگرچہ نہ ہو لیکن تمام علمائے عرب وعجم کو ضرور ہو [ازالہ ص۱۴، ۱۵]

اور تحریرِ سابق میں انہوں نے لکھا ہے۔

> جس شخص معین کا کافر ہونا ایسے کلام سے ثابت ہو جس کا متکلم معصوم عن الخطاء نہ ہو تو نفسِ دلیل میں خطاء کا شبہ موجود ہے ثابت بالقواطع نہ ہونے کے سبب اُس شخص معین کو کافر ماننا نہ تو فرضِ اعتقادی ہے نہ اس کا منکر فقہاء و متکلمین میں سے کسی کے نزدیک کافر۔ [گیارہ سوالات ص۱۵]

’’ بلکہ ضروریات کے سوا کسی شئ کا انکار کفر نہیں اگر چہ ثابت بالقواطع ہو ‘‘ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۰۱/۵]

معلوم ہوا جس شخص کا کافر ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہو مگر عوام وخواص نہ جانتے ہوں [یعنی ضروریاتِ دین سے نہ ہو] تو اُس کے کافر ہونے کا منکر کافر نہیں۔ مختصرًا [گیارہ سوالات ص۱۵]

اقول :- قادیانی اور اُس کے متبعین یونہی دیوبندیہ اشخاص معینہ ہی ہیں۔ ان کے کافر ہونے پر ان کے نام یا قال کی تصریح وتعیین کے ساتھ نہ تو قطعی الدلالۃ آیت ہے نہ قطعی الدلالۃ حدیثِ متواتر نہ قطعی الدلالۃ اجماعِ قطعی لِلصَّحَابَۃ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنھُمْ اَجمَعِین

ان کی تکفیر امام اہلسنّت نے کی علمائے حرمین طیبین نے کی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنھُم اجمعین وجزاھم خیرا عن الاسلام والمسلمین۔

امام معصوم عن الخطاء نہیں ، علمائے حرمین بھی انفرادی طور پر معصوم عن الخطاء نہیں۔

رہا ان سب حضرات کا قادیانیہ دیوبندیہ کی تکفیر پر اتفاق واجماع تو وہ قادیانیت و دیوبندیت کے اشخاصِ معینہ کے نام کی تصریح وتعیین کے ساتھ اجماعِ قطعی للصحابہ کہاں؟ اجماعِ ائمۂ مجتہدینِ مابعدِ صحابہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنھُمْ بھی نہیں ، جس کا منکر گمراہ ٹھہرتا ہے ، مسلّم الثبوت میں ہے

امام فخر الاسلام نے فرمایا اجماع صحابہ رضی	قال فخر الاسلام : اجماع

الصحابة كالمتواتر فيُكفَر جاحده ، واجماع من بعدهم كالمشهور فيُضلَّل جاحده.
مختصراً [فواتح الرَّحَمُوْت ۲/۲۹۵]

اللہ تعالیٰ عنہم آیت اور حدیثِ متواتر کی طرح ہے لہٰذا اس کے منکر کی تکفیر ہے۔ اور ائمۂ مابعد کا اجماع حدیثِ مشہور کے مانند ہے اس لیے جو اس کا انکار کرے وہ گمراہ ٹھہرے گا

[بقیہ تفصیل لمعات [ص۶۸ تا ۷۱] میں فواتح [۲/۲۹۵، ۲۹۶] سے مرقوم ہے]

خود وہ تحریر سابق میں لکھ چکے ہیں

ہماری کتب اصول کے باب الاجماع سے ثابت ہے کہ اگر دورِ صحابہ علیہم الرضوان کے بعد کسی زمانہ کے ائمۂ مجتہدین کسی مسئلۂ حادثہ پر اجماع کرلیں تب بھی اس کے انکار پر تکفیر نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ بھی قطعی معتبر فی اصول الدین نہیں۔

معلوم ہوا کسی شخص معین کا کافر ہونا زمانۂ صحابہ کے بعد کسی زمانہ کے ائمۂ مجتہدین کے اجماع سے ثابت ہو تو بھی اس کے منکر کی تکفیر درست نہیں۔ [گیارہ سوالات ص۱۷]

۵ تو قادیانیہ دیوبندیہ کسی کی بھی تکفیر صاحبِ ازالہ کے **ضابطۂ حادثِ تکفیر** پر **قطعی** ہرگز نہیں ، چہ جائیکہ ضروریِ دینی ہو۔

کیونکہ امام اہلسنّت کو لاکھ قطع ہو مگر امام معصوم نہیں تو قطع کہاں؟ شبہ موجود ہے ، علمائے حرمین کا ان کی تکفیر پر اجماع بھی ہو تاہم وہ اجماعِ صحابہ نہیں تو قطع کہاں؟.......

بلکہ اجماعِ ائمۂ مابعد بھی نہیں تو نازل درجے کا قطع[ه] یعنی علمِ طمانیت بھی اُس سے حاصل نہیں کہ جو اُسے نہ مانے اور خلاف کرے وہ گمراہ ٹھہرے۔

یہ اُن کے **ضابطۂ حادث** کا نتیجۂ نوخیز ہے۔ اب اسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے صاف صریح فرمان سے ملا دیکھیے۔ امام فرماتے ہیں

ارشادِ علمائے حرمین شریفین کو کہ عین اصلِ اصولِ ایمان کے بارے میں ہے اور جس کا خلاف کفر ہے۔ [فتاویٰ رضویہ۱۲/۲۲۶ ، مترجم۲۷/۵۷۹]

یہ دیکھیے ارشادِ علمائے حرمین کی مخالفت کو امام کیا فرمار ہے ہیں؟....... **کفر** اور اُن کا ضابطہ کیا کہہ رہا ہے؟....... کفر کیا گمراہی بھی نہیں۔

اللہ پاک اپنے نیک بندوں کے کلمات میں برکت رکھتا اور تائیدِ غیبی کا شرف بخشتا ہے۔ اُن کے کلمات محض ذہنی کدوکاوش کا نتیجہ نہیں خاص عطیۂ الٰہی ہیں ایں

[ه] **قطع** کے دو معنیٰ ہیں اَخَصّ اور اَعَمّ۔ **اخص** یہ کہ احتمال جڑ سے کٹ جائے سرے سے ختم ہو جائے اُس کی کوئی خبر یا کوئی نشان نہ رہ جائے۔ جیسا کہ یہ قطع مُحکَم و مُفَسَّر آیت اور مُحکَم و مُفَسَّر حدیثِ متواتر میں ہوتا ہے اس کا نام **علمِ یقین** ہے اس کا مخالف فقہاء کے نزدیک مطلقًا کافر ہے ، اور متکلمین کے نزدیک اُس وقت جبکہ یہ قطعی ضروریاتِ دین سے ہو۔ **اعم** یہ کہ وہاں احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو اگرچہ نفسِ احتمال باقی رہے جیسا کہ یہ قطع ظاہر نص اور حدیثِ مشہور میں ہوتا ہے اس کا نام **علمِ طمانیت** ہے۔ اس کا مخالف گمراہ بدمذہب ہے۔ اس کی تکفیر کی گنجائش نہیں۔ [الزُّلَالُ الْاَنْقٰی فتاوی رضویہ مترجم ۲۸/۶۶۷ ، ۶۶۸ ، ۶۶۹]

سعادت بزورِ بازو نیست۔

مَواھِبُ لاتُدُرَک بید اکتساب : وہبی عطیّے ہیں کہ زورِبازو سے نہیں ملتے۔

[فتاوی الحرمین ص۱۵۹ ، ۱۶۰]

اُن کے دل کی گہرائیوں کا سچا اخلاص و انکسار رحمتِ الٰہی سے حصولِ نعمت و زیادت کا سبب بنتا ہے۔ فرماتے ہیں

فقیر تو ایک ناقص قاصر ادنی طالب العلم ہے کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا اور بحمدہ تعالیٰ بظاہرِ اسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی جانتا ہوں۔ اس لیے پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوں۔ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے اور مجھ پر علمِ حق کا افاضہ فرماتے ہیں۔ اور اُنہی کے ربِّ کریم کے لیے حمد ہے۔ اور اُن پر ابدی صلوٰۃ وسلام۔ [فتاویٰ رضویہ ۱۳۱/۱۲ ، مترجم ۵۹۶/۲۹]

☆

لہذا فرمانِ بالائے امام میں جو جواہرِ آبدار ہیں بطفیلِ امام اُنہیں منصۂ شہود پر لاؤں اور **مزید تفصیل کروں**

اصولِ ایمان کیا ہیں؟...... **ضروریاتِ دین**۔ وہی ایمان و اسلام کی بنیاد ہیں اُنہی کے ماننے سے آدمی مسلمان ہوتا ہے ، اور اُنہی کے انکار و خلاف سے کافر۔

تمہید ایمان میں ہے

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ [پ۲ ع۶ آیت ۱۷۷]

اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منھ نماز میں مشرق و مغرب کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر

دیکھو صاف فرمادیا کہ .... **ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل** کام ہے۔

[تمہید ایمان ، فتاوی رضویه مترجم ۳۰/۳۳۱]

تو صاف واضح ہوا کہ امام **ارشادِ** علمائے حرمین شریفین کو فرما رہے ہیں کہ وہ **ضروریاتِ دین** کی بھی عین **اصل** و بنیاد کے بارے میں ہے۔

یعنی عظمت الٰہی و عظمتِ رسالت پناہی کے بارے میں ہے۔

جلّ وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم. اور آگے چلیے امام فرماتے ہیں

اور جس کا **خلاف** کفر ہے [فتاویٰ مترجم ۲۷/۵۷۹]

کفر کیا ہے؟...... **ضروریاتِ دین کا انکار و خلاف**۔ امام کا فرمانِ تصریحی خود

وہ [گیارہ سوالات ص۱۵ میں] نقل کر چکے ہیں کہ

ضروریات کے سوا کسی شیٔ کا انکار کفر نہیں .... عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا .... اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین۔

[فتاویٰ رضویہ ۱۸۸/۲ ، مترجم ۱۰۱/۵]

لایُخرِج الانسانَ من الاسلام الا جُحودُ مااَدخله فيه

[فتاویٰ رضویہ ۳۱۱/۳ ، مترجم ۷۱۶/۶]

یا پھر **قطعی** کا جانتے بوجھتے **انکار** کفر ہے۔

المعتقد [ص ۲۱۲] میں ہے

اماما ثبت قطعاً ولم يبلُغ حَدَّ الضَّرورة كاستحقاق بنت الابن السُّدُس مع البنت الصُّلبية باجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الاكفار بجَحُده فانه لم يَشترِطوا فى الاكفار سوى القَطْع فى الثبوت لا بلوغ العلم به حد الضرورة و يجِب حَمْله

وہ مسئلہ جس کا ثبوت قطعی ہو مگر وہ ضروریِ دینی نہ ہو جیسے ایک صلبی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو چھٹا حصہ ملنا باجماعِ مسلمین ثابت ہے۔ ظاہر کلامِ حنفیہ یہ ہے کہ ایسے قطعی مسئلے کے انکار پر تکفیر ہے کیونکہ ائمۂ حنفیہ نے تکفیر میں ثابت بالقطع ہونے کے سوا کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ ضروریِ دینی بھی ہو جو خواص و عوام سب پر روشن ہو۔ اس تکفیر کو اس صورت پر محمول کرنا واجب ہے

علی ما اذا عَلِم المنکر ثبوته قطعاً لان مناط التکفیر وهو التکذیب او الاستخفاف بالدین انما یکون عند ذالک اما اذالم یعلم فلا ، الا ان یذکُرله اهل العلم ذالک ای ان ذالک الامر من الدین قطعاً فیتمادیٰ فیما هو فیه عناداًفیُحکم فی هٰذاالحال بکفره لظهور التکذیب .

کہ منکرکو اس مسئلے کے ثبوتِ قطعی کا علم ہو اور پھرانکارکرے تو کافر ہوگا۔ کیونکہ تکفیر کا مدار جوکہ تکذیب یا استخفاف بالدین ہے وہ اسی صورت میں پایا جائے گا۔ رہی یہ صورت کہ اسے اس مسئلے کا علم نہ ہو تو اس صورت میں مدارِ تکفیر متحقق نہیں ہوگا۔ ہاں اہلِ علم اسے بتادیں کہ یہ قطعی دینی مسئلہ ہے پھربھی وہ دیدہ دانستہ انکار پر اڑا رہے تو ایسے میں چونکہ اس کی طرف سے کھلی تکذیب پائی جارہی ہے اس لیے اس کی تکفیر ہوگی۔

تو ارشادِعلمائے حرمین شریفین اگر قطعی بھی نہیں تو اس کا خلاف کفر کیسے ہوگا؟...... جبکہ امام فرمارہے ہیں

اس ارشاد کا خلاف کفر ہے۔

تولامحالہ وہ ارشاد کم ازکم قطعی ہوا جب تو اُس کی مخالفت کفر ہے

اور صاحبِ ازالہ کا ضابطہ کیا کہہ رہا ہے؟...... اس ارشاد [یعنی تکفیرِ قادیانیہ ودیوبندیہ] کی مخالفت کفر کیا گمراہی بھی نہیں۔ وہ ارشاد اجتہادی ہے شبہ ٔ خطا رکھتا ہے اجماع بھی ہو توقطعی نہیں ، ظنی ہے ، کوئی قولِ خلافی اُس کے مقابل ہوسکتا ہے۔

☆

اب یہ دیکھ لیجیے! کہ وہ ارشادعلمائے حرمین شریفین کیا ہے؟.........

اُن حضرات کے سامنے استفتاء میں پیش کی گئیں

قادیانی کی اعجازاحمدی و ازالۂ اوہام ، فوٹوفتوائے گنگوہی ، براہینِ قاطعہ گنگوہی و انبیٹھی اور حفظ الایمان تھانوی [حسام الحرمین ص۷۳ ، ۷۴]

ـــ" ان تمام دُشنامیوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے عام احکام کیا کیا فرمائے؟.......

[یہ کہ] ان اقوال کے قائلین بدعتِ کفریہ والے۔ یہ سب کے سب **مرتد ہیں۔ باجماعِ امت اسلام سے خارج ہیں**"ـــ

[خلاصۂ فوائد فتویٰ ص۲۳ تالیف امام اھلسنت۔ مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی]

یہ احکام علمائے حرمین شریفین کی طرف سے یوں ہیں کہ

ـــ" ان [مذکور بالا] **اقسامِ خمسۂ دُشنام پر** [امام اہلسنّت نے] **فتویٰ میں جواحکام لکھے علمائے حرمین محترمین نے .... تحسین و تعظیم و مدح و تکریم سے لیے .... تو وہ سب براہِ تسلیم اُن کے اقوالِ کریم تھے "ـــ مختصراً** [خلاصہ فوائدفتوی ص۲۷]

ولہذا فتاویٰ میں بھی امام نے اسے بیان کیا کہ

ـــ" علمائے کرام حرمین شریفین نے .... حسام الحرمین شریف میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشادفرمایا

ھٰؤلاء الطوائف کلھم کفار **یہ طائفے سب کے سب کافرمرتد ہیں باجماعِ**

مرتدون خارجون عن الاسلام ، من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

امت اسلام سے خارج ہیں جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے

مختصراً [حسام الحرمین ص۹۰ ، فتاوی رضویہ مترجم ۲۴۱/۲۹]

انہی اکابر نے تقریظاتِ حسام الحرمین شریف میں جابجا نام بنام بھی ثلاثۂ سابقہ[۱۱] پر حکمِ کفر فرمائے

ان غلام احمد القادیانی و رشید احمد ومن تبعہ کخلیل الانبھتی و اشرف علی وغیرھم لاشبھۃ فی کفرھم بلا مجال ، بل لاشبھۃ فی من شک ، بل فی من توقف فی کفرھم بحال من الاحوال.

[حسام الحرمین ص۱۰٦ تقریظ نمبر ٦]

غلام احمد قادیانی و رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ اُن کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں ان کو کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔

غلام احمد القادیانی ورشید احمدو

غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و

---

[۱۱] یہاں سائل کا سوال قادیانی کے بارے میں نہیں تھا۔ اور دیوبندیہ میں بھی سائل نے نانوتوی وگنگوہی وتھانوی صاحبان کا مذہب پوچھا تھا اور چوتھے نمبر پر محمود حسن دیوبندی کا ، اس لیے امام اہلسنّت نے ثلثۂ سابقہ [اگلے تین] فرمایا ورنہ تقریظات میں جیسا کہ دیکھ رہے ہو قادیانی اور انبیٹھی کے بھی نام ہیں۔

خلیل احمد واشرف علی من اهل الکفر الجلی. [ص ١٢١ تقریظ نمبر ٩]	اشرف علی کھلے کافر ہیں۔
رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد من ذوی الکفر الجلی. [ص ١٢۴ تقریظ نمبر ١٠]	رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد کھلے کفر والے ہیں۔
اطلعت علی کلام المضلین فوجدته موجبا لردتهم وهم اخزاهم اللّٰه تعالی رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد من ذوی الکفر الجلی. [ص ١٣٢ تقریظ نمبر ١١]	میں ان گمراہوں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ ان کے اقوال ان کے مرتد ہوجانے کے مُوجِب ہیں اور وہ (اللہ انہیں رسوا کرے) رشید احمد واشرف علی و خلیل احمد ہیں جو کھلے کفر والے ہیں۔
الفرقة المارقة التی تدعی بالوهابیة منهم المارق المنقص لشان الالوهیة والرسالة قاسم النانوتوی ورشید احمد کنکوهی وخلیل احمد انبهتی واشرف علی تهانوی. [ص ١٦٢ تقریظ نمبر ٢٢]	گروہ خارج از دین جسے وہابیہ کہا جاتا ہے اُن میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان الوہیت و رسالت کو گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھی اشرف علی تھانوی۔
والقاسمیة قولهم صریح فی تجویز نبوة جدیدة لاحد بعده ولا شک	قاسم نانوتوی کے قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم

ان من جوّز ذلک فھو کافر باجماع المسلمین وعلیھم وعلی من رضی بمقالتھم تلک ان لم یتوبوا غضب اللّٰہ ولعنتہ الی یوم الدین .

[ص۱۸۶ تقریظ نمبر۳۱]

کے بعد کسی کو نبوتِ جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماعِ علمائے امت کافر ہے ان لوگوں پر اور جو ان کی اس بات پر راضی ہو اُس پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں۔

قول رشید احمد الکنکوھی فی البراھین القاطعۃ کفر واستخفاف صریح برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وقد نص ائمۃ المذاھب الاربعۃ ان من استخف برسول اللّٰہ کافر. [ص۱۹۰ ، ۱۹۱ تقریظ نمبر۳۱]

وہ جو رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کفر ہے ، اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے۔ اور چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ شانِ اقدس گھٹانے والا کافر ہے۔

قول اشرف علی تھانوی کفر صریح بالاجماع اشد استخفافاً برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم من مقالۃ رشید احمد فیکون کفر بطریق الاولی موجبا لغضب اللّٰہ ولعنتہ الی یوم الدین. [ص۱۹۱ تقریظ نمبر۳۱]

وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق۔ اس میں رشید احمد کے قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تنقیصِ شان ہے تو بدرجۂ اولی کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب و لعنت کا موجب۔

[فتاوی رضویہ مترجم ۲۹/۲۴۲ تا ۲۴۵]

الحاصل ارشادِ علمائے حرمین شریفین یہ ہے کہ

.... **توہین** و **انکارِ ضروریاتِ دین** پر **قادیانیہ** و **دیوبندیہ** کی **تکفیر قطعی اجماعی** ہے.........

اسی کو امام اہلسنّت فرمارہے ہیں

ارشادِ علمائے حرمین شریفین کو کہ **عین اصلِ اصولِ ایمان**

کے بارے میں ہے اور **جس** کا **خلاف کفر ہے**

[فتاوی رضویہ ۱۲/۲۲۶ ، مترجم ۲۷/۵۷۹]

اور صاحبِ ازالہ کا ضابطہ کیا کہہ رہا ہے؟......

اس ارشاد [یعنی تکفیرِ قادیانیہ و دیوبندیہ] کی مخالفت کفر کیا گمراہی بھی نہیں۔ وہ ارشاد اجتہادی ہے شبہٗ خطا رکھتا ہے اجماع بھی ہو تو قطعی نہیں ، ظنی ہے ، کوئی قولِ خلافی اُس کے مقابل ہوسکتا ہے۔

(۶) کیا صاحبِ ازالہ کہہ سکتے ہیں کہ امام اہلسنّت یہ نہیں جان سکے ...... کہ قرنِ رابع عشر کے اس اجماع میں قطع کہاں سے آئے گا؟...... کہ اس کا خلاف کفر ہو؟......

(۷) کیا صاحبِ ازالہ کہہ سکتے ہیں کہ ارشادِ علمائے حرمین شریفین ظنی اجتہادی تھا اور اس ظنی اجتہادی کی مخالفت کو امام اہلسنّت نے کفر ٹھہرادیا؟.......

☆

اگر کہیں امتی کا معصوم نہ ہونا اجماعِ مابعد کا قطعی نہ ہونا یہ تو مسلّمہ ہے پھر احتمالِ خطاء کیونکر اٹھ جائے گا؟....... اور قطع یعنی جزم و یقین کیسے آجائے گا؟.......

اقول :- اس کا حل اُنہیں مطلوب ہی کب ہے؟....... مطلوب ہوتا تو **لمعات** برسوالات [ص۴۰ تا ۵۶] میں کئی اوراق پر بالتفصیل پھیلا ہوا ہے۔ اور وہ اتنے ناسمجھ نہیں کہ اسے سمجھ نہ پائیں۔ خیراب

⑧ اُن سے استفسار ہے آپ دیکھ رہے ہیں اور آپ کے قریب ولید بھی دیکھ رہا ہے کہ بلید پلید مشرکوں کے معبد میں جا کر بت کی دہائی دیتا ہوا بت کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ آپ نے ملامت کی تو کہتا ہے کیا کروں آباءواجداد نے یہ معبدِ کفار نہیں ڈھائے

نَتۡرُکُھُمۡ وَمَا یَدِیۡنُوۡنَ | ہم ان کے مذہب سے تعرض نہیں کرتے۔

[فتاوٰی رضویہ ۶/۴ ، مترجم ۱۳۶/۱۴]

پرعمل کیا تو میں نے قدم پیشتر باید پر اقدام کرلیا۔ مَعَاذَاللّٰہ

آپ بلید پلید کو کیا مانیں گے؟ کیا حکم دیں گے؟

یہی نا کہ کافر ہے مرتد ہے اسلام سے قطعًا باہر ہے ازسرِ نو مسلمان ہو۔

اب ولید جو آپ کے قریب تھا بت کو سجدہ بت کی دہائی اور عذرِ گناہ بدتر از گناہ سب اُس کی بھی آنکھوں کے سامنے اور کانوں کے مقابل تھا وہ کہے میں بلید کو کافر نہیں مانوں گا .... تو آپ ولید پر کیا حکم دیں گے؟

کیا یہ؟...... کہ بلید پلید کا کافر ہونا چونکہ ضرورتِ دینی سے ثابت نہیں اس لیے جو اُسے کافر نہ مانے اُس کی تکفیر میں اختلاف کرے وہ کافر نہیں ہوگا؟.......

اگر کہیں بلید پلید کا قول وفعلِ بد ولید پر روشن ہے اس لیے تکفیرِ بلید میں ولید اگر اختلاف کرے تو معذور نہیں بلکہ خود کافر ہوگا۔

(۹) **اقــول** :۔ تو کافر شخص کی **تکفیر** سے جو **منکر** ہو اور کافر شخص کو کافر نہ مانے خود اُس پر حکمِ کفر آنا اس پر **موقوف نہیں** ہوا کہ اس شخصِ کافر کا کافر ہونا ضرورتِ دینی سے ثابت ہو ، یعنی اُس کے کافر ہونے پر اُس کے نام کی تعیین کے ساتھ عام خاص پر روشن نص یا اجماعِ قطعی ہو ، جیسا کہ اُن کے **ضابطے** کا **اطلاق** ہے کہ

> جس شخص کا کافر ہونا ضرورتِ دینی سے ثابت نہ ہو تو اُس کے کافر ہونے کا منکر کافر نہیں۔ [گیارہ سوالات ص ۱۵]

یہ اُنہوں نے مطلق بلا تقیید کہا ہے۔

اگر کہیں کسی شخص کا کافر ہونا اگر ضرورتِ دینی سے ثابت ہوگا تو اُس کی تکفیر سے انکار واختلاف کی کسی کو گنجائش نہ ہوگی اور جو انکار واختلاف کرے خود اُس کے کافر ہونے پر ہمیں جزم ہوگا۔

اور ثبوت اگر ضرورتِ دینی سے نہ ہوا تو انکار واختلاف کی گنجائش رہے گی لہذا اُس شخص کے کافر ہونے سے کوئی منکر ہوا تو اس منکر کے کافر ہونے پر ہمیں جزم نہ ہوگا۔

(۱۰) **اقول** :- صورتِ مستفسرہ بالا میں بلید کی کافریت کا ثبوت اُن کے طور پر ضرورتِ دینی سے نہیں اور پھر ولید کو اُس کی تکفیر نہ کرنے پر وہ کافر کہیں گے۔

تو ضرورتِ دینی سے ثبوت کے بغیر بھی اُنہیں منکرِ تکفیر کے کافر ہونے پر جزم ہوا۔ اور اُن کے ضابطے کا اطلاق کہ .... بغیر ضرورتِ دینی سے ثابت ہوئے جزم نہ ہوگا .... غلط و باطل ٹھہرا۔

(۱۱) بلکہ بلید پلید کا کافر ہونا بتعیینِ نام ضرورتِ دینی سے ثابت ہونے نہ ہونے پر اُس کی کافریت سے منکر کی تکفیر و عدمِ تکفیر کا **مدار** ٹھہرانا نرا **مغالطہ** ہے۔ وہ کیسے؟....... سنیے !

بلید پر اُس کے نام و قال کی تخصیص و تعیین کے ساتھ تو کوئی آیت یا حدیث مل نہیں سکتی نہ اجماعِ قطعیِ صحابہ مل سکتا ہے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن

تو ضرورتِ دینی سے بتعیینِ نام اُس کے کافر ہونے کا ثبوت بھلا کب ہو سکتا ہے کہ ضرورتِ دینی تو نص و اجماع کے بعد عوام و خواص پر روشن ہونے سے ہوتی ہے۔

جب نص و اجماع ملنا محال ضرورتِ دینی سے ثبوت ہونا محال ، اور اسی محال پر تکفیرِ منکرِ کافریتِ بلید کا مدار ، تو تکفیرِ منکرِ کافریتِ بلید بھی محال ہوئی۔ تو پھر اُنہوں نے تکفیرِ ولید کیسے کی؟.......

اور یہ محال وقوع میں کیسے آ گیا؟.......

اب تو اُن پر کھل جانا چاہیے کہ تکفیرِ کافر سے منکر کی تکفیر **کا مدار** اُس کی کافریت

اُس کے نام کی تعیین کے ساتھ **ثابت بہ ضرورتِ دینی** ہونے **پر نہیں بلکہ** اس کے کفر کی بابت **علم** و **اطلاعِ یقینی** ہونے **پر ہے**۔

یہی امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جگہ جگہ صاف صاف واشگاف فرمایا

چنانچہ مولانا عبدالباری صاحب مرحوم سے مکتوب میں فرماتے ہیں

—" آپ کے اب وجد کو دیوبندیوں کے ان کفروں پر اطلاع نہ ہوئی ہوگی تو اُن کا برتاؤ بعدِ ظہورِ امر کیا حجت رہا؟...... ۱۳۰۷ھ تک کہ میں نے سُبُحٰنَ السُّبُّوح لکھا خود مجھے ان کے کفروں پر اطلاع نہ تھی "—

[مکتوبات ۲/۲۵۳ ، الطاریٔ الداری ۲/۸۴]

اور یہی فتوائے بالا میں بھی آیا کہ

" وہی فتوائے مبارکۂ حرمین طیبین بتادے گا کہ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی گنگوہی وتھانوی وَاَمْثَالُھُمَا واَذْنَابُھُمَا کے اُن کفروں پر **مطلع ہوکر** جواُن کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے "

[فتاویٰ رضویہ ۱۲/۲۲۶ ، مترجم ۲۷/۵۷۹]

یہ ارشاد فرمودہ **مدار** جس کا قدرے بیان لمعات [ص۵۷] میں ، نیز [ص۵۱] ارشادِ شاہ عبداللطیف ستھنی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ میں ہے ...... اُنہوں نے اس کی گہرائی و گیرائی ...... نہ پائی۔ ناچار تکفیرِ منکر و حکمِ مَنْ شَکَّ کے لیے وہ مدار وہ ضابطہ تلاش کیا جس پر دورِ صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کے بعد قیامت تک کبھی تکفیرِ منکر نہیں ہوسکتی اور حکمِ من شک نہیں آسکتا ، اورائمۂ دین کا یہ حکمِ اجماعی سرے سے لغو و باطل ٹھہرتا ہے۔

اگر کہیے یہ فرمانِ امام کہ

ابو طالب کے باب میں اگر چہ قولِ حق وصواب وہی کفر وعذاب ، اور اس کا خلاف شاذ ومردود وباطل ومطرود ، پھر بھی اس حد کا نہیں کہ معاذ اللہ خلاف پر تکفیر کا احتمال ہو۔ اور ان اعداء اللہ (ابولہب وابلیس) کا کافر وابدی جہنمی ہونا تو ضروریات دین سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر۔ [فتاویٰ رضویہ ۲۹/۷۴۱]

اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ منکرِ تکفیر کے کافر ہونے کا مدار اس پر ہے کہ وہ تکفیر بتعیینِ نام ضروریِ دینی سے ہو۔ ورنہ پھر کیا وجہ ہے کہ امام نے یہاں ضرورتِ دینی کو پیش کیا ؟

اقــول :۔ مدار خاص بتعینِ نام ضرورتِ دینی پر نہیں ، علم واطلاعِ یقینی پر ہے ، وہ علم واطلاعِ یقینی خواہ خاص بتعیینِ نام ضرورتِ دینی و بداہتِ اسلامی سے حاصل ہو یا بداہتِ دیگر سے ہو۔

اس خاص مقام خاص مادے میں ثبوتِ کفر چونکہ بتعیینِ نام ضرورتِ دینی ہی سے تھا اس لیے ضرورتِ دینی کو پیش کیا۔ چنانچہ یہاں سائل نے پوچھا ہی یہ تھا کہ

" زید ابوطالب کو کافر اور ابولہب وابلیس کا مماثل کہتا ہے "

[فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۹/۶۵۵]

اور ابولہب وابلیس کے کافر ہونے کا ثبوت بتعیینِ نام نصِ ضروریِ دینی سے ہے اس لیے امام نے یہ فرمایا کہ

__ " ان اعداء اللہ کا کافر و ابدی جہنمی ہونا تو ضروریاتِ دین

سے ہے جس کا منکر خود جہنمی کافر"۔۔۔ [ایضًا ۲۹/ ۷۴۱]

(۱۲) اس سے یہ کہاں لازم آئے گا کہ جہاں **ثبوتِ کفر بتعیینِ نام** ضرورتِ دینی سے نہ ہو وہاں منکر پر کافر ہونے کا حکم نہیں آ سکتا ؟.....

دیکھتے نہیں کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے جس طرح یہاں فرمایا کہ

۔۔۔" منکر خود کافر "۔۔۔ [ایضاً]

اسی طرح جہاں ثبوتِ تکفیر خاص بتعیینِ نام ضرورتِ دینی سے نہیں وہاں بھی تو یہ فرمایا ہے کہ

۔۔۔" گنگوہی وتھانوی کے اُن کفروں پر مطلع ہو کر جو اُن کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے "۔۔۔ [فتاو ی رضویہ مترجم ۲۷/ ۵۷۹]

☆

مگر وہ اپنے ضابطے کے زعم پر یہ سمجھتے ہیں کہ

> یہی [ضرورتِ دینی نہ ہونا وہ] وجہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ سمیت ائمۂ مجتہدین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں گذرا کہ جس نے کسی کی تکفیرِ شخصی کی ہو اور پھر اس کی تکفیر نہ کرنے والے شخص معین کو بھی کافر قرار دیا ہو [گیارہ سوالات ص۱۴]

اقول :۔ سائلین نے پوچھا تھا

" مولوی محمد علی سابق ناظمِ ندوہ کس عقیدے کے بزرگ ہیں؟" [فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۷/ ۵۷۷]

جواب میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے فرمایا

——" ایامِ نظامت میں ان صاحب کے اقوالِ ضلال اور حمایتِ کفارو تعظیمِ مرتدین و بدخواہیِ اسلام و مسلمین واضح وآشکار ، اورحرمین شریفین کے مبارک فتویٰ مسمّٰی بہ فَتَاوِیٰ الُحَرَمَیُن بِرَجُفِ نَدُوَۃِ الُمَیُن ۱۳۱۷ھ سے طشت ازبام ہوچکے تھے ، اب بحکمِ

اَلذَّنُبُ یَجُرُّ الذَّنُبَ | ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب بنتا ہے

وَالُمَرُءُ مَعَ مَنُ اَحَبَّ: اورآدمی کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے

[فتاوی رضویہ ۵/۲۵۳]

دیوبندیوں سے اُن کا اتحاد مسموع ہوا بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ علمائے اہلسنت کے مقابلہ پرآنا اورحسبِ عادت "ضَعُفَ الطالب والمطلوب" مولیٰ ومشیر سب کا فرارفرمانا۔ یہ اگرہے توچیز دیگرہے۔

اوراس کا **امتحان** بفضلہٖ تعالی علمائے کرام حرمین شریفین کے دوسرے فتاویٰ مبارکہ مسمّٰی بہ حُسَامُ الُحَرَمَیُن عَلیٰ مَنُحَرِ الُکُفُرِوَالُمَیُن ۱۳۲۴ھ نے بہت آسان کردیا۔

یہ فتویٰ پیش کیجیے جو صاحب بکشادہ پیشانی **ارشادِ علمائے حرمین شریفین کو** کہ عین اصلِ اصولِ ایمان کے بارے میں ہے اور جس کا خلاف کفر ہے **قبول** کریں فبھا ورنہ خودہی کھل جائے گا کہ منھم ہیں۔

اورپھر وہی فتوائے مبارکہ حرمین طیبین بتادے گا کہ مَنُ شَکَّ فِیُ کُفُرِہٖ

وَعَـذَابِـہٖ فَـقَدْ کَفَرَ یعنی گنگوہی وتھانوی و اَمْثَـالُھُمَا و اَذْنَـابُھُمَا کے اُن کفروں پر مطلع ہوکر جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم. "__ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۷/ ۵۷۹]

(۱۴۳) صاحبِ ازالہ بتائیں!

سائلین نے اگر ناظم صاحب کی طرف سے بکشادہ پیشانی قبولِ حسام الحرمین نہ پایا تو وہ ناظم صاحب کو کیا سمجھیں گے؟........ مسلمان یا کافر؟........ کلماتِ امام کا اسلوب صاف کیا بتا رہا ہے؟........ یہ کہ کافر ہی سمجھیں گے۔

اب یہ اشخاصِ معینۂ دیوبندیہ کی تکفیر سے منکر شخص کی تکفیر ہی تو ہے ، خود بوجہِ عدمِ اطلاع امام نے نہیں کی مگر سائلین کو بعد اطلاعِ عدمِ قبولِ ناظم اُن ناظم صاحب کی تکفیرِ شخصی کرنے کی طرف رہنمائی تو کی۔

اور دونوں فتاوائے حرمین شریفین کے آئینے میں ناظم صاحب کو دیکھنے کی اس رہنمائی کو فرمایا

__" یہ ہے وہ امرِ حق کہ بعد سوال حفظِ دینِ عوامِ اہلِ اسلام کے لیے جس کا اظہار ہم پر فرض تھا جس کا عہد ہم سے قرآنِ عظیم وحدیثِ نبیّ کریم عَـلَیْـہِ وَعَـلیٰ آلِـہٖ الـصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم نے لیا۔ ورنہ ناظم صاحب ہمارے قدیم عنایت فرما ہیں اور دین و مذہب سے جدا کر کے ہم اُنہیں ایک معقول آدمی جانتے ہیں "__

[فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۷/ ۵۷۹]

پھر وہی اطلاع مورثِ علمِ قطعی یقینی اگر امام کو ملے تو کیا امام منکرِ تکفیر کی

تکفیر نہیں فرمائیں گے؟........ **کیا** سائلین کو بعدِاطلاعِ یقینی جس تکفیر کی طرف رہنمائی فرمائی اُس تکفیر پر خود عمل پیرا نہیں ہوں گے؟.........

آخر دیوبندیہ کی تکفیر بھی تو بعدِاطلاع ہی فرمائی ہے

_" جب تک ان کی دشناموں (گالیوں) پر **اطلاعِ یقینی** نہ ہوئی تھی اُٹھتر وجہ سے بحکمِ فقہائے کرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشَ لِلّٰہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا؟ اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوئی؟ حاشَ لِلّٰہ مسلمانوں کا علاقۂ محبت وعداوت صرف محبت و عداوتِ خدا اور سول ہے۔

جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام (گالی) صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام **نہ دیکھی سنی تھی** اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایتِ احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عِظام کا مسلک اختیار کیا ....

ان دشنامیوں (گالی دینے والوں) کو کافر نہ کہا جب تک **یقینی قطعی واضح روشن جلی** طور سے ان کا صریح کفر **آفتاب سے زیادہ ظاہر** نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی ....

جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام دہیِ ربُّ الْعَالَمِیْن و سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ **آنکھ سے دیکھی** اب بے تکفیر

چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ

مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفُرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے "۔

اور فرمایا

۔" اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکمِ کفر دیا اور شائع کیا "۔ [آخر تمہیدِ ایمان]

اپنا ایمان بچانا تو اتنے سے حاصل ہے کہ جب دیوبندیہ کا کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہولیا تو بلاتامل بے دریغ اُنہیں کافر جانا کافرمانا۔

یہ اشاعتِ حکم عوامِ اہلِ اسلام کے حفظِ دین و ایمان ہی کے لیے تو تھی۔ اور وہی " حفظِ دینِ عوامِ اہلِ اسلام " فتوائے بالا دربارۂ ناظم صاحب میں بھی مقصود ہے۔

دیوبندیہ پر اشاعتِ حکم میں اگر حفظِ دینِ عوامِ اہلِ اِسلام یوں تھا کہ عوام دیوبندیہ کے کفروں پر آگاہ ہوکر اُنہیں کافر جانے

تو یہاں بھی حفظِ دینِ عوامِ اہلِ اسلام یوں ہی تو ہوگا؟ .... کہ ناظم صاحب کی طرف سے اگر بکشادہ پیشانی قبولِ حسام الحرمین نہ پائیں تو اُنہیں کافر جانیں۔

تو فرمانِ امام صاف تکفیرِ شخصی کی طرف رہنمائی ہے جیسا کہ ارشاداتِ تمہیدِ ایمان عوام کو دیوبندیہ کی تکفیرِ شخصی کی طرف رہنمائی ہیں۔

☆

ضَرورتِ دینی کے انتفاء سے قطعیت کا انتفاء کیونکر لازم؟......

ضرورتِ دینی یعنی **بداہت اسلامی** سے جس طرح قطع و یقین ہوتا ہے **بداہتِ سَماع** و **مشاہدہ** سے بھی قطع ویقین ہوتا ہے۔

اور **شرع** نے **اس بداہت** کو بھی مقبول رکھا ہے۔ ورنہ ضَروریاتِ دین کا علم اور ان پر جزم و یقین حاصل ہونا ہی ناممکن ہوجائے۔

چنانچہ آدمی کُتُبِ دینیہ میں ضَروریاتِ دین کی دید سے **آنکھیں** اور اہلِ علم اور اُن کی خدمت کے حاضر باشوں کی زبان پر ان کے تذکرے کے وقت اپنے **کان** بندکرلے اور پھر ضروریاتِ دین پر خودکو علم و جزم و یقین حاصل ہونا دکھائے؟......

آنکھوں سے مشاہدہ کانوں سے سَماع **بداہتِ حِس** ہے ، کلمات کے معانی سمجھنے میں زیادہ سے زیادہ **بداہتِ تواترِعرف** و **لغت** و **بداہتِ قرائن** ہے۔

ان **بداہتوں** کے **توسط** ہی سے آدمی کو ضَروریاتِ دین کا علم اوران پر جزم و یقین حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ **علمِ عقائد** و **فن کلام** میں **علمِ یقینی** کے **ذرائع** میں جہاں **خبرِ رسول** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شمارفرمایا وہیں **حَواسِّ سلیمہ** اور **خبرِ مُتَوَاتِر** کو بھی شمارفرمایا۔

حواس .... یعنی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اورچھونے کی قوتیں جو آنکھ کان ناک منھ

اور بدن میں باری تعالیٰ نے ودیعت رکھی ہیں ان .... سے جو علم ویقین حاصل ہوتا ہے وہ **ضروری** و **بدیہی** ہے۔ یونہی **خبرِ متواتر** سے حاصل علم بھی **ضروری** و **بدیہی** ہے۔

(۱۴) اور تکفیرِ دیوبندیہ کے سلسلے میں نسبت اور اعتقاد و تعینِ معنی کا ثبوت بداہتِ سَماع بداہتِ مشاہدہ اور بداہتِ تواتر سے ہے ، تو نسبت یا اعتقاد و تعینِ معنی کے ثبوت پر بالتخصیص ضرورتِ دینی نہ ہونے سے ان کا **ظنی** اور حاملِ گنجائشِ **خلافِ علمی** ہونا کیونکر لازم آئے گا؟........

کفرِ ابوطالب کے ثبوت میں

اگر ضرورتِ دینی و بداہتِ اسلامی سے قطعیت نہیں آئی تو بداہتِ سَماع و تواتر سے بھی قطعیت نہیں آئی اس لیے خلاف پر گنجائشِ تکفیر نہیں ،

جیسا کہ امام اہلسنّت نے [فتاویٰ مترجم ۲۷/۱۴۱ میں] فرمایا۔

بخلاف تکفیرِ قادیانیہ و دیوبندیہ ، کہ اس میں **بداہتِ سَماع** و **تواتر** سے **قطعیت** آئی ہے اس لیے یہ گنجائشِ خلافِ علمی کی حامل نہیں۔ اور **عدمِ اطلاعِ یقینی لاعلمی** ہے ، وہ سندِ خلاف بننے کے قابل نہیں۔

ولہذا یہاں یہ فرمایا

__" گنگوہی وتھانوی کے اُن کفروں پر مطلع ہوکر جو اُن کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے "__ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۷/۵۷۹]

☆

اس بیان اور بیانِ ابتدائی [ص۱۲ تا ۱۶] نیز آئندہ [۶۱ ، اور ۶۴ تا ۶۶ وغیرہ] سے واضح کہ

جب توہینِ شانِ اقدس اور انکارِ ضروریاتِ دین کا کفر ہونا ضرورتِ دینی و بداہتِ اسلامی سے معلوم و متیقن ہے۔

اور اقوالِ دیوبندیہ میں اسی انکار و توہین کا معنی ہونا بھی بداہت ہی سے معلوم و متعین ہے تو .... **نظریاتی اختلافات** .... جو مابین اہلسنّت صاحبِ ازالہ نے [ص۱۱میں] **بتائے** وہ تکفیرِ دیوبندیہ کو اختلافی **نہیں** ٹھہرا سکتے۔

پھر بھی اُنہیں اسی کی ضد ہو تو **سنیں**

⑮ **اولاً**:۔ کونسا دیوبندی عالم ہے جو خود کو اہلسنّت سے خارج تسلیم کرتا ہے؟....... اور تکفیرِ اربعہ میں اختلاف نہیں رکھتا؟...... اور بداہتِ بالا سے اپنی آنکھیں اندھی اور کان بہرے کر کے عباراتِ اربعہ میں معانیِ کفر کی سرے سے موجودگی کا انکار نہیں کرتا؟.......

تو صاحبِ ازالہ کی .... نظریاتی اختلافات .... کی پیش کش ان سب کو داغِ کفر سے دھلا اور بے غبار ٹھہرائے گی۔ کیا یہ اُنہیں منظور ہے؟........

⑯ **ثانیاً**:۔ کیا وہ ان .... نظریاتی اختلافات .... کا تکفیرِ دیوبندیہ کے بزعمِ خویش **اختلافی** ہونے پر **انطباق** **دکھا سکتے ہیں**؟....... کہ جو سندِ **اختلاف وہاں** ہے **یہاں** بھی موجود؟.......

ورنہ پھر یہ تو وہی **تھانوی روش** ہوئی کہ اپنی عبارات کو کفر سے مبّرا جتانے کے لیے شرحِ مواقف و مطالع الانظار سے فلاسفہ پر رد وایراد والا **کلام** پیش کردیا اور **انطباق** سے کوئی **سروکار نہ** رکھا۔ وہ یا اُن کے موالی نہ انطباق دکھا سکے اور نہ قیامت تک کبھی دکھا سکتے ہیں۔ چنانچہ

وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان میں اُن کے رد میں فرمایا

۔"[۳۰] خبثاء اپنے کفر میںؒ اگلے دو ایک علماء[۱۳] کو بھی سانا چاہتے ہیں بلکہ سانتے ہیں "۔

[وقعات السنان ص۳۱]

۔" خفض الایمان والا محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علمِ اقدس کو پاگل چوپائے کے علم سے ملانے والا ان [**شرحِ مواقف** و **مطالع الانظار** کی] عبارتوں کو محض منہ زوری سے اپنی سند بناتا اور اپنا کفر ان دو عالموں [شارحانِ مواقف و طوالع الانوار] پر تھوپا چاہتا ہے "۔ [وقعات السنان ص۳۲]

☆

صاحبِ ازالہ نے دربارۂ تکفیرِ اشخاص اپنے اسی ضابطے .... کہ امام معصوم نہیں ، اجماعِ علمائے حرمین شریفین میں بھی قطع ، بلکہ علمِ طمانیت بھی نہیں .... کے زعم پر لکھا کہ

کوئی مستند مفتی کسی شخص کی تکفیر کلامی کرے تو کیا اُس کو ماننا ہر خاص و عام کے حق میں ایسا ضرورتِ دینی ہے کہ جس میں شک کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا جائے؟ دیکھئے سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایک شخص معین کے بارے میں فرمایا :

اس جیسا کافر آج کل شاید ہی کوئی ہو [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴/ ۱۵۹]

مگر اس کے باوجود اس کی تکفیر نہ کرنے والے سنی علماء کی آپ نے تکفیر نہیں فرمائی۔ [گیارہ سوالات ص۴]

(۱۷) **اولاً** :۔ تکفیر نہیں فرمائی یہ تو اُنہوں نے دیکھا اور طلبِ توبہ میں کیا فرمایا یہ نہ دیکھا؟ .... اسے بھی تو بغور دیکھیں کہ

میں فقیر عبد الباری فرنگی محلی بصدقِ دل اقرار کرتا ہوں کہ کتاب ’’ فلسفۂ اجتماع ‘‘ تو دۂ کفر و ارتداد ہے اُس کے مصنف کو کہنا کہ ___ ’’ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت نہ ہوا ‘‘___ کفر ہے۔

اُس وقت تک مجھے اُس کے اقوال پر **اطلاع نہ تھی** ، **اب معلوم ہوا** کہ بلاشبہ ’’ فلسفۂ اجتماع ‘‘ تو دۂ کفر و ارتداد ہے .... اُس کا مصنف

کافر مرتد ہے جو اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ''

[الطاریٔ الداری ۱/۲۱ ، ۲۹ ، مکتوبات ۲/۱۶۵ ، ۱۷۴]

دیکھئے تکفیر نہ فرمانا کس بناء پر ہے؟....... اُنہیں **اطلاع نہ** ہونے پر۔ **اس بناء پر نہیں** کہ اُس بی۔ اے دریابادی کے کفر کا ثبوت ضرورتِ دینی سے نہ تھا۔ اور '' **اب معلوم ہوا** '' اور '' اُس کا مصنف کافر ، جو اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر '' یہ صاف واشگاف کیا بتارہا ہے؟..... یہ کہ **بعد اطلاع** اُس دریابادی کی تکفیرِ کلامی فرض ہے۔

ولہذا الطاریٔ الداری جلد اول کے شروع [ص۶] میں فرمایا

___'' اہلِ ایمان و انصاف جو حضور پرنور سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سچا خاتم النبیین جانتے اور حضور کی شریعتِ مطہرہ کو ابدی نا قابلِ نسخ مانتے ہیں اللہ و رسول کی طرف متوجہ ہوکر بہ نگاہِ انصاف دیکھیں کہ مولوی عبد الباری صاحب کے یہ اقوال دینِ متین و شرعِ مطہر کے صریح مخالف ہیں یا نہیں اِن سے توبہ شائع کرنا اُن پر **فرضِ قطعی** ہے یا نہیں ''__

مگر صاحبِ ازالہ کے طور پر یہ ہے کہ امام معصوم عن الخطاء نہیں امام کا حکم و فتویٰ اپنے اجتہاد پر مبنی ہے ، مولٰینا فرنگی محلی مرحوم کو اُس کا ماننا فرض کیا واجب بھی نہیں۔

بــــہ '' **قہرِ خداوندی ردِ بیدینی دیوبندی** '' [ص۱۶] میں حضرت مولٰینا **محمد طیب** دانا پوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا **مولانا عبد الباری فرنگی محلی مرحوم** سے ایک مدتِ دراز تک مکالمہ و مفاہمہ جاری رہا ، اور ←

کہ ایک مجتہد کے اجتہاد سے دوسرے مجتہد پر کیا الزام؟........ تو دریا بادی کی تکفیر سے اُنہوں نے اگر انکار کیا تو کوئی جرم نہیں پھر توبہ کیسی؟

وہ [گیارہ سوالات ص ۳۰ میں] صاف صاف لکھ چکے ہیں

قطعی ضابطہ کی بناء پر جب کسی شخص معین پر حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکمِ شخصی قطعی نہیں ہوتا۔
مثلاً فلاں شخص ضروریاتِ دین کا منکر ہے اور ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے تو نتیجہ ہوگا فلاں شخص کافر ہے۔ یہاں کبریٰ اگرچہ قطعی ہے لیکن صغریٰ مفتی کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنی ہے.........
نیز مسلمہ ہے کہ ایک مفتی کے فتویٰ و فیصلہ کو دوسرے مفتی کے لیے ماننا واجب نہیں

☆

دن دوپہر کو سورج موجود ہو صاحبِ ازالہ کہیں وہ دیکھو سورج چمک رہا ہے اُن کے پیچھے ولید اپنی آنکھوں پر نیند کا خمار لیے کہے کہاں سورج چمک رہا ہے؟.... تو وہ اُس سے یہی کہیں گے؟........ کہ ہاں یہ میرا اجتہاد ہے تم اس سے اختلاف کر سکتے ہو میرے اجتہاد کو ماننا تم پر ضروری نہیں .... یا یہ کہیں گے؟........ کہ آنکھیں کھولو نگاہ اٹھاؤ سورج چمکتا نظر آجائے گا۔

⟵ اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کے وصال شریف کے بعد حضرت مولانا **عبد الباری صاحب مرحوم** نے ان تمام امور سے علی الاعلان توبہ نامہ تحریر فرمادیا جن کا **الزام** اعلیٰ حضرت قبلہ نے قائم فرمایا تھا۔

☆

۱۸ **ثانیاً** :۔ تکفیر نہیں فرمائی الزامِ کفر تو دیا ہے

اور وہ کفر جس کا الزام امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دیا وہ کیا ہے؟........

ـــ الطاریٔ الداری میں **الزامِ کفر** ہے چنانچہ اُن کی طرف سے لکھا گیا تھا

ـــ "باوجود کافر سمجھنے میرے کے"ـــ [الطاریٔ الداری ۱/۱۳]

جواب میں امام نے فرمایا ـــــ"**یہ بھی غلط ہے** کہ .... باوجود کافر جاننے کے ....

کفریتِ قول کافریتِ قائل نہیں"ـــ [ایضاً ۱/۱۷] **نیز اُسی میں ہے**

ـــ "تاویلِ کلام و دفعِ **الزام** کے لیے کوئی حقیقتِ واقعیہ مستور نہ رکھی جائے گی"ـــ

[ایضاً ۲/۲۴] **نیز اُسی میں ہے**

ـــ "پھر فرمایا ...." تحریرِ جناب ملاحظہ کرنے سے اطمینان ہوگیا فبہا ورنہ غور و فکر رہے گی" .... جناب کے نزدیک شاید مفاہمہ بابِ مفاعلۃ سے نہیں۔ **مفاہمہ** تو یہ ہوتا کہ آپ میرے ایرادات پر تفصیل وار نظر فرماتے جس سے جواب خیال میں آتا سامنے لاتے اُس پر مجھے جو عرض کرنا ہوتا کرتا یونہی مکالمہ چلتا یہاں تک کہ بالآخر یا میں سمجھ لیتا کہ میرا فلاں ایراد غلط ہے اور میں حسبِ وعدہ اُسے فوراً کم کردیتا یا آپ سمجھ لیتے کہ آپ کا جواب غلط اور **الزام** آپ پر قائم ہے اس سے حسبِ وعدہ آپ توبہ فرماتے نہ کہ ایرادات پر محض مہر بردہان رہیے۔ نہ معلوم آپ کیا سمجھے کیا نہ سمجھے ، نہ یہی کھلا کہ **الزامات** مقبول یا ان سے عدول ، اور عدول ہے تو وجہ سے یا بلاوجہ ، اور وجہ سے تو وہ وجہ موجہ یا ناموجہ ، غلطی میری ہے یا آپ کی۔ یہ کیا خاک مفاہمہ ہوا"ـــ [ایضاً ۲/۸۵ ، ۸۶]

مثلاً مولٰینا فرنگی محلی مرحوم کا یہ کہنا کہ

ـــ" میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا مولوی عبدالماجد کے متعلق ثابت نہ ہوا عبدالماجد کے کفر کا میں قائل نہیں "ـــ [مکتوبات ص۱۷۴ ، الطاریٔ الداری ۲۹/۱]

یعنی اُس دریابادی کی تکفیر سے انکار کرنا یہ بھی وہ کفر تھا جس کا الزام اُن پر تھا۔

اب اگر اُس دریابادی کی تکفیر **فرضِ قطعی** بھی نہ تھی اور مولٰینا مرحوم نے اُس کی تکفیر سے انکار کیا تو یہ کسی قطعی کا بھی انکار نہ ہوا

تو اُن پر الزامِ کفر صاحبِ ازالہ کے طور پر صحیح نہ ہوا تو پھر امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے یہ الزام اُن پر کیسے دیا؟......... اور دریابادی کی تکفیر سے انکار کو کفر کیسے شمار فرمایا؟......... کہ

ـــ" کتاب فلسفۂ اجتماع تو دہٗ کفر و ارتداد ہے ، اُس کے مصنف کو کہنا کہ........ میں نے ہر طرح تحقیق کی کوئی امر کفر کا ثابت نہ ہوا .... کفر ہے "ـــ

[مکتوبات ص۱۶۵ ، الطاریٔ الداری ۲۱/۱]

☆

بات یہ ہے کہ مولٰینا عبدالباری صاحب مرحوم کی طرف سے وہابیہ کو مخالفِ دین ماننے کی تصریح تھی۔ **الطارئ الداری** [۱/۷] **میں** اُن کی طرف سے آئے ہوئے مکتوب میں ہے

—"وہابیہ وغیرہ مخالفِ دین"—

مگر اپنے زعم میں حفاظتِ اماکنِ مقدسہ کے مقصد کی خاطر اُن مخالفِ دین وغیرہ کو ساتھ لے رکھا تھا ، نہ کہ اُن کے اعتقاداتِ باطلہ کی حمایت میں۔

تو اُن کی طرف سے عدمِ تکفیر و تعظیمِ کفار و مرتدین **بعدِ اطلاع بقصدِ حمایت** کفرو ارتداد ہونا واضح نہ تھا

کہ کفر کو اسلام جاننا اور بنابریں اسلام کو کفر ٹھہرانا ظاہروباہر صادق آئے جس سے اُن کی تکفیر ہو۔

اس لیے اُن پر الزامات ہوئے تکفیر نہیں۔ اور الزامات بھی وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کی نسبت عدمِ تکفیرو اقوال و افعالِ تعظیم کے سبب۔

ورنہ وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ دشمنانِ دین سے دینی مخالفت و مجانبت رکھنے والوں کے ساتھ امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ کی روش "مکتوبات امام احمد رضا" طبع بمبئی [ص ۶۱ ، ۱۷۷] میں یہ ہے

—"دیوبندیوں کے پیچھے نماز درست نہ ہونے کا یہ اشتہار جس میں مولوی برکات احمد صاحب کی تحریر ہے غنیمت ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ان شاء المولیٰ

تعالیٰ رفتہ رفتہ آملیں ۔ واقعی ایسی حالت میں بھڑکانا نہیں چاہیے ''ـــ

خود مولانا فرنگی محلی مرحوم کے توبہ نامہ شائع کردینے پر ارشاد فرمایا

ــــ '' فقیر کی رائے میں فوراً ایک جلسۂ تہنیتِ توبہ مولانا عبدالباری صاحب لکھنوی چھاپ کر اُس کی تہنیت کا جلسہ وہاں بھی کیا جائے۔

اور اُس میں وہ تحریر جو میں نے اُنہیں توبہ کے لیے بھیجی تھی پڑھ کر سنائی جائے پھر اُن کے یہ الفاظِ توبہ پڑھ کر سنائے جائیں اور جلسہ کی طرف سے اس کی مبارکباد کا تار مولوی عبدالباری صاحب کو دیا جائے۔

اور مسلمانوں کو سمجھایا جائے کہ اُس طرف عالم کہلانے کے مستحق ایک یہی تھے مولیٰ تعالیٰ نے اِن کو ہدایت فرمائی کہ مشرکوں سے اتحاد اور وہابیہ وغیرہم بے دینوں کے میل سے توبہ فرما کر خالص سنی ہوگئے ''ـــ [ایضاً ۱۹۲]

نیز اُنہوں نے لکھا تھا

...... '' مولانا آپ اس کا احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارتِ توبہ پر کس قدر مجھ پر ہر چہار طرف سے یورش ہے میں اس کو علامتِ قبولیتِ توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ہمدم میں اس تحریر کے واپس کرنے پر بھی لکھ دی ہے اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیانِ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے ''......

پھر اپنے سیاسی مقصد وغیرہ ذکر کرکے لکھا تھا

...... '' یہ خلاصہ ہے ہمارے مقاصد کا اِس کے اندر رہ کر ہم آپ کی ہر تعمیلِ ارشاد کو حاضر

ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جلد کسی عمدہ نتیجہ پر پہونچ جائیں ورنہ سخت کوشش باہم رنجش ڈالنے کی ہوگی ''.........

[مکتوبات امام احمد رضا طبع بمبئی ۱۹۴ ، الطارئ الداری ۱۶/۲ ، ۱۷]

اس کے باوجود اسی وجہ سے .... کہ وہ دیوبندیہ کو مخالفِ دین تو مانتے ہی تھے اور الزامات سے اجمالی توبہ بھی کرچکے تھے امام نے یہ فرمایا

_ '' اِس خط کے بعد جلسۂ تہنیت موقوف کرنے کی ضرورت میری سمجھ میں نہیں آتی ، اگرچہ یہ اُن کا چوتھا رنگ ہے اور معلوم نہیں کہ کل پانچواں کیا ہو ''_ [ایضاً]

☆

ناظمِ ندوہ کے متعلق چونکہ دیوبندیوں سے اتحاد اور اُن کے ساتھ ہوکر علمائے اہلسنّت کے مقابلہ پر آنا مسموع ہوا تھا اس لیے امامِ اہلسنّت قُدِسَ سِرُّہٗ نے وہاں وہ حکم فرمایا جو ابھی مذکور ہوا۔

☆

ایسے بزرگوں کے اخلاف کو چاہیے کہ سنجیدہ ہوکر دیکھیں غور کریں۔ بات امامِ اہلسنّت قُدِسَ سِرُّہٗ کی نہیں

اُن کی عظمت اُن کی محبت اُن سے وفاء کی ہے جن کی عظمت جن کی محبت جن سے وفاء ایمان ہے ایمان کی جان ہے اور جن کے سوا کل ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی سہارا نظر نہ آئے گا۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

آباء و اساتذہٗ و مشائخ نے اگر بوجہ عدمِ اطلاعِ جازم یا عدمِ تفحص بالغ و غورِ کامل کچھ کہا تو یہ نہ سوچیں کہ امام کے بالمقابل اُن کی بات مانیں گے ، نہیں۔

امام کا کبھی عمر بھر نام نہ لیں مگر دشمنانِ دین کے مقابل امت کے دین و ایمان کی حفاظت میں جو اللّٰہ و رسول جلَّ و علا و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اورائمہٗ و اسلافِ اہلسنّت علیھم الرضوان کا کلام امام نے پیش کیاہے اُسے تو اللہ ورسول کی عظمت ومحبت اسلاف کی عقیدت اور فکرِ آخرت کے جذبۂ صادقانہ سے دیکھیں۔

تاکہ ایمان جلاءپائے نُورٌ عَلیٰ نُورٌ ہو ، عدوِّمبین اپنے دھوکے میں نہ لائے ، دنیا توگزاشتنی ہے دشمنانِ دین کی سچی دشمنی پر موت آئے اور اسلاف کے زیرِسایہ اللّٰہ و رسول کی خوشنودی ملے۔ عَزَّجَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اے میرے رب رحم فرما اپنے محبوب کے نام لیواؤں پر۔

☆

(۱۹) ہاں صاحبِ ازالہ کا تکفیرِ دیوبندیہ کے ظنی اور غیر قطعی ہونے کا ضابطہ کہ .... امام معصوم عن الخطاء نہیں ، اتفاقِ علمائے حرمین شریفین مفیدِ قطع نہیں .... **کیا** یہ قادیانیہ و دیوبندیہ کے لیے کشتِ لالہ زار نہیں؟........

قادیانی بھی تو کلمہ سے منکر نہیں دعویٔ اسلام وسنیت اُنہیں ناگوار نہیں ظاہری پابندیِ شرع سے استکبار نہیں۔

اب صاحب ازالہ اُن کے تعیینِ نام یا تخصیصِ الفاظ کے ساتھ نص یا اجماعِ قطعی اُن کے کافر ہونے پر پیش کر سکتے نہیں ، قطعی کہاں اجماعِ ائمۂ مابعد بھی پیش کر سکتے نہیں۔

امام و علمائے اعلامِ حرمین محترمین جزاهم اللّٰه تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین احسن الجزاء وعنهم رضي کے حکم وفتویٰ میں صاحبِ ازالہ کہہ ہی چکے کہ عصمت نہیں شبۂ خطا ہے ، قطعیت نہیں کوئی قولِ خلافی بھی ہوسکتا ہے

تو اُن کے ضابطے پر قادیانی و قادیانیہ قطعی اجماعی کافر نہ ہوں گے؟...... کہ جو اُنہیں کافر نہ مانے وہ خود بھی کافر ہو۔

☆

(۲۰) دیوبندیہ بھی کلمہ سے منکر نہیں دعویٔ اسلام وسنّیت اُنہیں ناگوار نہیں ، ظاہری پابندیِ شرع سے استکبار نہیں۔

صاحبِ ازالہ کے ضابطے پر اَتباعِ دیوبندیہ ہی کیا بلکہ اُن کے صنادیدِ اربعہ

کیانہیں کہہ سکتے کہ امام معصوم عن الخطاءنہیں اتفاقِ علمائے حرمین شریفین میں بھی قطع نہیں .... تو بغیر قطع اُنہیں اپنے یا اپنے صنادید کے کفر پر جزم ویقین کیسے ہو؟........

رہ گئی اپنے ضمیر کی شہادت تو وہ کہاں؟........ اُن اقوال میں معانیِ کفر سے بزورِزبان و زُوروبہتان انکارہی کی اُنہیں رٹ ہے۔

تو صاحبِ ازالہ نے اپنے ضابطے سے ڈوبتوں کو بچایا ہے؟........ یا بچے ہوؤں کو ڈبودینے کا پوراسامان کردیا ہے؟........

کیااب بھی اُنہیں اپنے ضابطے کے مُورِثِ کفروضلال و وبال ونکال ہونے پر یقین نہ آئے گا؟........ کیا اب بھی اُن کا کلیجہ کچھ نہیں تھرّائے گا؟........

دنیا کی ہردلعزیزی ملنا یوں تو آسان نہیں۔ لیکن مانا کہ مل گئی تو تابہ کے؟........ حیاتِ دنیا تو حباب ہے موت کا وقت معلوم نہیں اور بعد موت یہاں گنجِ قارون لگادینے والوں کو بھی وہاں ذرہ برابر امداداورسہارے کا یارا نہیں۔ اللہ پاک اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ کے ہر سچے نام لیوا کو اپنی امان میں رکھے۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تمہیدِ ایمان میں فرمایا

_" ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ
سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی "_

صاحبِ ازالہ نے اسے نقل کیا۔ پھر **امور عشرین در امتیازِ عقائدِ سنیین** جس کی نسبت امام نے فرمایا

_" ایک مولوی صاحب شاہ صاحب واعظ صاحب نے
فقیر سے اپنی سنّیت کی سند تحریری مانگی فقیر نے اُنہیں
لکھا حضرت! تصریحِ نفیِ فِتَنِ دائرہ چاہیے

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ [پ ۲۰ ع ۱۳ ایت ۲] کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آمنّا کہنے سے چھٹی مل جائے گی اور وہ آزمائے نہ جائیں گے

پھر **امورِ عشرین** لکھ کر بھیجے اُنہوں نے بے تکلف
دستخط فرمادی فقیر [یعنی امام اہلسنّت] نے سندِ سنّیت اُنہیں بھیج
دی "_ [فتاوی رضویه ۱۲/۱۳۹ ، مترجم ۲۹/۶۰۸]

نیز اسی کی نسبت امام فرماتے ہیں

" **اکثر جگہ** امتحان کے لیے ان شاء اللّٰہ العزیز یہ **امور عشرین** بطورِ نمونہ کافی ہیں۔ جو بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی فرازِ سنیت پر سچا فائز ہے بے تکلف دستخط کردے گا ، ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیبِ ضلالت کی خبر دے گا " [فتاوی رضویه مترجم ۲۹/۶۱۷]

اس کے متعلق صاحبِ ازالہ نے لکھا

اس تحریر میں افرادِ اربعہ میں سے صرف گنگوہی کا ذکر بایں الفاظ فرمایا:
شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضورِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہینِ قاطعہ گنگوہی میں ہے صریح ضلالت و توہینِ حضرتِ رسالت علیہ افضل الصلوۃ و التحیۃ ہے۔ [فتاوی مترجم ۶۱۶/۲۹]

معلوم ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۰ھ سے پہلے نہ خود تکفیرِ اربعہ کے قائل تھے اور نہ کسی سے اس کا مطالبہ فرماتے تھے۔
تکفیرِ اربعہ اگر ضرورتِ دینی ہے تو آپ اسے ۱۳۲۰ھ سے پہلے بھی ضرورتِ دینی مانتے ہیں یا نہیں بصورتِ اول امامِ اہلسنت سمیت تمام عوام و خواص کا ضرورتِ دینی میں توقف کرنا لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے بصورتِ ثانی ضروریاتِ دین کی یہ شان نہیں کہ ان کا ضرورتِ دینی ہونا کسی وقت یا مفتی کے فتوی کے ساتھ خاص ہو [ازالہ ص ۱۵]

اسے فریب دہی کہوں یا فریب خوردگی؟......... صاحبِ ازالہ یہاں ضرورتِ دینی پر اقتصار کیوں کر رہے ہیں؟......... جبکہ اوپر قطعی کی بھی نفی کر چکے ہیں اور شخصِ معین کو کافر ماننے کے عقیدہ کے مرتبۂ ثبوت کے تحت یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ

عقیدہ فرائضِ اعتقادیہ میں سے تب ہوگا جب قطعی خاص ہو جس کا علم عوام کو اگرچہ نہ ہو لیکن تمام علمائے عرب و عجم کو ضرور ہو [ازالہ ص ۱۵]

نیز تحریرِ سابق میں لکھ چکے ہیں

کسی شخصِ معین کا کافر ہونا زمانۂ صحابہ کے بعد کسی زمانہ کے ائمۂ مجتہدین کے

اجماع سے ثابت ہو تو بھی اس کے منکر کی تکفیر درست نہیں	[گیارہ سوالات ص ۱۷]

(۲۱) **فاقول اولاً**:۔ تکفیرِ دیوبندیہ نہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ کے فتویٰ دینے سے ضروریِ دینی ہوئی ، نہ ۱۳۲۰ھ میں ضروریِ دینی ہوئی۔

حضور سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ وسلم علیہ و علیھم اجمعین کا **خاتم النبیین** بمعنی آخر النبیین ہونا اور حضور کی **تعظیم** یعنی اعتقادِ عظمت یعنی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کے لیے عظمت و برتری ماننا یہ زمانۂ اقدس سے ضروریِ دینی ہے ، ضروریِ دینی رہے گا۔

تو اس **وصفِ عظیم** سے انکار اور **تعظیم** کے برخلاف توہین کا ارتکاب یہ کفر ہے ، اور اس کا کفر ہونا اور جو انکار و توہین کرے اس کا کافر ہونا یہ بھی زمانۂ اقدس سے ضروریِ دینی و بدیہیِ اسلامی ہے۔

قادیانیہ و دیوبندیہ نے اسی انکار و توہین پر اقدام کیا تو جس وقت کیا اُسی وقت کافر ہوئے اور ان کے کافر ہونے پر وہی ضرورتِ دینی و بداہتِ اسلامی گواہ ہوئی۔

مگر ہم تو اس کے مکلّف ہیں کہ

فالذی یَحتاط لدینہ لایتجاسر علیہ الا بدلائلَ کشُموسٍ بل اجلیٰ۔ [مقامع الحدید ص ۵۴]

جو اپنے دین کے لیے احتیاط کرے تکفیر پر اقدام نہ کرے جب تک آفتاب کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روشن ثبوت نہ پالے۔

پھر جب ایسا ثبوت ہولیا اور ان لوگوں کا کفر طشت از بام ہوگیا تو اب ان

لوگوں کے کفر پر اطلاعِ یقینی کے بعد بھی اگر ان کی تکفیر فرضِ قطعی بھی نہیں تو بعدِ اطلاعِ یقینی بھی ان لوگوں کی تکفیر سے انکار و خلاف کفر نہیں ہوگا اور جو انکار و خلاف کرے کافر نہیں ہوگا۔

حالانکہ امام فرماتے ہیں اور نہ خود بلکہ اکابر ائمۂ دین کی **تصریحیں** نقل فرماتے ہیں کہ **من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر**: جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

اور **شک کرنے والے** کی یہ **تکفیر** بھی **قطعی اجماعی** ہے، جیسے رسالہ رَدُّ الرَّفَضَة میں فرمایا

__ "بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکمِ یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں، جو اُن کے ملعون عقیدوں پر **آگاہ ہوکر** پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں **شک** کرے **باجماعِ تمام ائمۂ دین خود کافر** بےدین ہے"__ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۶۸/۱۴]

__" قاضی ابوبکر باقلانی نے اس [تکفیرِ اجماعی] کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوصِ شرعیہ و اجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے"__

[فتاوی رضویہ ۲۷۱/۶، مترجم ۴۴۴/۱۵ از شفاء شریف ۲۸۱/۲ فصل تحقیق القول فی اکفار المتأولین]

تو **لامَحالہ** تکفیرِ دیوبندیہ لااقل فرضِ قطعی ضرور ہوئی جب تو بعد

اطلاعِ یقینی اس میں شک کفر ، اور شک کرنے والا کافر ہے۔

اور **شک انکار توقف** سب کا ایک حکم ہے۔

تو تکفیرِ دیوبندیہ میں بعداطلاعِ یقینی جیسے شک کرنے والا کافر ہے یونہی انکارکرنے والا بھی کافر ہے۔

امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کو جب اطلاعِ یقینی ہوئی اُس وقت ان لوگوں کو کافر جانا اور حفظِ دینِ عوام کے لیے ان کی تکفیر شائع کی۔

تو نہ امام یا دیگرخواص و عوام کا ضروریِ دینی میں توقف کرنا لازم آیا

ــہ جیسا کہ اوپرگذرا نیز حسام الحرمین [ص۹۰] میں شفاء شریف سے ہے

ـــ" ہم اُسے کافر کہتے ہیں جوایسے کو کافر **نہ کہے** جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کااعتقادکیا یا ان کے بارےمیں **توقف** کرے یا **شک** لائے"ـــ

نیز فتاوی رضویہ [۵۹/۶ ، ۶۰] میں ہے

ـــ" ضروریاتِ دین کا جس طرح **انکار** کفرہے یونہی ان میں **شک** وشبہ اوراحتمالِ خلاف ماننا بھی کفرہے ، یونہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو **مسلمان** کہنا یا اُسے **کافرنہ جاننا** بھی کفرہے"ـــ اور

ـــ" فتاوی حدیثیہ امام ابن حجرمکی [باب اصول الدین ص۱۴۶] میں ہے

التردد فی المعلوم من الدین بالضرورة کالانکار. "ـــ [فتاوی رضویہ مترجم ۶۳۱/۱۵]

ضروریاتِ دین میں **شک** و **تردد** ایسا ہے جیسے **انکار**

اور **نہ** یہ لازم آیا کہ فتوائے امام سے پہلے یا **۱۳۲۰**ھ سے پہلے تکفیرِ دیوبندیہ ضروریِ دینی نہ تھی اور بعد میں ہوگئی۔

قبلِ اطلاع ان لوگوں کو کافر جاننے ماننے کا کیا سوال؟......... کیا رجماً بالغیب کسی کو کافر کہنے کا شرع نے حکم دیا اور تکفیر کو ہم پر لازم کیا ہے؟.........

اور بعدِ اطلاع قادیانیہ دیوبندیہ یا جو بھی منکرِ ضروریِ دینی ہوں اُن کی تکفیر بیشک لازم و ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا

__"جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام دہی آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے"__

[مختصراً آخر تمہیدِ ایمان]

(۲۲) **ثانیاً:**۔ امام و علمائے حرمین طیبین نے دیوبندیہ قادیانیہ کی تکفیر پر اجماع کیا تو یہ کسی مسئلۂ حادثہ پر اجماع ہرگز نہیں۔

ختمِ نبوت و **عظمتِ رسالت** تو وہ قدیم مسئلۂ عقائد ہے

جو زمانۂ صحابہ ہی کیا زمانۂ اقدس سے **قطعی** بلکہ **ضروریِ** دینی ہے جس پر خواص و عوامِ اہلِ اسلام ایسا قطعی یقین رکھتے ہیں جو شک و شبہ سے یکسر بالاتر ہے۔

امام و علمائے اَعلام اُس اجماعِ قطعی ضروریِ دینی کے راویانِ تواتر ہیں۔

یہاں **اجماع** امام و علمائے اَعلام کی طرف سے صرف یہ ہوا ہے

کہ قادیانیہ و دیوبندیہ اپنےاقوال میں بالقصد و الالتزام انہی عقائدِقطعیہ دینیہاجماعیہ ضروریہ کے منکرومخالف ہیں جن پر زمانۂ صحابۂ کرام سے اجماع چلاآرہاہے۔

اور قادیانیہ و دیوبندیہ کی اس حالتِ شنیعہ پر اُن حضراتِ عالیات کوبالاتفاق جو قطع ویقین ہوا وہ بداہتِ تواتر و عرف و لغت اور واضح قرائن و حالات سے ہوا ،

نہ یہ کہ کسی نوپید مسئلہ کے حکم کے لیے دلائلِ شرع میں نظرکرنے سے قطع و یقین حاصل ہوا۔

تو وہ احتمالِ بعید جو کسی مسئلے سے متعلق اجماعِ مابعدِ صحابہ علیہم الرضوان میں ہوتاہے کہ

"ہوسکتاہے وہاں کوئی مجتہد ہو جس کے قول پر ناقلینِ اجماع نے اطلاع نہ پائی ہو" [فواتح ۲ / ۲۹۶]

یہ **احتمالِ بعید** تو تکفیرِ قادیانیہ و دیوبندیہ پر **اجماعِ علمائے کرام** حرمین شریفین میں ہے **نہیں** ،

بلکہ تکفیرِ قادیانیہ خواہ دیوبندیہ پر اُن حضرات کو قطع ہے جس کی **ضامن بداہت** ہے۔

اب کسی کسی کو یہ قطع نہ ہوا تو اُس کی وجہ غفلت یا عدمِ غورِکامل ہے یا پھر ذہول ہے۔

اور یہ سب **لاعلمی ہے یعنی عدمِ علم**، علمِ عدم نہیں۔

تو **کیا** یہ عدمِ علم قادیانیہ و دیوبندیہ کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی کے اختلافی ہونے کی **سند بن سکتا** اور اُن کے عقیدت کیشوں کو اُن کی تقلیدِ جامد کا پروانہ دے سکتا ہے؟.........

☆

پھر یہ کہنا کہ

امورعشرین میں افرادِاربعہ میں سے صرف گنگوہی کا ذکر بایں الفاظ فرمایا [ازالہ ص ۱۵]

(۲۳) یہ مطلقاً کیونکر درست ہے؟.........

امور عشرین میں آخری عقیدہ امام نے یہ فرمایا ہے

__" (۲۰) ندوہ سرمایۂ ضلالت و مجموعۂ بدعات ہے گمراہوں سے میل جول اتحاد حرام ہے اُن کی تعظیم موجبِ غضبِ الٰہی اور اُن کے رد کا انسداد لعنتِ الٰہی کی طرف بلانا اُنہیں دینی مجلس کا رکن بنانا دین کو ڈھانا ہے۔ ندوہ کے لیکچروں اور روئیدادوں میں وہ باتیں بھری ہیں جن سے اللہ و رسول بیزار و بَری ہیں جلّ جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "__ [فتاوی رضویہ مترجم ۶۱۶/۲۹]

اور ندوہ کی ضلالتوں میں جہاں نیچریوں رافضیوں وہابیوں غیرمقلدوں کی مدح و تعظیم تھی وہیں نانوتوی صاحب کی بھی مدح و تعظیم تھی۔

فَتَاوَی الْحَرَمَیْن بِرَجْفِ نَدْوَۃِ الْمَیْن میں جہاں ان سب کا رد ہے
۱۳۱۷ھ

نانوتوی صاحب کا بھی رد ہے چنانچہ سوال یازدہم مع جواب یہ ہے

_" اس مقولے کا قائل کہ نااتفاقی کے سوا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے ایک شخص تھا جس نے ختم نبوت کے نئے معنی تراشنے میں ایک رسالہ لکھا اس میں خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو باطل کیا .... اس نے اپنا یہ رسالہ چھاپا اورشائع کیا اور اس پر علمائے اہلسنّت وجماعت نے ہر طرف سے ردکیے یہاں تک کہ یہ معاملہ طشت ازبام اور شہر بشہر شہرۂ عام ہوا۔

اب ناظم ندوہ نے اس کا وہ پہلا مقولہ نقل کر کے مقصدِ ندوہ اتحاد و اتفاقِ مذکور کے لیے حجت بنایا اوراس کے آخر میں کہا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا اس وقت میں حکیمِ امتِ محمدیہ تھے یہ مقولہ نہایت قابل قدر ہے۔

اس صورت میں اس مداح اور اس ممدوح کے لیے کیا حکم ہے۔ [مختصراً]

الجــــــــــــــــــــواب

ممدوح تو ایسی شناعت کا مرتکب ہوا جو سمندروں کے دھوئے نہ دھلے اس لیے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ تو کسی نئی نبوت کا حضور کے بعد یا حضور کے زمانے میں جائز ماننا کھلا کفر اور دین میں گمراہی ہے اشباہ ونظائر میں فرمایا

جب محمّد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانا مسلمان نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

رہا وہ مدّاح اُس کی ہلاکی و گمراہی کو یہی بہت ہے کہ اُس نے اس

گمراہ مقولے خارجی معتزلی کے مذہب کی تحسین کی۔

پھر اس کے ساتھ اگر شخصِ مذکور کے ان اقوال سے بھی آگاہ تھا جو اُس سے رسالۂ مذکورہ میں صادر ہوئے جیسا کہ بیانِ مشرّحِ سوال سے ظاہر ہے جب تو اُسے ''حکیمِ امتِ مرحومہ'' کہنا کفر و سخت تر عذاب کا مستلزم ہے''۔

[فتاوی الحرمین ص۷۰ تا ۷۴]

اگر عباراتِ تحذیر پر نانوتوی صاحب کی اُس وقت تک یعنی **۱۳۲۰**ھ سے پہلے ہی تکفیر نہ تھی تو ناظم صاحب کا اُنہیں بالتعیین .... '' حکیمِ امتِ محمدیہ'' .... کہنا مستلزمِ کفر کیوں ہوا؟.........

جبکہ انہی نانوتوی صاحب کو مولانا فرنگی محلی مرحوم نے ...... ''مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' ...... کہا تو امام نے اس قول کو کفر شمار کیا اور اُن سے طلبِ توبہ میں فرمایا

___ '' مبطلِ ختمِ نبوت کو ...... '' مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' .... لکھنا کفر ہے ، کفرِ واضح و ظاہر '' ___ [الطاری الداری ۱/ ۲۲ ، ۳۲ ، مکتوبات ۱۶۵ ، ۱۶۷]

تو ثابت ہوا کہ **۱۳۲۰ھ** سے **پہلے** ہی امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نانوتوی صاحب کی **تکفیر** فرما چکے تھے جس کی **بناء** یہ تھی کہ نانوتوی صاحب کا کفر طشت از بام ہو گیا تھا۔ چنانچہ فتاوی الحرمین **۱۳۱۷ھ** کی ہے اور اس کے سوال میں ہے کہ

___ '' اس [رسالے تحذیرالناس] پر علمائے اہلسنت نے ہر طرف سے رد کیے یہاں تک کہ یہ معاملہ طشت از بام اور شہر بشہر شہرۂ عام ہوا۔ '' ___ [فتاوی الحرمین ص۷۲]

تو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی طرف سے جو **ندوہ** کا **رد** ہے وہ **تکفیرِ** نانوتوی صاحب سے **خالی نہیں**، اور امور عشرین میں **ردِّ ندوہ** موجود ہے۔

تو امورِ عشرین **تکفیرِ نانوتوی** صاحب کے ذکر سے **خالی کب** ہے؟.......

(۲۴) **لہذا** تمہیدِ ایمان میں یہ فرمانِ امام کہ

—" ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی "—

اس میں دشنامیوں سے مراد صرف تھانوی وگنگوہی و انبیٹھی صاحبان ہوئے۔

نیز متنِ تمہیدِ ایمان میں ذکر بھی انہی تین کے اقوال کا ہے۔

اور اس مقام پر حاشیے میں بھی قادیانی کے علاوہ انہی تین کا بتصریحِ نام و قال ذکر آیا ہے۔

اور تحذیر کا ذکر اگر آیا ہے تو وہ اس مقام پر نہیں بلکہ اس سے پہلے ایک اور مقام پر حاشیے میں آیا ہے جہاں تمہیدِ ایمان میں دیوبندیہ کے مکرِ چہارم "انکار" کا رد ہے۔ تو صاحبِ ازالہ نے جواندھیری ڈالی کہ

اعلیٰ حضرت ۱۳۲۰ھ سے پہلے نہ خود تکفیرِ اربعہ کے قائل تھے

[ازالہ ص ۱۵]

یہ **اربعہ** کہاں سے ثابت ہوا؟........... اور ثلثہ یعنی گنگوہی و انبیٹھی وتھانوی صاحبان کی اس وقت تک تکفیر نہ ہونا بھی اس بناء پر تھا کہ ان کا کفر طشت ازبام نہ تھا۔

ان ثلثہ کا اپنا کفر یا کفرِ نانوتوی صاحب کی بالقصد و الالتزام ان کی

طرف سے حمایت ہونا ۱۳۲۰ھ سے پہلے ہی **اگر امامِ اہلسنّت** آفتاب سے زائد **روشن دیکھتے** تو یہ **ثلثہ** بھی پہلے ہی **تکفیر قطعی کلامی** کا تمغہ پالیے ہوتے۔

انتباہ:۔ تحذیر پر نانوتوی صاحب کی تکفیر سے متعلق تفصیل آگے [از ص ۱۵۷] **مستقل عنوان** سے آرہی ہے۔

☆

اسی ضمن میں صاحبِ ازالہ نے لکھا

> معلوم ہوا سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۸ھ سے **۱۳۲۰**ھ امور عشرین سے تصنیف المعتمد المستند تک چار میں سے صرف گنگوہی کی عبارت کو صریح ضلالت وتوہین کہہ کر تکفیر اربعہ سے کف لسان رکھنے والے بلکہ ان کو مسلمان ماننے والے کو سچی سنیت پر فراز ہونے کی سند دیتے رہے اوراس عرصہ کے دوران جتنے افراد بھی ان عبارات پر اطلاع رکھنے کے باوجود حالت توقف میں یا مسلمان جانتے ہوئے فوت ہوئے وہ سب بھی خاص اس مسئلہ میں مذہب اہلسنت پر ہی دنیا سے گئے۔ [ازالہ ص ۱۵]

اقول:۔ امام نے قول کا حکم تحریر فرمایا : ’’ **صریح ضلالت و توہین** ‘‘ اور بر **بنائے شہرت** نسبت بتادی کہ : ’’ جیسا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے ‘‘

تو اس پر تصدیق سے ظاہر یہ ہے کہ تصدیق کرنے والا اگر نسبت پر اُسے جزم ہے تو گنگوہی صاحب کو مسلمان نہ جانے گا۔

اور اگر یہ سمجھے گا کہ **نسبت بداہت** سے ثابت نہیں جس سے **جزم** ہوجائے

کہ یہ قول بعینہ گنگوہی صاحب کا ہے تو تکفیر میں توقف کرے گا اور یہ توقف صحیح ہے کیونکہ اس کا منشاء عدمِ اطلاعِ یقینی ہے۔

(۲۵) مگر کسی کو **نسبت** پر **یقین** ہوجائے اور پھر **قول** کی **شناعت** کو **جانتے بوجھتے** اور ظاہراً تسلیم کرتے گنگوہی صاحب کو اپنے خُبثِ باطنی سے کافر نہ مانے تو وہ مذہبِ اہلسنّت کیا ایمان ہی پر نہ رہا ، اور نہ اس حال میں اگر مرا تو ایمان پر دنیا سے گیا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ.

وہ سند اُس کی ظاہراً تسلیم پر اُسے دی گئی ، وہ اُس کے خبثِ باطنی کو زائل نہ کردے گی۔ جیسے

اذاکان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر (ای احتمالات اہ ش) **و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لمایمنعہ ، فان الاسلام یَعْلُوْ و لا یُعْلیٰ ، ثم لو نیتہ ذٰلک فمسلم ، والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ.** [الموت الاحمر ص ۲۸ بحوالہ دُرَر و دُر ، مقامع الحدید ص ۵۴]

جب کسی بات میں کئی احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ، تو مفتی پر واجب ہے کہ احتمالِ اسلام کو ترجیح دے کیونکہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔

پھر اگر قائل کی نیت وہی پہلوئے اسلام ہے تو وہ مسلمان ہے۔

اور اگر پہلوئے کفر اس کی مراد ہے تو وہ عند اللّٰہ کافر ہے ، مفتی کا اس کی بات کو خلافِ مراد پر محمول کرنا اُسے کچھ نفع نہ دے گا۔

علماء وارثانِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہیں۔ اظہارِ حکمِ شرعی ان کا منصب ہے۔

ــــ" بدمذہبیاں جب شائع ہوں تو اُن کا رد اور اُن کے فساد کی تشہیر اور اُن کی قباحتوں کا اظہار باجماعِ امت دین متین کے بہت ضروری فرائض سے ہے ، سَلَف و خَلَف سب آج کے دن تک اسی طریقے پر گذرے "ــــ [فتاوی الحرمین ص۵۶]

ــــ"ردِّ بدعت باجماعِ امت اہم فرائضِ دینیہ سے ہے "ــــ

[فتاوی الحرمین ص ۱۰]

ــــ"خطیب بغدادی جامع میں راوی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا ظَهَرَتِ الُفِتَن او قال البِدَع	جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں
فَلْيُظْهِرِ العالم علمه و من لم يفعل	تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے
ذٰلک فعليه لعنة اللّٰه و الملٰئكة و	اور جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ اور
الناس اجمعين لايقبَل اللّٰه منه صَرفاً	فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ، اللہ
و لا عدلاً.	اُس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔

"ــــ [فتاوی رضویہ متر جم ۵۳۹/۱۴]

علماء پر جو ظاہر ہوگا اُس کے مطابق حکم دیں گے۔ آدمی خود تو اپنے دل کی حالت عیاں جانتا ہے تو ڈرے اُس دن سے

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ	جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی تو آدمی
وَّلَا نَاصِرٍ	کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار

[کنز الایمان پ۳۰ الطارق ایت ۹ ، ۱۰]

●

صاحبِ ازالہ کہتے ہیں کہ حضرت نے لمعات میں لکھا ہے

ابن منصور حلاج کی تکفیر پر صرف فقہاء کا اجماع منقول ہے متکلمین کا نہیں۔ [ازالہ ص ۷]

یہ اُن کا سمجھنا ہے ، حضرت کا لکھنا نہیں۔ حضرت نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ

__" عبارتِ شفاء اجمع فقهاء بغداد الخ [شفاء ۲/۲۹۷] میں تکفیر با جماعِ فقہاء و متکلمین کا ذکر نہ تھا جس کا منکر کافر ٹھہرتا "__ [ملاحظہ ہو لمعات ص ۹۳]

فقہاء میں جو محققین ہیں وہ امرِ تکفیر میں متکلمین کے ساتھ رہتے ہیں۔

الموت الاحمر [ص ۲۷] میں ہے

__" اکثر متکلمین و فقہائے محققین حنفیہ وغیرہم شارطِ تعیین "__

تو حضرت اجماعِ فقہاء کس طرح فرمادیں گے؟......

(۲۶) سب جانے دو علامہ علی قاری کا یہ فرمان کہ

ان قوله اناالحق ليس بظاهر في دعوى الالوهية لان الحق ياتي بمعنى الثابت وضدالباطل. [نسیم ۴/۵۳۷]	ان کا قول انا الحق **دعوائے الوہیت** میں **ظاہر بھی نہیں** کیونکہ حق بمعنیٰ ثابت بھی آتا ہے جو کہ باطل کا مقابل ہے

علامہ شہاب الدین صاحبِ نسیم الریاض کا یہ فرمان کہ

واختلف في امره ...... وذهب كثير من المشائخ الى انه من	ان کے بارے میں آراء مختلف ہیں ...... کثیر مشائخ انہیں اولیائے حضرتِ عزت جلَّ

اولیـاء اللّٰـه ، مـنهم الغـزالـی.

مختصرًا [نسیم ۴/ ۵۳۸]

جَلالُــہٗ سے مانتے ہیں ، اُنہی میں سے امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِیٰ ہیں

اور بھی اکابر مشائخ کے ارشادات کہ

قـد شهِـد بـولایتـه کثیر من کبار الـمشـائـخ وقـالـوا انه عالم ربانی مـنهم الشیخ عبد القادر الجیلانی

[نسیم ۴/ ۵۳۸]

اکابر مشائخ نے ان کے ولی ہونے کی شہادت دی اورانہیں عالمِ ربانی فرمایا۔ انہی میں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِــیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ ہیں

—" سیدنا ابوالحسن نورالدین بھجة الاسرار شریف [ص۱۰۲] میں سیدنا ابوالقاسم بزاز قُدِّسَ سِرُّہُ سے روایت فرماتے ہیں

قـال سـمـعـت السید الشیخ عبد الـقـادر الـجیـلی رضی الله تعالیٰ عـنــه یـقـول غیر مرة: عَثَرَ اخی حسیـن الـحلّاج ، فـلـم یکن فی زمـانـه من یا خذ بیده ، ولو کنت فی زمانه لاخذت بیده .

میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو بارہافرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا اُن کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اُن کی دستگیری فرماتا۔ اُس وقت میں ہوتا تو اُن کی دستگیری فرماتا۔ "—

[فتاویٰ رضویه مترجم ۲۹/ ۱۰۵ ، ۱۰۶]

نیز قاطعِ رگِ مجادلۂ طبع عوج پسند مقطع کا بند اُن کا ارشاد جو حضرت حسین بن منصور حلَّاج کے ہم عصر ہم زمانہ ہیں یعنی حضرت سیدنا وسندنا شبلی رَضِیَ اللّٰــہُ تَعَالیٰ

عَنۡہُمَا اُن سے صاحبِ نسیم راوی کہ

وصَحَّ عن الشبلی انه قال کنت انا والحلاج شیئًا واحدًا الا انه اظهر وکتمت [نسیم ۴/۵۳۸]	حضرت شبلی سے بہ صحت ثابت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا میرا اور حلاّج کا مسلک ایک ہے بس یہ کہ انہوں نے فاش کردیا اور میں نے راز رکھا۔

کیا یہ سب **ارشادات** و **فرمودات** لا علمی ہیں؟........ عدمِ تفحصِ بالغ ہیں؟.......
فقدانِ غورِ کامل ہیں؟........ ذہول ہیں؟....... اغترار ہیں؟.......

اگر نہیں اور **قطعاً یقیناً نہیں** اور بنا بریں **یہ** حضرتِ حلاج کی نہ صرف **برأت** بلکہ **رفعت** و **علوِ منزلت** پر **حاکم** ہوئے۔

اور تکفیرِ دیوبندیہ سے کسی ذی علم قاصدِ دیانت کا غیر حامیانہ خلاف جبکہ **اعذارِ مذکورہ** سے **باہر نہیں**۔

تو **کہاں** علومِ ظاہرہ کی گہرائی پھر اس سے بڑھ کر علومِ باطن کی نگاہ اور نظرِ کشفی کی رفعت پر فائز وہ ارشادات و فرمودات. اور

کہاں لا علمی عدمِ تفحص بالغ و غورِ کامل و ذہول و اغترار سے پیدا قولِ خلاف

یہ تو ان ارشادات و فرمودات کا **پاسنگ بھی نہیں**۔

تو کیونکر .... امام و **علمائے** اعلام **حرمین شریفین** کی اجماع فرمودہ **تکفیرِ دیوبندیہ** سے **قطعیت** کا دافع اور ظنیت و اختلافیت کا مُورِث ہوجائے گا؟......

●

.... **حضرات اولیائے کرام** قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ وَنَفَعَنَا اللّٰهُ بِبَرَكَاتِهِمْ **کے لیے** جو **احوال** و **مقامات ہیں** وہ **اوروں کے لیے نہیں**........ اسے **علمائے محققین** نے **تسلیم** کیا ہے۔ اسنی المطالب شرح روض الطالب میں شیخ الاسلام زکریا انصاری قُدِّسَ سِرُّہ فرماتے ہیں

قد يصدُر عن العارف بالله _ اذا استغرق فی بحرالتوحید و العرفان بحیث تَضْمَحِلّ ذاته فی ذاته وصفاته فی صفاته و يَغِيب عن کل ما سواه _عباراتٌ تُشْعِر بالحلول والاتحاد ، لقصور العبارة عن بیان حاله الذی تَرَقّٰی الیه ، ولیست فی شیء منهما ، کما قاله العلامة السعد التفتازانی وغیره .

[اسنی المطالب ۴/۱۱۹]

عارف باللّٰہ جب بحرِ توحید و معرفت میں غوطہ زن ہوتا ہے اور حالت یہ ہو جاتی ہے کہ تجلیاتِ ذات وصفات میں اس کی ذات وصفات مضمحل اور ما سوائے حق سب نظروں سے اوجھل ، ایسے میں کبھی کچھ عبارات حلول و اتحاد کو مُشْعِر اُس سے صادر ہوتی ہیں حالانکہ وہ حلول واتحاد کی ذرہ برابر بھی ترجمانی نہیں ہوتیں ، اِشعار جو کچھ ہوتا ہے وہ اس وجہ سے کہ جس حال ومقام پر وہ پہنچا ہوتا ہے اُس کے بیان سے الفاظ قاصر ہوتے ہیں جیسا کہ علامہ سعد الدین تفتازانی وغیرہ نے فرمایا

اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

_"حضراتِ اولیاء جن کی ولایت ثابت و متحقق ہے اُن سے جو قول

یا فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلافِ شرعِ مُطَّہِّر ہو

اولاً :- اگر وہ سندِ صحیح و واجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامنِ اولیاء اس سے پاک۔

بلکہ اولیاء تو اولیاء حجۃ الاسلام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ نے احیاء شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہ ہو۔

ثانیاً :- اگر بہ ثبوتِ معتمد ثابت ہو اور گنجائشِ تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت مندفع۔

اولیاء کی شان تو ارفع ہر مسلمان سنی کے کلام میں تا حدِ امکان تاویل لازم۔

ثالثاً :- اگر تاویل ناممکن مگر مُحتَمَل ہو کہ وہ کلام اُن کے مناصبِ رفیعۂ ولایت و امامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کریں گے اور نہ اُس سے استناد جائز نہ اُن پر اعتراض۔

رابعاً :- یہ بھی ناممکن ہو تو جن کی **ولایت و امامت ثابت و متحقق** ہے اُن کے ایسے فعل کو افعالِ خضر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قبیل سے ٹھہرائیں گے اور ایسے **کلام** کو **مُتَشَابِہات** سے۔ کہ نہ اُن پر طعن کریں نہ اُس سے بحث۔ اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے قال اللّٰہ تعالیٰ

فَاَ مَّا الَّـذِیْـنَ فِـیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ [پ۳ ع ۹ آیت ۷]

وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں

متشابہات جس طرح اللہ ورسول کے کلام میں ہیں یونہی اُن اکابر کے کلام میں ہوتے ہیں کما افاده امام الطریقة لسان الحقیقة سیدی محی الملة والدین ابن عربی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ

(جیسا کہ طریقت کے امام ، حقیقت کی زبان میرے آقا ، دین وملت کو زندگی بخشنے والے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افادہ فرمایا۔ ت)

یہ ہے بحمد اللہ طریقِ سلامت۔ اوراللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاتھ ہدایت۔ واللّٰہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمد للّٰہ رب العلمین .

مختصرًا [فتاویٰ رضویہ مترجم ۵۱۶/۲۲ ، ۵۱۷ ، ۵۱۸]

☆

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ کے اس ارشاد کی صحیح غلط تلخیص کرنے کے بعد صاحبِ ازالہ نے لکھا

اگر تکفیر ضرورتِ دینی ہو تو کسی نا قابل تاویل عبارت کو از قبیل متشابہات قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ ضروریات تو سب مکلفین کے حق میں یکساں ہیں [ازالہ ص۱۶]

(۲۷) صفاتِ باری تعالیٰ .... حیات و علم و قدرت و ارادہ و کلام و سمع و

بصر........ کو صاحبِ ازالہ نے ضروریاتِ دین سے مانا کہ

[ان صفات باری تعالی کا عقیدہ تو ضروریاتِ دین سے ہے] [ازالہ ص۴]

پھر اسے پیش کیا جو المعتقد [ص۵۰] میں شفاء شریف سے فرمایا کہ

ومن جہل صفۃً من ھذہ الصفات ونفاھا غیرَ مستبصِرٍ فیھا ، المعتمد عدم التکفیر . مختصراً	جو شخص ان صفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت سے غافل ہو اور نا سمجھی میں ایسی بات بول جائے جس سے انکارِ صفت ہوتا ہو تو قولِ معتمد یہ ہے کہ اُسے کافر نہ کہیں گے۔

اس کی تفصیل تو ناظرین لمعات [ص۱۷ تا ۱۹ اور ص۲۶ تا ۲۸] میں ملاحظہ کریں۔

یہاں صاحبِ ازالہ اپنے اس **مسلَّمہ** کہ

[ضروریاتِ دین تو سب مکلفین کے حق میں یکساں ہیں] [ازالہ ص۱۶] پر قائم رہ کر

اپنے ہی اس **اشکال** کا **جواب دیں** جو وہ پہلے لائے ہیں کہ

[ان صفات باری تعالی کا عقیدہ تو ضروریاتِ دین سے ہے پھر منکر کافر کیوں نہیں] [ازالہ ص۴]

یعنی .... صفاتِ الٰہیہ بالا ضروریاتِ دین سے ہیں

اور ضروریات سب مکلّفین کے حق میں یکساں ہیں

تو جس کی بولی سے کسی صفتِ بالا دینیہ ضروریہ کا انکار ہو

وہ کافر کیوں نہیں؟......

اگر .... لاعلمی یا کم علمی کی بناء پر کافر نہیں .... اور اس لیے کہ .... اس نے اس بات کا کوئی اور مفہوم سمجھ کر کلام کیا ...... جیسا کہ صاحبِ ازالہ نے وہیں

[ص۴ میں] کہا

تو جن حضراتِ قدسی صفات حقیقت رسا رفیع الدرجات کے لیے

وہ **احوال** و **مقاماتِ**عَلِیَّہ ہیں

جنہیں علمائے **محققین** نے تسلیم کیا اورمانا ہے اُن کے اقوال و افعال و احوالِ ثابتہ **غیر** مُحْتَمِلُ التاویل کے لیے یہ **مَحْمِل** کہ

...... **اُن** سے جو خلافِ شرع معنیٰ ہمیں سمجھ میں آتا ہے وہ اُن کی **مراد** نہیں ، اوراس خلافِ شرع سے اُن کے قلوبِ صافیہ و اذہانِ رفیعہ **یقیناً بَرِی** ہیں اور جو معنیٰ ومقصود کہ واقعۃً اُن کے اذہان و قلوب و احوال میں ہے اُس تک ہماری نظرِ قاصر کی رسائی نہیں ......

اس سے ...... ضروریاتِ دین کے سب مُکَلَّفِیْن کےحق میں یکساں ہونے......پر اعتراض کیوں آئے گا؟......

...... **لاعلمی** یا کم علمی **اگر** ایسی چیز ہے جس کی بناء پر ...... ذہنِ غافل میں معنیٔ قبیحِ ظاہر کا گذر نہ ہونا اورایسے معنی سے ذہنِ غافل کا پاک و خالی ہونا...... **مظنون** ہوا اور وہ لاعلمی **عذر** ٹھہری اور **دلیلِ برأت** ہوئی

اوراس عذر و برأت سے ...... ضروریاتِ دین کے سب مُکَلَّفِیْن کےحق میں یکساں ہونے ...... پر کوئی **اعتراض نہیں** آیا ، اور نہ اس سے ضروریاتِ دین کی **قطعیت** زائل ہوتی ہے ، **اور** نہ منکرِ ضروریات کی تکفیر مختلف فیہ ٹھہرتی اور گنجائشِ خلاف کی حامل بنتی ہے۔

تو عامّہ کی رسائی سے وراء .... **احوال و مقاماتِ رفیعه** .... جو **لاعلمی** سے بے نسبت **اعلیٰ و اولیٰ** ہیں .... **اگر** ایسی چیز ہوں جن کی بناء پر حضراتِ اولیاء قُدِّسَتْ اَسْرَارُهُمْ کے **قلب** و **ذہن** میں **معنیٔ قبیح** ظاہر کا گذر نہ ہونا اور اُن کے **قلوبِ صافیہ** کا **معنیٔ قبیح** کے لوث سے پاک وصاف ہونا **مَحْمِلِ حَسَنِ مُتَعَیَّن** ہو اور وہ احوال و مقاماتِ رفیعه اُن حضرات کی **برأت** کی **دلیلِ اَتَمّ** ہوں

تو اس سے وہ شخص جو نہ غافل ہو نہ ایسے منصبِ رفیع کا حامل ہو اور انکارِ ضروریاتِ دین کرے اُس کی **تکفیر** سے **قطعیت زائل کیوں** ہوجائے گی؟........ اور وہ تکفیر گنجائشِ خلاف کی حامل کیوں ہوجائے گی؟........

—"کیا اصحابِ حال کے شَطَحیات[۱] یا اربابِ کمال کے خاص مُصْطَلَحات سخنانِ عالی نظائرِ متشابہات دستاویزِ جوازِ کفریات ہیں؟........ کہ جو شخص و ناشخص جو کچھ چاہے بک دے اور بزرگوں کے سر دھر دے کہ وہ بھی تو کلماتِ عالیہ لکھتے ہیں"—

[صمصامِ سنیت بگلوئے نجدیت قاضی عبدالوحید فردوسی ص۷۶ ۱۳۱۶ھ]

---

[۱] **الشَّطَحَات**: تستعمل فی اصطلاح التصوف. وهی عبارة عن کلمات تصدُر منهم فی حالة الغَیْبُوبة وغَلَبَة شُهود الحقّ تعالیٰ علیهم، بحیثُ لا یشعُرون حینئذٍ بغیر الحق، کقول بعضهم: انا الحق، ولیس فی الجُبَّة اِلّا اللّٰه، ونحو ذلک.

[تاج العروس من جواهر القاموس للسید مرتضی الزَبیدی]

☆

صاحبِ ازالہ لکھتے ہیں

> ہر عبارت کے بارے ہمیشہ بروقت قطعی درست فیصلہ کرنا کہ آیا اس میں ضروریاتِ دین کا انکار ہے یا نہیں ، تاویل موجود ہے یا نہیں ، قائل کافر ہے یا نہیں یہ تو ہر مجتہد کے بس میں بھی نہیں ورنہ خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تکفیرِ فلسفی میں چندن توقف اور تکفیرِ اربعہ میں کئی سال توقف نہ کرتے۔ [ازالہ ص۹]

صاحبِ ازالہ کو یہ تو دیکھنا ہے نہیں کہ توقف کس میں تھا اُن کا مطلب توقف سے حاصل تھا وہ اُنہوں نے لے لیا۔ اور اُسے ''دربارۂ عبارت توقف'' کا جامہ پہنا کر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ پر ڈھال دیا۔

(۲۸) ذرا بتائیں تو وہ کلماتِ امام کیا ہیں؟.......... جن میں یہ بیان یا جن سے یہ ثابت ہے کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ کا توقف کتابِ فلسفی ''منطقِ جدید'' میں ذکر کردہ عبارات کے کفر یا متعین فی الکفر ہونے میں تھا؟..........

ہاں ہاں جیسے جھٹ سے بول دیئے تھے کہ

[امام اہلسنّت نے تو فرمایا ہے میں نے گناہ سے بچنے کے لیے توقف بہتر سمجھا] [ازالہ ص۸] اور جیسے بروقت .... المعتمد کا صفحہ نکال کردے دیئے تھے........ [ایضاً]

یہاں فوراً نہیں بدیر ہی سہی وہ کلماتِ امام دکھا دیں؟..........

خیر اہلِ انصاف دیکھیں اور دین کا درد رکھنے دین سے محبت

کرنے والے نظرِ صافی سے ملاحظہ کریں۔

منطقِ جدید میں ذکرکردہ عبارات پر تو امام کا قلمِ مؤیدمن اللّٰہ مستفیض ازبحرِکرمِ رسول اللّٰہ جلَّ و عَلا وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں چلا کہ

_'' فی الواقع عامّہ اقوالِ مذکورہ سخت شنیع و فظیع ہیں .... قولِ اول میں بالتصریح باری عزَّمَجدُہ کو تدبیر و تصرفِ مادیات سے بےعلاقہ مانا .... اس سے بڑھ کر کون سا کفرِملعون ہوگا .... [مقامع الحدید ص۱۵]

زید کے اس قول میں ایک کفرِ جلی تو یہ ہے۔

ثم اقــول:۔ ناظرعارف مناظرمنصف آگاہ و واقف کہ سَوقِ عبارت سے خالقیتِ عقول متبادِر و منکشف .... اگر یہی مقصود تو اس کا کفرِ بَواح ہونا خود ایسابیّن کہ محتاجِ بیان نہیں .... [ص۱۸]

بالجملہ باری تبارک وتعالیٰ کو کسی شئی کی تدبیر و تصرف سے بےتعلق یا اُس کے غیرکو خالقِ جواہر خواہ ایجادِباری تعالیٰ کا مُتَمِّم کہنا قطعاً جزماً کفریاتِ خالصہ۔ اور یہ سب مسائل اَجلیٰ ضروریاتِ دین سے ہیں بلکہ اُن میں بھی ممتاز اور اپنے کمالِ وضوح میں تجشّمِ ایضاح سے غنی و بےنیاز۔ [ص۲۲]

بالجملہ اس میں شک نہیں کہ زید کی دونوں عبارتیں صریح کلمۂ کفر '' __

[مقامع الحدید ، طبع المجمع الاسلامی ص۲٦]

ناظرمنصف دیکھے! قولِ اولِ منطق جدید کا متعین فی الکفر ہونا اور کیا کفر اس میں متبادِر ہے اس کا فیصلہ کرنا اس میں امام کو توقف تھا؟........ اس میں

دو دن لگے ہیں؟........

یا کہ بروقت برجستہ بنگاہ اولیں ابتدائے جواب ہی میں امام نے یہ حکم و فیصلہ تحریر فرمادیا۔

پھر توقف کس میں تھا ؟..........

اقول:۔ اُس کے اقوال تین طرح کے ثابت کرنے اور بحوالۂ اسلاف اُن کا حکم بیان کرنے کے بعد اس میں کہ

جانتے ہوئے بالقصد بلااکراہ کلمۂ کفر بولے اور **اعتقاد** اُس پر نہ رکھتا ہو تو اُس کی **تکفیر آیا اجماعی** ہے؟..........

چنانچہ دیکھئے! قولِ اول پر رد کے بیان میں ص۲۲ پر اُس کی عبارات قولِ اول کو .... قطعاً جزماً کفریاتِ خالصہ .... فرمانے کے بعد امام نے کہا

۔" **تنبیہ** :۔ ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمیِ وساوس ان عذرِ بارد پر لائے کہ میں ان امور کا دل سے معتقد نہیں ، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے "۔

[مقامع ص۲۲]

اور اس کے رد میں یہ نہیں فرمایا کہ

وہ ضرور معتقد ہے ، دل میں یہی اعتقاد رکھتا ہے

جس طرح دیوبندیہ کو **معتقدِ کلمۂ کفر و توہین** فرمانا مقبول[ف] رکھا ہے کہ

[ف] مقبول یوں کہ [مکتوبات ص۲۵۲] میں فرمایا

۔" **میرے یہاں کے** کتب ورسائل مثل تمہید ایمان و حسام الحرمین و ←

__”حسام الحرمین نے تو اتنا فرمایا بھی نہ تھا کہ جو اعتقاد بھی نہ رکھے وہ بھی کافر ہے “__ [وقعات السنان ص۵۸]

__”امام اہلسنّت و علمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا **مانے** اُسے کافر کہا“__

[الموت الاحمر ص۳۶]

یہاں اُس کی طرف کے عذر پر ایسا کچھ نہیں فرمایا **بلکہ** یہ فرمایا ہے

__”بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر ، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو“__

[مقامع ص۲۳]

اور اسی کا یہاں ذکر فرمانے کے بعد کہا ہے

و اعلم ان العبد الضعیف لطَف به المولی اللطیف لمّا وصَل الی هذا المقام وحَانَ اَوانُ الحکم علی المتکلم بذاک الکلام تعرَّضتُ له حِشُمة کلمة الاسلام ، فاستعظَمَ الجَزم بالاکفار اَیَّما استعظام ، فَرَقاً من ان تکون هناک دقیقة

جب میں اس مقام پر پہونچا اور وہ وقت آیا کہ......جانتے بوجھتے قصداً بلا اکراہ یہ کلماتِ کفر جس نے بولے اُس پر حکم بیان کروں .... تو کلمۂ اسلام کی شوکت کلمۂ طیبہ کا عزّ و وقار میری نگاہوں میں مرکوز ہوگیا۔

تو اس کی تکفیر پر جزم کرنا میں نے نہایت بھاری معاملہ سمجھا اس خوف سے کہ ....

← وقعات السنان و ادخال السنان و **الموت الاحمر** و کشفِ ضلالِ دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہٖ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہارِ حق کا اٹھا نہ رکھا “__

عمیقة لم یصلها فهمی ، او شاذّة فاذة لم یحط بها علمی.

فاستخرتُ المولی سبحانه وتعالی وجعلت اُراجِع الکتب واُقلِّب الاوراق ، حتی اکملتُ الجِدّو اَنهیتُ الجَهُد حَسْبَ مایُطاق ، وصرَفت فیه یومین کاملین. فلم ار شیئاً تقربه العین بل کلما توغلت فی تتبع الاسفار تتابع الاقوال تؤید الاکفار..........

اللّٰهمّ الاحکایة ضعیفة عن بعض علمائنا فی الجامع الاصغر ان عقد الخلد هو المعتبر اوردها ثم ردها ثم ردها ولکن زدت بها تلعثماً و وددت الوقوف هناک تاثماً علماً منی بان الخلاف وان کان ضعیفاً ههنا

بلا اکراہ و باعلم وقصد کلمۂ کفر بولنے والے ....پر حکم کے سلسلے میں کوئی گہری باریکی ہو جس تک میری نظر نہیں پہنچی یا کوئی انفرادی قولِ شاذ ہو جو میری معلومات میں نہ آیا ہو۔

تو میں نے بارگاہِ الٰہی سبحانہ وتعالیٰ میں استخارہ کیا اور پھر سے کتابوں کی طرف متوجہ ہوکر اوراق الٹنے لگا یہاں تک کہ اپنی طاقت بھرپوری کوشش کی اورجدوجہد انتہاء کو پہنچائی اوراس میں پورے دو دن صرف کیے۔ تو کوئی ایسی چیز جس سے آنکھ ٹھنڈی ہو نہ پائی۔ جب بھی تفحصِ کتب میں ڈوبا پے درپے تکفیر کے اقوال ہی پائے ....

مگر ایک ضعیف روایت جو ہمارے بعض علماء سے جامعِ اصغر میں منقول ہے کہ اعتقادِ قلبی معتبر ہے۔ جامع اصغر میں اسے پیش کرکے باربار اس کا ردکیا لیکن اس سے میرا توقف بڑھا اور وہاں رکنا میں نے پسند

کافٍ فامعنت النظر و انعمت انعمت الفکر حتی فتح المولیٰ تبارک و تعالیٰ ان الاکفار علیه الاجماع وانما وقع فی الکفر النزاع. [مقامع الحدید ص ۵۵ ، فتاوی رضویه متر جم ۲۷/۱۷۹ تا ۱۸۱]

کیا تا کہ گناہ میں نہ پڑوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ خلاف اگرچہ ضعیف ہو تاہم یہاں کافی ہے لہذا میں مزید غور وفکر میں ڈوبا حتیٰ کہ **میرے رب نے** کھول دیا کہ **تکفیر** پر **اجماع** ہے **خلاف** صرف **عنداللّٰه کافر ہونے میں** ہے۔

یہ ہے کلماتِ امام میں توقف کا بیان۔ اس سے کسی ذی علم ذی فہم کو معمولی تعمّلِ ذہن سے یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ **توقف** .... **بلااعتقاد** مگر **بلااکراہ** اور **باوجودِعلم** و **قصد اجرائے کلمۂ** کفر پر **تکفیر** کے **اجماعی** ہونے .... میں تھا ، **نہ** کہ **تعینِ عبارت** میں یا **اعتقاداً** اجرائے کلمۂ کفر پر تکفیر کے اجماعی ہونے میں ۔

توامام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے اس صاف شفاف کلام سے یہ مطلب تراشنا کہ

.... عبارتِ منطقِ جدید کی بابت کفر یا متعین فی الکفر ہونے کا فیصلہ کرنے میں امام ہلسنّت کو دو دن لگے اور امام نے تکفیرِ فلسفی میں دو دن توقف کیا ....

اور دیوبندیوں کے بارے میں اس سے کہیں بڑھ کر یہ تراش لینا کہ

.... امام کو ان کی عبارات کی بابت ایسا فیصلہ کرنے میں کئی سال لگے جس سے ان کی تکفیر میں کئی سال توقف کیا ......

یہ کیسی جہالتِ فاحشہ ہے کیا سوچ سمجھ کر اپنے حواس قابو میں رکھ کر آدمی ایسی

بات بول سکتا ہے؟........

اتنا تو ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ

جس کفر کی خباثت و شناعت زیادہ ہوگی اُس کا کفر ہونا اور اُس کے مرتکب کا کافر ہونا زیادہ کھلا اور زیادہ روشن ہوگا۔

اور اعتقاد سے جو اجرائے کلمۂ کفر ہو ظاہر ہے کہ اُس کی خباثت و شناعت بلا اعتقاد سے زیادہ ہے۔

اور بلا اعتقاد پر حکمِ تکفیر میں دو دن توقف ہوا تو اعتقاداً پر حکمِ تکفیر میں **اگر** توقف ہو تو بھی دو دن سے کم ہونا چاہیے نہ کہ

دن نہیں سال اور وہ بھی کئی

کیا تھوڑا بہت بھی سوچ سمجھ کر آدمی ایسا بول سکتا ہے؟...........

(۲۹) پھر حفظ الایمانِ تھانوی تو ۱۳۱۹ھ کی تصنیف ہے ، اور ۱۳۲۰ھ میں امام نے تکفیر فرمائی اور صاحبِ ازالہ کو زعم ہے

تکفیر اربعہ میں کئی سال توقف

[ازالہ ص۹]

نہیں معلوم ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۲۰ھ تک کئی سال وہ کہاں سے لائیں گے؟.......

☆

دربارۂ صاحبِ ''منطقِ جدید'' **بلااعتقاد** کی **امکانی کیوں**؟.......

جبکہ دربارۂ دیوبندیہ نہیں ہے

صاحبِ**منطق** نے عقیدۂ اسلامی میں وہ کتاب نہ لکھی تھی بلکہ فلسفہ میں لکھی تھی ولہذا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ نے اس کی طرف سے ایک عذر کا تذکرہ کیا کہ

__'' ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمیِ وساوس ان **عذرِ** بارد پر لائے کہ میں ان امور کا دل سے معتقد نہیں۔ یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے ''__ [مقامع الحدید ص۲۲]

پھر عذرِاول کے رد میں فرمایا

__''بیّن و واضح کہ یہاں کوئی صورتِ اکراہ نہ تھی ''__

اور عذرِدوم کے رد میں فرمایا

__''رہا یہ کہ **فلاسفہ** کے **طور پر** کہا **اقول**:۔ **سچ** ہے ، ہم کب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے طور پر کہا۔ آخر جو **کلمۂ کفر** کہا جائے گا **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ** وہ غالبًا کسی نہ کسی فرقۂ کافرہ کے طور پر ہوگا۔ پھر کیا اس قدر اُس **حکم** سے نجات دے سکتا ہے؟........ **حاشا و کلّا** ''__ [ص۲۳ ، ۲۴]

اور وہ **حکم** یہ ہے کہ

__'' **بلااکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر** ، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو ، اور عامۂ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ **عند اللّٰہ** بھی کافر

ہوجائے گا کہ اس نے دین کو معاذاللّٰہ کھیل بنایا اوراس کی عظمت خیال میں نہ لایا ‘‘ــــ [ص۲۳]

اور ’’ **بالجملہ حکمِ اخیر** ‘‘ کےتحت فرمایا

ــــ’’بالفرض اگر بہ ہزاردقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو یہ تو بالجزم بیّن ومُبین و صریح وظاہر کہ وہ اپنے ان اقوال کے سبب **عامۂ علمائے دین** و **جماہیرائمۂ کاملین** کے نزدیک کافر ، اوراُس پراحکامِ ارتداد جاری اور بےتوبہ مرے توجہنمی ناری۔’’ــــ

[مقامع الحدید ص۵۷ ، فتاویٰ رضویہ مترجم۲۷/۱۸۳]

دیوبندیہ نے براہین و حفظ و تحذیر وغیرہ کسی عقلی فن میں نہ لکھیں بلکہ دینیات میں لکھیں اور

جوکچھ لکھا اُسے **عقیدۂ اسلامی** ہی **باورکیا کرایا**۔

چنانچہ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ماننے کو خیالِ جہال فضیلت سے یکسر خالی وغیرہ جو لکھا ، شیطان کے لیے حضوراقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہونا جو لکھا ، اور علمِ اقدسِ حضورسیدعالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مجانین و بہائم کےعلم جیسا ہونا جو لکھا

یہ سب اپنےعقیدۂ و نظریہ کے بطور ہی لکھا۔

جیسے فلسفیوں نے قِدَمِ عالَم خالقیتِ عقول وغیرہ صریح کفر اپنےعندیہ و نظریہ کے بطور لکھے۔

تو **دیوبندیہ** اپنے **اقوال** میں صاحبِ منطق جدید کی صف میں نہیں
بلکہ **فلسفیوں** کے **شانہ بہ شانہ** ہیں۔

جیسے فلسفی اپنے اُن مخالفِ اسلام نظریات کے اعتقاد سے **بالاجماع کافر** ہیں۔

اُسی طرح دیوبندیہ اپنے انکارِ ضروریاتِ دین و توہینِ
شانِ الٰہی و مصطفوی جلَّ و علَا وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے **بالاجماع کافر** ہیں۔

☆

مگر صاحبِ ازالہ اس فرق کو کچھ نہیں سمجھتے اور تحریرِ سابق کے بعد اب بھی یہی زعمِ مصرّانہ رکھتے ہیں کہ

ایک فلسفی شخص نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار کیا تھا

[ازالہ ص ۱۵]

(۳۰) اقول:۔ ثبوت تو صاحبِ ازالہ نے اس کا کچھ نہ دیا۔ یہ تحریرِ سابق کے بعد دوبارہ تھا۔ کچھ تو ثبوت دینا چاہئے تھا۔ یا کہ وہ یہی سمجھتے ہیں اور اپنے سمجھنے کو بزعمِ خویش ثبوتِ کافی گمان کرتے ہیں؟...... اگر ایسا ہے تو اوروں سے طلبِ دلیل میں اُنہیں کیا فائدہ؟......

خیر وجہ جو ہو وہ جانیں۔ ہم اپنا فرض نبھائیں اور استفسار کے پیرایہ میں بھی طالبِ حق کی رہنمائی و رفعِ شبہات و دفعِ وسواس مدنظر رکھیں۔

حسام الحرمین کے استفتاء میں ہے

هل هم فی کلماتهم هذه منکرون آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں

لضَروريات الدين . فان كانوا و كانوا كـفـارا مـرتـدين . فهل يُفترَض على الـمسـلمين اِكفَارُهم كسائر منكرى الضروريات. الذين قال فيهم العلماء الثِقات . من شك فى كفره وعذابه فـقـد كـفـر . كما فى شفاء السقام و البزازيه ومجمع الانهروالدرالمختار وغيرها من الكتب الغُرَر

[حسام الحرمین ص ۷۴]

ضـروریاتِ دین کے **منکر** ہیں ؟...... اگر منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ اُنھیں کافر کہے ؟...... جیسا کہ تمام منکرانِ ضروریاتِ دین کا حکم ہے جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا جو اُن کے کفر وعذاب میں **شک** کرے **خود کافر** ہے جیسا کہ شفاء السقام و بزازیه و مجمع الانهر و در مختار وغیرہا روشن کتابوں میں ہے

دیکھیے **انکارِضروریات** کے ساتھ حکمِ من شک ہے۔ اور کلامِ المعتمد المستند میں ہے

ان صـاحـب البدعة المُكَفِّرَة اعنى به كـل مـدع لـلاسـلام منكر لشىء من ضروريات الدين كافر باليقين

بدعتِ کفریہ والا یعنی ہر وہ شخص کہ دعویٔ اسلام کے ساتھ **ضروریاتِ دین** میں سے کسی چیز کا **منکر** ہو **یقیناً** کافر ہے۔

[حسام الحرمین ص ۷۴، ۷۵]

وبالجملة هؤلاء الطوائف كلهم **كـفار مرتدون** خـارجون عن الاسلام **باجماع المسلمين**

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافرومرتد ہیں **باجماعِ امت** اسلام سے خارج ہیں۔

وقد قال فی البزازیة والدرر والغرر و الفتاویٰ الخیریة ومجمع الانھر والدرالمختار وغیرھا من معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر وقال فی الشفاء الشریف ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام من الملل او وقف فیھم او شک

اور بیشک بزازیہاوردرر و غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانھر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو اِن کے کفروعذاب میں **شک** کرے خود کافر ہے۔ اور شفاءشریف میں فرمایا: ہم اُسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملتِ اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا اُن کے بارے میں **توقف** کرے یا **شک** لائے

[حسام الحرمین ص ۹۰]

دیکھیے تکفیر باجماعِ امت کےساتھ حکمِ من شک ہے۔

اور مصنفِ ''منطق جدید'' پر حکم کے بیان میں کیا فرمایا ؟......

انّ الاکفار علیہ الاجماع ، وانما وقع فی الکفر النزاع ، فلا شک ولا ارتیاب ان من تکلم بکلمة الکفر طائعًا عالمًا عامدًا صاحیًا فھو کافر عندنا قطعاً.

[مقامع الحدید ص۵۶ ، فتاوی رضویہ مترجم ۱۸۱/۲۷]

اس میں آخری فقرہ خودصاحبِ ازالہ نے [ص۱۵میں] نقل کیا۔ مگر سمجھا کیا؟...... یہ وہی جانتے ہوں گے۔

خیراب میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ بھی تو امام اہلسنّت قُــدِّسَ سِــرُّہٗ ہی کی تعبیر ہے۔

دیوبندیہ پر وہ تھی کہ ...... **منکرِ ضروریاتِ دین ، کافر باجماعِ امت ، جوان کے کفر میں شک کرے خودکافر** ......

اور یہاں یہ تعبیر ہے کہ

...... جو بلا اکراہ جانتے بوجھتے ہوش وحواس میں **کلمۂ کفر بولے اُسے کافر کہنے پر اجماع ہے وہ ہمارے نزدیک** [یعنی حکمِ قضاء میں] **قطعاً کافر ہے۔**

عند اللّٰہ کافر ہونے میں ایک حکایتِ ضعیفہ کا خلاف ہے ......

اور اجماع براکفار کا اثبات جوفرمایا وہ بھی مراجعتِ کتب تقلیبِ اوراق اور انتہائی جانفشانی حسبِ مایُطاق کے بعد۔

اوراس کے بعد بھی یہاں تعبیر میں نہ انکارِضروریات ہے نہ منکرِضروریِ دینی نہ حکم میں من شک نہ کافر باجماعِ امت۔

جیسا کہ دیوبندیہ کی تکفیرِ قطعی اجماعی میں یہ سب فرمایا ہے۔

(۳۱) تو آخر یہ فرقِ تعبیر کچھ معنیٰ رکھتا ہے؟...... یا کلامِ ایں وآں ہے کہ جب جو منہ میں آیا بول دیا ذہن میں آیا لکھ دیا؟......

اور ع آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

سے تو متنبہ رہنا ہی چاہیئے۔

ایضاح فرق

دیوبندیہ قادیانیہ کی تکفیر اعتقادِ کفر پر ہے ، محض اجرائے کلمۂ کفر پر نہیں جیسا کہ لمعات

[ص۳۱ تا ۳۳] میں اس کا اجمالی مگر کافی بیان ہے۔ ولہذا الموت الاحمر [ص۳۶] میں فرمایا

__"امام اہلسنّت وعلمائے حرمین طیبین نے تو جو ایسا **مانے** اُسے کافر کہا"__

اور اس " **مانے**" کی تعبیر امام وعلمائے حرمین کے کلام میں کیا ہے؟......

کل مدّعٍ للاسلام منکرٍ لشیء من ضروریات الدین

ہر وہ شخص کہ دعویٔ اسلام کے ساتھ **ضروریاتِ دین** میں سے کسی چیز کا **منکر** ہو۔" [حسام الحرمین ص۷۵]

جبکہ **مقامع الحدید** میں ہے

" **تنبیہ** :- ہاں عجب نہیں کہ زید کو سرگرمیِ وساوس ان عذر بارد پر لائے کہ میں ان امور کا دل سے معتقد نہیں، یہ تو میں نے فلاسفہ کے طور پر لکھ دیا ہے۔"

اس پر امام نے کیا فرمایا؟..... کیا یہ؟.... کہ وہ ضرور معتقد ہے؟..... نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ

__"بیّن و واضح کہ یہاں کوئی صورتِ اکراہ نہ تھی، اور بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔"__

[مقامع الحدید ص ۲۳، فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۲۵/۲۷]

ولہذا اُسے منکرِ ضروریات، جاحد، مکذب نہیں فرمایا۔ بلکہ حاشیہ ص۱۸ میں ایک مثال میں صاحبِ منطق جدید کے ساتھ مُکَذِّب کا لفظ آیا تو بھی وہیں صاحبِ حاشیہ نے بتا دیا کہ

__"تقصیر معاف ! اس نہجِ خاص پر وضعِ مثال اظہارِ حق کے لیے ہے "__

[مقامع الحدید ص۱۸ ، فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۷/۱۱۷]

اگر صاحبِ منطقِ جدید کی طرف سے **تکذیب جزمًا بداھۃً اجلیٰ من الشمس** ثابت ہوتی تو اس عذر خواہی کے کیا معنیٰ ؟.......

اور

" انکارِ ضروریاتِ دین تکذیب کا مُوجِب ہے " [المعتقد ص ۲۰۹]

تو تکذیب انکارِ ضروریاتِ دین کا مُوجَب و مُقتَضَا و لازم ہوا ، اور

" لازم و مُقتضا کے عدم سے ملزوم و مُقتَضِی کا عدم لازم "

[کمافی المعتمد المستند ص ۴۴]

تو جب **تکذیب** مرتبۂ **جزم** و **بداہت** اجلیٰ من الشمس میں

ناثابت انکارِ ضروریات بھی اس مرتبے میں **ناثابت**۔

تو مقامع الحدید میں تو اس مطلب کی سمائی نہیں کہ صاحبِ منطقِ جدید امام اہلسنّت قُدّسَ سِرُّہ کی نظر میں جزمًا بداھۃً اجلیٰ من الشمس منکرِ ضروریاتِ دین و مُکذِّبِ بدیہیاتِ اسلام ہے۔

البتہ یہ صاحبِ ازالہ کی جولانیِ طبع ہے کہ تفریط کریں تو ایسی کہ صاف صریح بدیہی اجلیٰ من الشمس انکارِ ضروریاتِ دین کرنے والے دیوبندیہ کی تکفیرِ قطعی اجماعی کلامی کو ظنّی اجتہادی خلاف کا امکان واحتمال رکھنے والی ٹھہرائیں۔

ـــــ جیسا کہ اُن کے ضابطے کا اطلاق ہے ، جس کا بیان شروع میں گذرا۔ ←

اور افراط پر آئیں تو ایسا کہ جس کا جزمًا بداہۃً اجلیٰ من الشمس منکر ضروریات ہونا ثابت **نہیں** اُسے بے دریغ صراحۃً منکرِ ضروریات زعم کریں ۔

یہ کیا انصاف اور کیسی دیانت ہے؟.......

آدمی کو دوحرفی معلومات سے امام وعلمائے اعلامِ حرمین شریفین کے ارشاداتِ عالیہ کو محکِّ نقد و نظر پر لانا نہ چاہیے۔

اللہ پاک اپنے نیک بندوں کا ادب دوجہاں میں نصیبہ کرے۔

خیر اہلِ انصاف دیکھیں ! دیوبندیہ و صاحبِ منطقِ جدید میں مذکور بالا فرقِ دقیق کے باعث صاحبِ منطق پر امام نے یہ فرمایا

__ " بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر ، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو " __

[مقامع الحدید ص۲۳ ، فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۷/۱۲۵]

اور اس کا حکم یہ کہ

__ " اور عامۂ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عنداللہ بھی کافر ہوجائے گا کہ اس نے دین کو معاذاللہ کھیل بنایا

← **نیز** تکفیرِ دیوبندیہ کا عقیدہ ضروریِ دینی نہ ہونے کی دلیل کے ضمن میں انہوں نے کہا : عقیدہ فرائضِ اعتقادیہ میں سے تب ہوگا جب قطعی خاص ہو جس کا علم عوام کو اگرچہ نہ ہو لیکن تمام علمائے عرب وعجم کو ضرور ہو۔ [ازالہ ص۱۵]

اور تکفیر اجماعی کی پہچان کے تحت کہا : جس تکفیر میں علماء کا اختلاف ہو وہ اجماعی نہیں کیونکہ قطعی کی پہچان علماء کے اتفاق سے ہوتی ہے۔ [ازالہ ص۹]

اوراس کی عظمت خیال میں نہ لایا "۔ [ایضًا]

۔ "زید بہ حکمِ شرع فاسق فاجر ، مرتکبِ کبائر بدعتی خاسِر، گمراہ غادِر اِس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین۔ اِس کے سوا اُس پر حکمِ کفر و اِرتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا۔ حنفیہ ، شافعیہ ،مالکیہ ، حنبلیہ سب کے کلمات بلکہ صحابہ وتابعین سے لیکر اِس زمانہ تک کے اِفتاء وقَضِیّات بِالْاِتِّفاق یہی افادہ کرتے ہیں۔ کما بیناہ فی " البَارِقَةِ اللَّمْعَا ".
بالفرض اگر بہ ہزار دقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو یہ تو بالجزم بیّن ومُبین و صریح وظاہر کہ وہ اپنے ان اقوال کے سبب **عامۂ علمائے دین** و **جماہیر ائمۂ کاملین** کے نزدیک کافر ، اوراُس پر احکامِ ارتداد جاری اور بے توبہ مرے تو جہنمی ناری۔ "۔

[مقامع الحدید ص۵۷ ، فتاویٰ رضویہ متر جم ۱۸۳/۲۷]

جبکہ دیوبندیہ میں **انکارِ ضروریات دین** فرمایا [حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ص۷۵]
اوراس وجہ سے اُن کا حکم یہ کہ

۔ " خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں **باجماعِ امّت** اسلام سے خارج ہیں اوربیشک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختاروغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ **جو اِن کے کفرو عذاب میں شک کرے خودکافرہے** "۔ [حسام الحرمین ص ۹۰]

☆

پھر صاحبِ ازالہ نہ جانے اپنی سمجھ کو کیا سمجھتے ہیں صاحبِ منطقِ جدید کو خود صراحۃً منکرِ ضروریات سمجھنے پر بس نہ کرکے امام اہلسنّت پر بھی اپنی سمجھ کو تھوپتے اور بنا بریں ''گیارہ'' کے بعد دوبارہ امام پر اپنے اتہامِ شنیع کو دہراتے ہیں کہ

ایک فلسفی شخص نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار کیا تھا لیکن اس کے باوجود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تکفیر سے توقف کرنا پسند فرمایا [ازالہ ص ۱۵ ، گیارہ سوالات ص ۱۶]

جامع اصغر کی روایت کی بناء پر اس کی تکفیر میں کچھ عرصہ توقف کیا [ازالہ ص ٦]

بطورِ قضاء تکفیر میں توقف کیا [ازالہ ص ۵]

ہر عبارت کے بارے میں ہمیشہ بروقت قطعی درست فیصلہ کرنا کہ آیا اس میں ضروریاتِ دین کا انکار ہے یا نہیں ، تاویل موجود ہے یا نہیں ، قائل کافر ہے یا نہیں یہ تو ہر مجتہد کے بس میں بھی نہیں ورنہ خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تکفیرِ فلسفی میں چند دن توقف نہ کرتے۔ [ازالہ ص ۹]

اقول:۔ صاحبِ منطقِ جدید نے عقیدے میں وہ کتاب نہ لکھی تھی۔

جس طرح دیوبندیہ نے براہین و تحذیر و خفض و تقدیس القدیر سب عقیدے میں لکھیں

اس لیے اُس کے **اقوال** پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ نے یہ فرمایا

ومنھا وھو الاکثر مالا | زید کے اقوال اکثر وہ ہیں جن میں اُس کے لئے

عـذر فيـه لزيد ، ولا مَهُلَ ولا رُوَيُـد ، كـالاقـوال الاربعةالاُوَل و غيرها ، فانه قـد نَـاضَـلَ فيها ضَـروريّاتِ الـديـن وخـلَع مـن رَقَبَتِـه رِبُـقَةَاليـقيـن ، واتـىٰ بـمـا لاتَـغسِلـه البِحـار ولاتُسـاعِده الحِيَل والاَعذار ، وقـدعـلِمتَ انه اذاكان عن علم وعَمَدوطَوُع ___ و لا ريب في وجودها ههنا ___ فـلا تَـنُفَـع العزائم ولا تَمنَع التمائم.

[مقامع الحديد ص ۵۵ ، فتاوی رضویه مترجم ۱۷۹/۲۷]

کوئی عذر کوئی مہلت کوئی رخصت نہیں۔

جیسے اس کے پہلے چار اقوال وغیرہ۔

کیونکہ ان میں اس نے ضروریاتِ دین سے مقابلہ کیا ہے ، اور یقین کا بندھن گردن سے اتار دیا ، اور وہ گندگی لایا جو سمندروں کے دھوئے نہ دھلے ، اور نہ اس میں حیلے بہانے چلیں۔

اور تم [زیرِ ردِ قولِ اول] جان چکے کہ ضروریاتِ دین کا **مقابلہ** [یعنی کلمۂ کفر کا تکلم] جب [اُسے کلمۂ کفر] جانتے ہوئے اور قصداً ہو [خطاءً نہیں] اور بلا اکراہ ہو

.... اور ان تینوں چیزوں کی یہاں موجودگی بلا شبہ ہے....

تو دل میں [ضروریاتِ دین ہی کا اعتقاد ہونا اور کلمۂ کفر کا] اعتقاد نہ ہونا نفع نہ دے گا اور زبان پر کلمۂ طیبہ [احکامِ ارتداد سے] پناہ نہ دے گا۔

یہ قَدْ نَاضَلَ : یعنی **مقابلہ** یہی قَـدْ عَلِمْتَ اَنَّهٗ میں ھاء ضمیر کا مرجع ہے۔ اور

؎ مقابلۂ ضروریات سے .... کلمۂ کفر کا تکلم یعنی زبان پر کلمۂ کفر کو جاری کرنا .... مراد ہے جیسا کہ نیچے ہم نے واضح کیا ہے۔

اسی .... ’’مقابلۂ ضروریات‘‘ .... کو امام فرمارہے ہیں کہ

.... ’’تم جان چکے یہ جب جانتے ہوئے قصداً اور بلا اکراہ ہو ‘‘ ....

اور **جہاں** جان چکے وہ ہے صاحبِ منطق کے **قولِ اول** کے ردکا بیان۔ اور اُس بیان کے تحت **جن نصوص** میں جان چکے اُن نصوص میں کیا ہے؟........

یہ کہ .... دل میں ایمان اور زبان پر بلا اکراہ کلمۂ کفر کا جان بوجھ کر جَریان ....

تو مقابلۂ ضروریاتِ دین ’’ بلا اعتقاد تکلم بکلمة الکفر ‘‘ کی تعبیر ہے ، اور مقابلہ سے یہی ’’ بلا اعتقاد زبان پر جانتے بوجھتے کلمۂ کفر کا اجراء ‘‘ مراد ہے۔

اوراسی کا اُن نصوص میں بیان ہے جو امام اہلسنّت نے پیش فرمائے۔

مثلاً یہ نصوص کہ

رَجُلٌ کَفَرَ بِلِسَانِهٖ طَائِعًا وَقَلْبُهٗ عَلٰی الایمَانِ یَکُوْنُ کَافِراً وَلا یَکُوْنُ عِنْدَ اللّٰہِ مُومِنًا. [خانیه]	آدمی زبان سے بلا اکراہ کفر بولے اور دل میں [بزعمِ خویش] ایمان ہو تو کافر ہوجائے گا ، اور عند اللہ بھی مسلمان نہ رہے گا۔
مَنْ کَفَرَ بِاللِّسَانِ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیمَانِ فَهُوَ کَافِرٌ وَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ عِنْدَ اللّٰہِ. [حاوی]	جو زبان سے کفر بولے اور [زعم یہ کرے کہ] دل ایمان پر مطمئن ہے تو وہ کافر ہے ، اللہ کے نزدیک بھی مومن نہیں۔
مَنْ کَفَرَ بِلِسَانِهٖ طَائِعًا وَقَلْبُهٗ	

ـــــ اس کا ایضاح زیرِ عنوان انتباہ [ص ۱۱۲ پر] آرہاہے۔

مُطْمَئِنٌ بِالْاِیْمَانِ فَھُوَ کَافِرٌ وَلَا یَنْفَعُہٗ مَا فِی قَلْبِہٖ لِاَنَّ الْکَافِرَ یُعْرَفُ بِمَا یَنْطِقُ بِہٖ مِنَ الْکُفْرِ فَاِذَانَطَقَ بِالْکُفْرِ کَانَ کَافِراً عِنْدَنَا وَعِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ [مجمع الانھر، جواھر الاخلاطی]

[مقامع الحدید ص۲۳، فتاوی ۲۷/۱۲۵]

جو اپنی زبان سے بلا اکراہ کفر بولے اور دل ایمان پر جما ہوا [سمجھے] وہ کافر ہے ، اور دل میں جو ایمان [سمجھے ہوئے] ہے وہ اُسے نفع نہ دے گا۔ اس لئے کہ کافر اپنی کفری بولی سے پہچانا جاتا ہے۔ تو جب اس نے کفری بول بولا کافر ہوا ہمارے نزدیک بھی ، اوراللہ تعالٰی کے نزدیک بھی۔

(۳۲) کیا دیوبندیہ قادیانیہ پر حکم میں بھی ان "**نصوصِ بلااعتقاد**" کو پیش فرمایا ہے؟......

اگرنہیں اور ہرگزنہیں تو کتنا صاف واضح ہے کہ دیوبندیہ قادیانیہ میں عدمِ اعتقاد کو سرے سے گنجائش نہیں ، اور یہاں بہ ہزار دقت ایک حکایتِ ضعیفہ سے عدمِ اعتقاد کے احتمال کی ایک امکانی صورت ہوسکتی ہے۔

اور دل میں معاذ اللہ **اعتقادِ** کلمۂ کفر ہونا یہی **تکذیب** ہے یہی کفر ہے۔

اورانکارِضروریاتِ دین تکذیب کو مقتضی ہے ، تکذیب انکارِ ضروریاتِ دین کا مقتضا و لازم ہے۔ جیساکہ **المعتقد** [ص۲۰۹] سے شروع میں گذرا

تو جب اعتقاد کے نہ ہونے کی بہ ہزار دقت ایک امکانی صورت ہوسکتی ہوئی

تو اس کے ملزوم و مقتضِی یعنی انکارِضروریاتِ دین کے عدم کی بھی بہ ہزار دقت ایک امکانی صورت ہوسکتی ہوئی۔

کیونکہ لازم و مقتضا کے عدم سے .... ملزوم و مقتضِی کا عدم لازم ہے۔

انتفاء الملزوم لازم لانتفاء اللازم. [المعتمد المستند ص ۴۴]

تو **التزامِ انکارِ ضروریاتِ دین** پر اَجلیٰ من الشمس **جزم نہ** ہوا۔

اسی لیے امامِ ہمام نے نہ انکارِضروریات سے تعبیرکی ، نہ اُس کے لیے منکرِضروریات استعمال کیا ، اور نہ اُس پر انکارِضروریات و منکرِضروریات کے نصوص پیش کیے۔

اگر کہیے

امام نے اُسے ضروریاتِ دین کا مقابلہ کرنے والا تو کہا ہے؟...... یہی منکرِ ضروریات کہنا ہے۔

اقول:۔ دیکھ رہے ہو کہ امام نے **اُس** کے **اقوال** تین قسم کے گنائے

کفرلزومی کفرِظاہر کفرصریح متعین۔

اور پھر اس تیسری قسم میں ''**بلااعتقاد**'' کے نصوص کا **تذکرۂ سابق** یاد دلا رہے ہیں۔

اوراُس پر حکم میں دیوبندیہ قادیانیہ کی طرح کافربا جماعِ امت اور من شک الخ وغیرہ نصوصِ شفاء و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرھا کچھ نہیں ذکر فرما رہے ہیں۔

تو قَدْ ناضَلَ فرمانا اُس کے تیسری قسم کے **اقوال پر حکم ہے** ،

خوداُسے التزاماً منکرِضروریات کہنا نہیں ہے۔

یعنی **قد ناضل حکمِ کلمہ** ہے **حکمِ قائل نہیں**۔ اور قَدْ ناضَل کی اُس کی طرف **نسبت الزامی** ہے۔ جس سے **قائل** پر **الزام** ضرور ہے۔ چنانچہ فرمایا

" وہ اپنے ان اقوال کے سبب **عامۂ** علمائے دین و **جماہیر** ائمۂ کاملین کے **نزدیک** کافر " [مقامع ص۵۷]

جیسے ۱۳۲۰ھ سے قبل ۱۳۱۸ھ میں امورِ عشرین میں گنگوہی صاحب کی طرف قولِ کفر کی نسبتِ الزامی کی۔ [ملاحظہ ہو گذشتہ ص۷۰ ، نیز آئندہ ۱۹۷] کیونکہ التزامی ہوتی تو اسی وقت تکفیر ہوتی۔

اگر کہیے

امام اہلسنّت نے قَدْ نَاضَلَ کے ساتھ خَلَعَ مِنْ رَقَبَتِہٖ رِبْقَۃَ الْیَقِیْن بھی فرمایا ہے کیا اس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یقین اس سے رخصت ہو چکا؟...... اور وہ کافر ہو چکا؟......

اقول:۔ اگر اس کا یہی معنیٰ ہے اور خلع کی اس کی طرف نسبت بھی نہ محض الزامی بلکہ الزامِ قطعی کے طور پر ہے تو اب رہ کیا گیا تھا جس سے اُسے عند اللہ کافر ٹھہرانے میں سکوت کرتے؟......

صراحۃً انکارِ ضروریاتِ دین سے یہی جزم و یقین ہی تو ہوتا ہے کہ قائل کے دل میں ایمان و اسلام و یقینِ ضروریاتِ دین نہیں رہ گیا۔ اور یہی چیز تمہارے حسبِ زعم یہاں پالی گئی تو اب تکفیر عند اللہ میں باقی کیا بچا؟......

کچھ نہیں ...... تو پھر یہ جو فرمایا کہ

حکمِ کفر سے کوئی مانع نظر نہیں آتا.......

بالفرض اگر بہ ہزار دقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی ....

عامۂ علمائے دین و جماہیرائمۂ کاملین کے نزدیک کافر

[مقامع الحدید ص۵۷ ، فتاوی مترجم ۱۸۳/۲۷]

ان سب کا کیا محل رہ گیا؟......

مگر نہیں۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ، متبعِ کتاب وسنت ہیں ، ائمۂ اہلسنت کے ارشادات کو مایۂ ہدایت و سرمایۂ بصیرت جانتے ہیں۔ یہ جوفرمایا .... خَلَعَ مِنْ رَقَبَتِہٖ رِبْقَةَ الْیَقِیْن .... یہ اپنا طبعزاد نہیں بلکہ اس حدیثِ پاک سے اقتباس ہے کہ

مَنْ فَارَقَ الجماعةَ شِبْراً فقد خَلَعَ رِبْقَةَ الاسلام من عُنُقِہٖ. [استفتاء فتاوی رضویه ۳۲/۶ ، مترجم ۱۴ /۲۸۱]

جو جماعت سے بالشت بھر الگ ہوا اُس نے اسلام کا بندھن اپنی گردن سے نکال دیا۔

اس کا **ظاہرِ معنی** تو یہی ہے کہ اسلام سے **خارج** اور کافر ہوگیا۔ جیسا کہ جوابِ امام کے تحت یہ معنی آرہاہے۔

مگر امام جلال الدین سیوطی نے اس کا معنی عام بتایا۔ اس حدیثِ پاک کے تحت ’’ مرقاۃ الصعود ‘‘ کے باب قتل الخوارج میں لکھتے ہیں

یقول من خرج من طاعة امام الجماعة او فارقهم فی الامر المجمع علیه فقد ضل وهلک.

یعنی جو خلیفة المسلمین کی طاعت سے نکلا یا اجماعی بات میں مسلمانوں سے الگ تھلگ ہوا وہ بے شک **گمراہ** ہوا

[مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤود ۱۲۱۲/۱] | اور ہلاک ہوا۔

تو .... خَلَعَ رِبُقَۃَ الاسلام من عُنُقِہٖ .... کامعنی گمراہ ہونا ہوا۔ اورگمراہ ایک عام معنی ہے کافرکوبھی شامل۔ جیسا کہ امامِ اہلسنّت نے فرمایا

__" مُبْتَدِعُ ضَالّ ایک لفظ عام ہے ، کافرکوبھی شامل۔ [کیوں] کہ بدعت دوقسم ہے ، مُکَفِّرَہ و غیر مُکَفِّرَہ ۔ "__ [فتاوی رضویہ ۶/ ۶۸]

ولہذا تکفیر ازجانبِ فقہائے کرام پربھی یہ حدیثِ پاک سند میں پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ سائل فاضل نے اپنے استفسار میں فرمایا

__" فرقۂ غیرمقلدین مُفَارِقُ الْجَمَاعَۃ ہے ، جیسا کہ ظاہر ہے۔
پس بحکمِ حدیث شریف (من فارق الجماعۃ شِبراً فقد خلَع ربقۃ الاسلام من عنقہ) کے خارج ازاسلام ہوا یا نہیں؟..... "__

[فتاوی رضویہ ۶/ ۳۲ ، مترجم ۱۴ /۲۸۱]

اس پر جواب میں امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

__" جماعتِ اسلام سے ان کی مُفَارَقَتْ اسی معنی پر ہے جو نزدِ فقہائے کرام ان کو **خارج ازاسلام** کرتی ہے کما یظھر بما مر ویأتی وبالتفاصیل المودعۃ فی رسائلنا المذکورۃ۔ توبلاشبہ **بحکمِ فقہ** یہ طائفہ **حدیثِ مذکور** کے **حکمِ ظاہر** میں **داخل** اور **اسلام** سے **خارج** "__ [فتاوی رضویہ ۶/ ۳۵ ، مترجم ۱۴ /۲۹۰]

اور تکفیر ازجانبِ فقہائے کرام سے لزومِ کفر آتا ہے۔ جیسا کہ جوابِ بالا کے شروع میں امام نے فرمایا

__" طائفۂ تالفۂ غیرمقلدین **بحکمِ فقہ کفار** و مرتدین ، جن پر بوجوہِ کثیرہ **لزومِ کفر** بیّن و مُبِین "__

[فتاوی رضویہ ۶/۳۳]

اورلزومِ کفر پر متکلمین تکفیر اگرچہ نہیں کرتے ، مگر گمراہ ضرور مانتے ہیں۔ توحکمِ گمراہی فقہاء متکلمین سب کی طرف سے اجماعی ہوا لہذا فرمایا

__" بلاشبہ طائفۂ تالفۂ غیرمقلدین گمراہ بددین "__

[فتاوی رضویہ ۶/۳۳ ، مترجم ۱۴/۲۸۲]

تو امام اہلسنّت نے صاحبِ منطقِ جدید کے لیے جو فرمایا

.... **خَلَعَ مِنْ رَقَبَتِہٖ رِبْقَۃَ الْیَقِیْن** ....

یہ **جب** حدیث پاک سے اقتباس ہے

اور صاحبِ منطق کی تکفیر .... **یعنی عند اللّٰہ** اُسے کافر ٹھہرانا .... یہ **اگرچہ** تکفیر ازجانبِ فقہائے کرام سے بڑھ کر تکفیر ازجانبِ **عامۂ علمائے دین** و **جماہیر ائمۂ کاملین** ہے ، **تاہم اجماعی نہیں** ، ایک حکایتِ ضعیفہ کا اس میں خلاف ہے ، جیساکہ امام نے فرمایا اوراسی وجہ سے اس کی تکفیر قطعی اجماعی نہیں فرمائی۔ البتہ یہ کہا

__" وہ اپنے ان اقوال کے سبب **عامۂ علمائے دین** و **جماہیر ائمۂ کاملین** کے نزدیک کافر۔ "__

تو خَلَعَ الخ سے صاحبِ منطق جدید پر **لزوم** ہی آیا اور قَدْ نَاضَلَ کی طرح

خَلَعَ کی بھی اُس کی طرف **نسبت الزامی** ہوئی۔

صاحبِ ازالہ کی بدفہمی کہ صاحبِ منطق کا صراحۃً منکرِ ضروریات ہونا تو اپنے زعم کا تراشیدہ لیا اور تکفیر میں توقف امام اہلسنّت کے کلمات سے لیا اور جڑ یہ دیا کہ

فلسفی نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار کیا تھا لیکن اس کے باوجود سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تکفیر سے توقف کرنا پسند فرمایا

[ازالہ ص ۱۵ ، گیارہ سولات ص ۱۶]

یہ تو ایسا ہوا جیسے تھانوی صاحب باطنی نے کوکبۂ شہابیہ [ص ۳۲] سے یہ لے لیا کہ

—" انصاف کیجیے تو [صراطِ مستقیم دہلوی کی] اس کھلی گستاخی میں کوئی **تاویل** کی جگہ بھی **نہیں**"—

اور تمہیدِ ایمان [ص ۳۵] سے یہ لے لیا کہ

—" نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا یا تنقیصِ شانِ سیدِ انبیاء علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والثناء میں صاف صریح **ناقابلِ تاویل** و توجیہ ہو اور پھر بھی حکمِ کفر نہ ہو۔ **اب** تو اسے **کفر نہ کہنا** کفر کو **اسلام ماننا** ہوگا ، اور جو **کفر** کو **اسلام ماننے** خود **کافر** ہے"—

اور اس جوڑ توڑ سے یہ جڑ دیا کہ

اول تو صریح گالی اس میں تاویل مسموع مقبول ہی کب ہوتی ...... پھر یہاں تو آپ کے نزدیک اس کھلی گستاخی میں تاویل کی جگہ بھی نہیں ...... اور پھر بھی آپ صاحبِ صراطِ مستقیم کی تکفیر نہیں کرتے ...... اب آپ اپنی ہی تمہیدِ ایمان ص ۳۵ ملاحظہ فرمایئے

’’ اسے کفر نہ کہنا کفر کو اسلام ماننا ہوگا ، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے ‘‘

مجھے شک ہے کہ آپ اپنی تحریر کے موافق آپ خود اور جو آپ کو کافر نہ کہے خود کافر ہوا جاتا ہے۔ مختصراً [مکتوب تھانوی صاحب باطنی برہامش الموت الاحمر ص۱۵ ، ۱۶]

اس پر رد میں الموت الاحمر میں فرمایا

’’ عبارتِ صراطِ مستقیم دہلوی کی نسبت یہ لفظ کہ

......’’ اس میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں ‘‘...... [کوکبۂ شہابیہ ص۳۲]

یہ تمہیدِ ایمان میں ہے؟...... یا کوکبۂ شہابیہ میں؟......

کوکبۂ شہابیہ بحثِ کلامی میں ہے؟...... یا بحثِ فقہی میں؟...... [بحثِ فقہی میں ہے]

بحثِ فقہی پر ضرور اُس [عبارتِ دہلوی] میں کسی تاویل کی جگہ نہیں [یعنی تاویلِ قریب کی۔ کیوں] کہ وہ [یعنی فقہاء] تاویلِ بعید نہیں سنتے۔

اور عبارتِ تمہیدِ ایمان [ص۳۵] میں بحثِ کلامی ہے [جس میں ناقابلِ تاویل کو کفر نہ کہنے کو خود کفر فرمایا گیا]۔

وہاں [یعنی بحثِ کلامی میں] صریح وہ [ہے] کہ متعین ہو ، ناقابلِ تاویل وہ [ہے] جس میں کوئی احتمالِ بعید بھی نہ ہو۔

تو ...... دشنامی عبارتِ دہلوی میں تاویل کی جگہ نہ ہونا تو بحثِ فقہی سے لیا جائے اور ناقابلِ تاویل کو کفر نہ کہنے کا کفر ہونا بحثِ کلامی سے لیا جائے ...... یہ دیوبندیہ کی کیسی صریح بے ایمانی ہے۔

اگر بحثِ کلامی مثلاً تمہیدِ ایمان میں ہوتا کہ ...... دشنامِ دہلوی میں تاویل کی جگہ

نہیں ...... یا بحثِ فقہی کو کبۂ شہابیہ میں ہوتا کہ ...... جو اس پر تکفیر نہ کرے کافر ہے ...... تو ہذیانِ دیابنہ کو جگہ ہوتی ''۔ [الموت الاحمر ص۳۱]

اس کے بعد الموت الاحمر میں اُن لوگوں سے فرمایا

ولکن الوهابية قوم لايعقلون.

صاحبِ ازالہ سے کیا کہا جائے؟...... اللہ پاک صحیح سمجھ دے فطانت بتراء کے ورطہ سے بچائے۔

غرض

حسبِ زعمِ صاحبِ ازالہ کلماتِ امام سے کہیں سے کہیں تک یہ **تو ہرگز نہ نکلا** کہ صاحبِ ''منطق جدید'' کے صراحۃً منکرِ ضروریات ہونے میں پہلے امام کو **توقف** تھا ، بعد کو صراحۃً منکرِ ضروریات ہونا اَجلٰی من الشمس ہوگیا تو تکفیر فرمائی۔

ایسا ہوتا تو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ یہ نہ **فرماتے** کہ

''زید بہ حکم شرع فاسق فاجر ، مرتکبِ کبائر بدعتی خاسر، گمراہ غادِر **اِس قدر** پر تو **اعلیٰ درجہ** کا **یقین**۔ اِس کے سوا اُس پر حکمِ کفر وارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا۔

بالفرض اگر بہ ہزار دقت کوئی بچتی ہوئی صورت نکل بھی سکی تو یہ تو بالجزم بیّن ومُبین و صریح وظاہر کہ وہ اپنے ان اقوال کے سبب **عامۂ علمائے دین و جماہیرائمۂ کاملین** کے نزدیک کافر۔''

[مقامع الحدید ص۵۷ ، فتاوی مترجم ۲۷ /۱۸۳]

بلکہ جس طرح دیوبندیہ قادیانیہ کا صراحۃً منکرِضروریات ہونا اَجلیٰ من الشمس ہونے پر انہیں باجماعِ امت کافر اور حکمِ من شک کا حامل فرمایا اسی طرح صاحبِ ''منطق جدید'' کے لیے بھی یہی فرماتے۔

اور جب نہیں فرمایا اور ہرگز نہیں فرمایا تو کیوں؟.......

اس لیے کہ صاحبِ منطق کا صراحۃً منکرِضروریات ہونا

نہ ان دو ایامِ توقف سے پہلے اَجلیٰ من الشمس تھا

اور نہ ان دو ایام کے بعد اَجلیٰ من الشمس ہوا۔

توقف اگر تھا تو ..... بلااکراہ جان بوجھ کر مگر بلااعتقاد اجرائے کلمۂ کفر ..... پر **اکفار** کے **اجماعی** ہونے میں تھا جس کا واضح بیان کلماتِ امام سے سابق میں گذرا۔ تو

.... امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ کو صراحۃً منکرِضروریات

کی تکفیر میں توقف کرنے والا قرار دینا ....

یہ صاحبِ ازالہ کا اختلاق و اختراع ہوا ، اور

.... آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس ....

کا مصداق ٹھہرا۔

☆

انتبــاہ

نصوصِ مذکورۂ مقامع الحدید میں آیا ہے

بلااکراہ زبان پر کلمۂ کفر کا اجراء اور دل میں ایمان۔

اور پھر حکم میں یہ ہے کہ وہ عند اللّٰہ بھی کافر ہے۔

اورعنـد اللّٰہ کافر وہی ہوگا جس کے دل میں ایمان نہ ہو۔ تو پھر ان حضرات نے صورتِ مسئلہ یوں کیوں تعبیر فرمائی؟...... کہ

دل میں ایمان ہو ، دل ایمان پر مطمئن ہو

اقول:۔ اُس کے زعم پر۔ نہ کہ اپنے نزدیک۔ کیونکہ یہ احکام عامۂ علماء کے نزدیک ہیں جیسا کہ وہیں امام اہلسنت نے ابتداء ہی میں فرمایا

__" بلااکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر ، اگرچہ دل میں اُس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اور **عامّۂ علماء** فرماتے ہیں کہ اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عـنـد الـلّٰـہ بھی کافر ہو جائے گا "__ [مقامع الحدید ص ۲۳]

توجب وہ حضرات اُسے عند اللّٰہ بھی کافر مانتے ہیں تو اُس کے دل میں ایمان ہونا اُنہیں کب مقبول ہوگا۔ **لاجـرم** اُن کی تعبیر کہ ...." دل میں ایمان ہو یا دل ایمان پر مطمئن ہو "........ یہ اُس کے **زعم** پر ہے۔ اس لیے ہم نے ترجمہ میں " **بزعمِ خویش** " **وغیرہ** سے اُن کی اس مراد کا ایضاح کیا۔

●

صاحبِ ازالہ لکھتے ہیں

فقیہ ابولیث ، امام قاضی خاں و مؤلفین عالمگیری نے تکفیر منکر معوذتین اور علامہ قرافی نے تکفیر منکر حجیت اجماع کی نفی فرمائی ہے یوں ہی جو فقہاء کہتے ہیں کہ صرف حرام لعینہ کا منکر کافر ہے حرام لغیرہ کا نہیں ، ان کے نزدیک منکر حرمت سود کا فر نہیں لہذا اگر تکفیر کرنا ضرورتِ دینی ہو تو پھر یہ حضرات کافر ٹھہرتے ہیں کیونکہ ان فقہاء نے حقیقی ضروریات کے منکرین سے قاعدہ کلیہ کے طور پر کفر کی نفی کی ہے۔ [ازالہ ص ٦]

پھر حضرت مصنفِ لمعات کے متعلق لکھتے ہیں

بایں ہمہ اپنے ضابطے کے مطابق ان فقہاء کی تکفیر نہیں فرمائی [ازالہ ص ٦]

(۳۳) اقول:۔ منکرِ مُعَوِّذَتَیْن کی جنہوں نے تکفیر کی اور جنہوں نے نہیں کی **وجہ کیا بتائی**؟ وہ خود ہندیہ سے ناقل ہیں کہ

جب کوئی شخص معوذتین کے قرآن میں سے ہونے کا انکار کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور بعض متاخرین نے کہا کہ اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ صدرِ اول کے بعد معوذتین کے قرآن میں ہونے پر اجماع منعقد ہو گیا ہے۔ جبکہ صحیح قول اول ہے کیونکہ اجماعِ متاخر اختلافِ متقدم کو ختم نہیں کرتا۔ [ازالہ ص ١٦]

یہ حضرات وجہ میں .... انعقادِ اجماع بعد صدرِ اول اور اجماعِ مُتَــأَخِّـر بعد اختلاف در صدرِ اول .... کیوں بول رہے ہیں؟....

سیدھے کیوں نہ کہہ دیا کہ ضروریِ دینی کا منکر کافر نہیں؟..... یا یہ کہ اس ضروریِ دینی کا منکر کافر نہیں؟..... آخر کیا وجہ ہے؟..... ضروریِ دینی کیوں نہیں بول رہے ہیں؟.... جبکہ تکفیر کو حق بتانے والے ضروریِ دینی بول رہے ہیں کہ

بل ان الحق التکفیر مطلقًا ، فان کونھما من القرآن من ضروریات الدین لا شک.

بلکہ حق مطلقًا تکفیر ہے کیونکہ معوذتین کا قرآنِ کریم سے ہونا بیشک ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

[التعلیقات الرضویه علی الفتاوی الهندیه ص۵۸]

وہ اجماع جس کا بعدصدرِ اول انعقاد بتارہے ہیں اور جسے .... اجماعِ متاخر بعد اختلافِ متقدم درصدرِ اول .... بول رہے ہیں **کیا** وہ ضرورتِ دینی کے مساوی و ہم پلہ ہے؟........ کیسے ہوگا جبکہ

مجتہد جس شئ کی طلبِ جزمی حتمی اذعان کرے اگر وہ اذعان بدرجۂ یقین معتبر فی اصول الدین ہو (اور اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا مگر مجمع علیہ جمیع ائمۂ دین) تو وہ فرضِ اعتقادی ہے۔ [فتاویٰ رضویه ۱/ ٦]

یہ اجماع ضرورتِ دینی کے مساوی نہیں۔ ضرورتِ دینی کی منزل اس سے آگے ہے جیسا کہ فرمایا

وہ فرضِ اعتقادی ہے ، جس کا منکر عندالفقہاء مطلقًا کافر ، اور متکلمین کے نزدیک جب کہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہو۔ [ایضاً ۱/٦]

تو تکفیر نہ کرنے والوں کے لحاظ میں یہ کب ہے؟....... کہ منکر ضروریِ دینی کا منکر ہے

اور پھر وہ اُس کی تکفیر نہیں کررہے ہیں؟.......

لمعات [ص۳۸] میں شفاء و نسیم سے افادہ فرمادیا تھا کہ

منکرِ ضروریِ دینی کی تکفیر میں خلاف کرنے والا کافر کیوں ہے؟

شفاء شریف [۲/۲۹۷] میں ہے **المخالف فی ذلک من کفرھم کافر.**

علامہ شہاب الدین خفاجی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے شرح میں فرمایا

(المخالف فی ذلک) الفعل (مِنْ کُفْرِھم) ای من جھته (کافر) لجحد ہ کفرھم.

[نسیم الریاض ۴/۵۳۶]

جھوٹے مدعیِ نبوت کے قتل میں **کفر کی جہت** سے جو مخالفت کرے وہ کافر ہے کیونکہ مخالفت کرنے والے نے اسے کافر نہ جانا اور جان بوجھ کر اُس کے کافر ہونے کا انکار کیا۔

اور علامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شرح میں کہا

(المخالف فی ذلک) ای تکفیرِھم بما ادّعَوہ (مَنْ کَفَّرَھُمْ کافر) لانہ رضِی بکفرھم وتکذیبھم لِلّٰہ ورسولہ .

[نسیم الریاض ۴/۵۳۶]

دعوائے نبوت پر تکفیر میں تکفیر کرنے والوں کی جو مخالفت کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ یہ مخالفت کرنے والا اُس مدعیِ نبوت کے **کفر پر راضی ہوا** یعنی مدعیِ نبوت نے جو اللہ و رسول جَلَّ وَعَلَا وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جھٹلایا **وہ جھٹلانا** اس نے **پسند کیا**۔

پھر **لمعات** [۵۷] میں فتاویٰ سے افادہ تھا کہ

کافر کو کافر نہ جاننے والا کافر کیوں ہے؟.......

امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

_" اگر کافر کو کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا ، **لعدم الواسطة** تو اسلام کو کفر جانا۔

لان ما کان کفرًا فضده الاسلام ، فاذاجعَله اسلامًا فـقد جعل ضده کفرًا لان الاسـلام لایُـضـادُّه الا الکفر، والعیاذباللّٰه تعالیٰ.

[فتاویٰ رضـویہ نہم نصف آخر ۳۱۴ ، مترجم ۲۸۶/۲۱]

اس لیے کہ جو بات کفر ہے اُس کی ضد اسلام ہے [جیسے انبیائے کرام عَـلَیْہِـمُ الـصَّـلوٰۃُ وَالسَّلَام کی توہین کفر ہے اور تعظیم یعنی اعتقادِ عظمت اسلام ہے] اس نے کفر کو جب اسلام ٹھہرایا تو اپنے اس ٹھہرائے ہوئے اسلام کی ضد [جو کہ حقیقی اسلام ہے اُس] کو کفر ٹھہرایا کیونکہ اسلام کی ضد تو بس کفر ہی ہے [تو اسلامِ حقیقی کو کفر ٹھہرانا صادق آیا] ، **اللہ تعالیٰ** اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

لـمعات میں بقدرِ کافی مذکور اس ایضاح کے بعد حضرت مـصنفِ لمعات سے فقہائے مذکورین کی معاذ اللّٰه تکفیر کے الزامی مطالبہ کا کیا محل؟........

فقہائے مذکورین جو منکرِ مُـعَـوِّذَتَیْـن کی **تکفیر نہیں** کررہے ہیں وہ نہ **انکار** کو **حق** مانتے ہیں نہ انکار انہیں **قبول و پسند** نہ معوذتین کی قرآنیت میں خود اُنہیں **کوئی شبہ** کہ معاذ اللہ خود اُن کی تکفیر کا الزامی مطالبہ حضرت مصنفِ لمعات سے ہو؟.......

وہ حضرات تو صرف منکر کے لیے یہ احتمال لحاظ کر رہے ہیں

کہ معوذتین کو قرآن سے نہ ماننے کی روایت جو درحقیقت غلط و باطل طور پر حضرت ابنِ مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہ کی طرف نسبت کی گئی ہے کہیں اس روایت سے منکر کودھوکہ ہو اور اس روایت کے اعتماد پر وہ انکار کرے تو اُس کی طرف سے ضروریِ دینی کے انکار کا التزام نہ ہوگا ۔

اوراس لحاظ کا مطلب یہ نہیں کہ منکر کے انکار کو وہ صحیح جانتے اور حلال وروا مانتے ہیں۔ محتاطین متکلمین و فقہائے محققین کا مسلک معلوم ہے۔ ادنیٰ ضعیف احتمالِ خفیف کے سبب قائل کی تکفیر سے زبان روکتے ہیں **مگر توبہ** تجدیدِ ایمان وغیرہ احکام میں دیگر فقہاء کے ہم زبان رہتے ہیں۔

الموت الاحمر [ص۳۵] میں اسی عالمگیری جس سے عدمِ تکفیر کا صحیح ہونا صاحبِ ازالہ نے نقل کیا نیز دیگر کتب کے حوالے سے ہے

''مافیه خلاف یُومَر بالتوبة وتجدیدالنکاح .در مختاروعالمگیری وبحروغیرها ''

یونہی علامہ قرافی جنہوں نے منکرِ حُجّیَتِ اِجماع کی تکفیر کی نفی کی جس کی وجہ لمعات [ص۷۲] میں افادہ فرمائی خوداُن کی طرف سے حجیتِ اجماع کا انکار یا اس انکار کو حق ماننا یا قبول وپسند کرنا یا حجیتِ اجماع میں خوداُنہیں کوئی شبہ ہونا کہاں ہے؟...... کہ معاذ اللّٰہ خوداُن کی تکفیر کا الزامی مطالبہ حضرت علام مصنف لمعات کے ذمے آئے؟......

یونہی منکرِ حرمتِ رِبا کی عدمِ تکفیر کا جس نے زعم کیا وہ **اس وجہ سے** کہ رِبا کی حرمت لغیرہ ہے ، اورکتب فتاویٰ میں ہے کہ

.......'' حرام لعینہ جس کی حرمت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اُس کا انکار کفر ہے ،
اور حرام لغیرہ جس کی حرمت اگرچہ دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اُس کا
انکار کفر نہیں ''....... [رد المحتار ۲۱۸/۱ ، بحر رائق ۳۴۲/۱]

یہ اُن کا زعم **اگرچہ** صحیح نہیں کیونکہ ربا کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے تو اس کے انکار سے تکذیب بداہۃً ثابت ہوگی اور حرمت لغیرہ وغیرہ کوئی بات نہیں دیکھی جائے گی۔

جیسا کہ المعتمد المستند جدالممتار نیز شرحِ عقائد سے آرہا ہے

تاہم عدمِ تکفیر میں **جب** اُن کی نظر کتبِ فتاویٰ کے مذکور بالا قول پر ہے (۱) تو عدمِ تکفیر **زلت نظر** ہے۔

باقی **خود اُنہیں حرمتِ** ربا میں **نہ کوئی شبہ نہ انکارِ حرمت اُنہیں قبول** یا اُن کے نزدیک روا ، تو **معاذاللہ** اُن کی تکفیر کا الزامی مطالبہ حضرت مصنفِ **لمعات** سے کیوں ہو؟.......

جیسا کہ صاحبِ ازالہ نے کیا اور حضرت کی نسبت لکھ دیا کہ

اپنے ضابطے کے مطابق ان فقہاء کی تکفیر نہیں فرمائی

[ازالہ ص ۶]

حضرت علام مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ اللہ پاک اُن کا سایہ مسلمانوں پر دراز کرے وہ ائمۂ دین اسلافِ باتمکین اور ان کے سچے متبع و ترجمان امام اہلسنّت

---

(۱) اور منشأِ قول یہ تاویل مستحل کہ استحلال ذاتِ شئ محرم کی طرف مصروف۔ کہ حرمت تو وصفِ شئ سے آئی ہے۔ اس کی تفصیل مستقل عنوان سے آرہی ہے۔

سیدی شاہ احمد رضا خاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمۡ اَجۡمَعِیۡن کے **بحمدہٖ تعالیٰ متبع ہیں۔** ذہنی اپج اور فکرِ ناتمام کے زعم پر کسی ضابطے کی تراش خراش اور صَرائحِ متداولہ پر مؤول ہونے کے تحکمانہ خیال سے نرے بیزار و بری ہیں۔

☆

نیز صاحبِ ازالہ نے حضرت کی نسبت جو لکھا کہ

جہالت کو عذر تسلیم نہیں کیا [ازالہ ص ٦]

یہ اپنے اطلاق پر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ

اس بیان اور بیانہائے سابقہ کے علاوہ خود **لمعات** کے بیانات [ص ١٦ تا ١٩ ، ٢٣ تا ٢٨ اور ٧٦ تا ٧٩] سے واضح ہے۔ کہ جہاں اور جس طرح ائمہ نے یہ عذر تسلیم کیا ہے وہاں اُسی طرح تسلیم کرتے ہیں ، اور جہاں جس طرح تسلیم نہیں کیا ہے نہیں کرتے ہیں۔

☆

الحاصل مُعَوِّذَتَیۡن کی قُرآنیّت اِجماع کی حُجِّیّت رِبا کی حُرمَت وہ فقہاء جزم ویقین کے ساتھ مانتے ہیں تو ان پر کسی حکم یا الزام کا کیا سوال؟..... کہ اُن کے **اعتقاد میں** کوئی خلافِ حق بات نہیں ہے۔

ہاں منکر کے اعتقاد میں خلافِ حق بات ہے تو یہ فقہاء اُس کا انکار کسی احتمال وشبہ سے خیال کر کے اُس کی تکفیر نہیں کر رہے ہیں۔

[جیسا کہ ص ١١٦ تا ١١٨ میں گذرا ، اور آئندہ ص ١٢٢ سے آرہا ہے]

مگر کفرِ دیوبندیہ میں **کیا احتمال** و **شبہ** ہے ؟....... جس کا **لحاظ** و **خیال** تکفیرِ دیوبندیہ **نہ** کرنے والوں کو **تکفیرِ دیوبندیہ سے مانع ہے**؟....... اور جو ان فقہاء کی طرف سے عدمِ تکفیرِ منکر کو اِن لوگوں کی طرف سے عدمِ تکفیرِ دیوبندیہ کے لیے **سند ٹھہراتا ہے**؟....... اور اِن تکفیرِ دیوبندیہ نہ کرنے والوں کو فقہائے بالا کے زیرِ روش لاتا ہے؟.......

☆

پھر فقہائے بالا تکفیر اگرچہ نہیں کررہے ہیں **مگر** منکرکو حکم و الزام سے یکسر بری نہیں جانتے ہیں۔ سند اس پر خود ہندیہ وغیرہ ہے۔

چنانچہ ان انکارات ثلاثہ کے کفرِ مختلف فیہ ہونے سے تو گنجائشِ انکار نہیں۔ عالمگیری سے خود وہ نقل کر چکے ہیں کہ

"تکفیر **نہیں کی** جائے گی اور بعض متاخرین نے کہا **کی جائے گی**" [ازالہ ص۱۶]

نیز لکھ چکے ہیں

"**بعض** فقہاء نے منکرحرمتِ ربا منکرِ حجیتِ اجماع کی تکفیر نہیں فرمائی۔" [ازالہ ص۷]

اور کفرِ مختلف فیہ میں توبہ و تجدید ایمان کا حکم **باجماعِ ائمہ** ہے

باجماعِ ائمہ توبہ اور از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض [کوکبۂ شھابیہ ص۶۲] یہ حکم کفرِ مختلف فیہ میں ہے کہ **مافیہ خلاف یُومَر بالتوبۃ وتجدید النکاح . در مختار و عالمگیری وبحر نھروغیرھا.** مختصرًا [الموت الاحمر ص۳۵]

تو صاف ثابت ہوا کہ وہ **انکاراتِ ثلثہ** اُن **فقہائے** مذکور بالا کے نزدیک بھی **سخت حرام** و ناروا اور **واجب التوبہ** ہیں۔

اور صاف واضح ہے کہ **تکفیر نہ کرنے** والے حضراتِ فقہاء توبہ وغیرہ بقیہ احکام میں **تکفیر کرنے** والوں سے موافقت فرماتے اور ساتھ دیتے ہیں ، **تکفیر** کی **بابت** اُن سے برسرِ پیکار نہیں ہوتے۔

اور کیسے ہوں گے جبکہ وہ دینِ مسلماناں کے محافظ ہیں۔ ان اقوالِ کفریہ میں اگرچہ اُن کے خیال میں یہ آیا کہ کہیں منکر اس ایک شبہ سے ایسا بول پڑے تو اُس کی طرف سے قصدًا ضروریِ دینی کا انکار نہیں ہوگا۔

مگر منکر کے دل میں اسی شبہ کا آنا کچھ لازم وضروری تو ہے نہیں اور ضروری دینی کا انکار ہی اُس کے دل میں آنا اسی کا اُس کی طرف سے قصد ہونا یہی اس کی مراد ہونا کچھ محال و ناممکن تو ہے نہیں۔

لہذا وہ حضرات جانتے ہیں کہ جس طرح دربارۂ تکفیر احتیاط وہ ہے کہ حتی الامکان زبان روکی جائے اسی طرح دربارۂ بقیہ احکام احتیاط یہ ہے کہ وہ احکام جاری کیے جائیں۔ **الموت الاحمر** [ص۲۹] میں فرمایا

> وہ احتیاطِ کلامی کہ قائل سے کفِ لسان کی حامی قول پر حکم میں درکار نہیں ، بلکہ اس میں یہی احتیاط ہے کہ اس قول کی شناعت کفریت خوب آشکار کی جائے کہ عوام کی نگاہ میں کلمۂ کفر ہلکا نہ ہونے پائے۔ **و هو احد محامل تشديدات الفقهاء الكرام.**

☆

حرام لغیرہ کے استحلال پر عدمِ تکفیر کے قول کا منشاء

’’خلاصۃ الفتاوی‘‘ تالیف طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری

مخطوطہ میں کتاب الفاظ الکفر فصلِ ثانی کی گیارہ اقسام میں سے پہلی قسم میں فرمایا

اما الاول فی المقدمۃ ، جمع فی ھذا الجنس اصولاً یخرج علیھا اکثر مسائل ھذا الکتاب ...... منھا ان من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفر ...... وفی الاعتقاد ھذا اذا کان حراماً بعینہٖ ...... اما اذا کان حراماً لغیرہ فلا .

وفیما اذا کان حراماً لعینہ انما یکفر اذا کانتِ الحرمۃ ثابتۃ بدلیل مقطوع بہ. مختصراً

قسم اول مقدمہ۔ اس قسم میں وہ **اصول** جمع کیے گئے ہیں جن پر اس کتاب کے اکثر مسائل کی تفریع ہوتی ہے۔

انہی **اصول** میں سے ایک **اصل** یہ ہے کہ جس نے حرام کو حلال اعتقاد کیا یا اس کے بر عکس تو کافر ہو جائے گا۔

اعتقاد میں ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام حرام لعینہٖ ہو۔

اگر حرام لغیرہٖ ہوگا تو اُسے حلال اعتقاد کرنے سے کافر نہیں ہوگا۔

اور حرام لعینہٖ ہونے کی صورت میں بھی کافر جب ہوگا کہ حرمت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔

[بعض نسخ مطبوعہ میں یہ عبارت ۳۸۳/۴ پر ہے]

خلاصہ سے صاحبِ بحر نے ، اُن سے علامہ شامی نے اس اصلِ کلی کو نقل فرمایا کہ

من اعتقد الحرام حلالاً او علی القلب یکفر اذا کا ن حراما لعینه و ثبتت حرمته بدلیل قطعی ، اما اذا کان **حراما لغیره** بدلیل قطعی اوحراما لعینه باخبار الآحاد لا یکفر اذا اعتقد ه حلالاً اھ [شامی باب الحیض ۱/۲۱۸] پھر علامہ شامی نے کہا

ومثله فی شرح العقائد النسفیة. : اسی کے مثل شرح عقائد نسفی میں ہے۔

اورشرح عقائد کے اس مقام پر شرح رمضان آفندی و حاشیہ صلاح الدین میں ہے

کالمغصوب والمسروق للغاصب و السارق ، **کذا قیل** .

قلنا هذا مشکل فان استحلال ماثبت بدلیل قطعی تکذیب للشرع ، وهو کفر وفاقا. **اللھمّ الا ان یؤول** بان ذاته حلال ، وانما لزِمت الحرمة من صفة کالغَصْب و السَّرِقة . [حاشیه رمضان آفندی علی شرح السعد علی العقائد النسفیة ص ۳۱۰ تالیف رمضان بن محمد الشهیر برمضان آفندی ، کان حیا قبل سنة ۱۰۱۷ھ]

جیسے کسی نے کہا ہے کہ: غصب کردہ مال غاصب کے لیے ، اور مالِ سرقہ سارق کے لیے حرام لغیرہ ہے۔

اشکال:۔ اس قول پر ایک اشکال ہے۔ وہ یہ کہ جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو [تو خواہ لغیرہ ہو یا لعینہٖ بہرحال] اُس کا استحلال شرع کی تکذیب ہے۔ اور تکذیبِ شرع بالاتفاق کفر ہے۔

ہاں ایک نہایت ضعیف تاویل قولِ مُسْتَحِل میں ہوسکتی ہے کہ نفسِ مال حلال ہے حرمت تو ایک صفت مثلاً غصب و سرقہ سے آئی ہے۔

یہ ہے قولِ عدمِ تکفیر کا منشاء

مگر **تحقیق** وہ ہے جو شرح عقائد میں بعض مشائخ سے نقل فرمایا کہ

بعضهم [ای المشائخ ۔ شرح ابن الغرس] **لم يَفرُق بين الحرام لعينه ولغيره ، فقال من استحل حراماً وقد عُلِمَ فی دين النبی صلی اللّٰہ تعالی عليه وسلم** [بالضرورة ۔ ابن الغرس] **تحريمه فكافر**. مختصراً

بعض مشائخِ مذہب نے حرام لغیرہ و لعینہ کا فرق نہ رکھا اور فرمایا: حرمت اگر ضروریاتِ دین سے ہے تو حلال ٹھہرانے والا کافر ہے۔

اس مقام پر علامہ بدر الدین محمد معروف بہ ابن الغرس [م ۸۹۴ھ] ...... جن کی فواکہ بدریہ و فوائدِ فقهیہ کی تصریحات پر مشتمل فتاوی خیریہ و بحر رائق کی عبارات سے امام اہلسنّت نے فتاوی [مترجم ۱۸/۱۰۲ ۴۱۳ ۶۷۲] میں استناد کیا ہے ، اُنہوں ...... نے شرح میں فرمایا :

وهو التحقيق : یہی تحقیق ہے [شرح شرح العقائد النسفیه لابن الغرس]

یہی امام اہلسنّت نے فرمایا کہ

اگر ثابت شود کہ غصبِ حرامِ شرعی را حلال می دارد آنگاہ البتہ لزومِ کفر است بلکہ عند التحقیق بلاشبہ کفر باشد۔ **لان المدار علی كون ما انكره من ضروريات الدين ، وبعد هذا لايتجه الفرق بكون الحرمة لعينه او لغيره.**

اگر ثابت ہو کہ غصبِ حرامِ شرعی کو حلال جانتا ہے تو اُس پر لزومِ کفر ہے ، **بلکہ عندالتحقیق** یہ بلاشبہ اُس کا کفر ہوگا۔ کیونکہ کفر کا مدار اس پر ہے کہ جس بات کا انکار کیا وہ ضروریاتِ دین سے ہو۔ تو حرمت جب ضروریاتِ دین سے ہو اور اُس حرمت کا

کما وقع عن بعض العلماء .

[فتاوی رضویہ مترجم ۶۷۵/۱۹ ، ۶۷۶]

انکار کیا تو اب لِعَیْنِہٖ اور لِغَیْرِہٖ کا فرق کرنا جیسا کہ بعض علماء سے واقع ہوا درست نہیں۔

تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ بادی النظر میں جو بات سمجھ میں آرہی ہے حقیقت میں وہ نہیں ہے ، حقیقت کچھ اور ہے۔

چنانچہ جن فقہاء نے فرمایا: ......" حرام لغیرہٖ جس کی حرمت اگرچہ دلیل قطعی سے ثابت ہو تاہم اُس کا منکر کافر نہیں "......

بادی النظر میں اس کلیہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ عام و مطلق ہے وہ **محرّمات** جن کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے ...... اور وہ **محرّمات** جن کی حرمت قطعی ہے مگر ضرورِی دینی **نہیں** ...... ان دونوں کو یہ کلیہ عام و شامل ہے۔

مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کلیہ حرمتِ قطعی ضرورِی دینی کو عام وشامل نہیں ہے۔

۱ ۔ ولہذا اس کلیہ سے جس نے اپنے **زعم** میں منکرِ حرمتِ ربا کی عدمِ تکفیر اخذ کی امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس کا رد کردیا۔

چنانچہ المعتقد میں جہاں ضروریاتِ دین کے بیان میں حرمتِ ربا کو شمار فرمایا امام اہلسنّت نے حاشیہ میں کہا

فیہ رد علی من زعم ان انکار حرمۃ الربا لایکون کفراً لان حرمتہ انما ھو

اس میں اُس کا رد ہے جس نے زعم کیا کہ .... حرمتِ رِبا کا انکار کفر نہیں ہوگا کیونکہ مالِ ربوی کی حرمت تو صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ مالِ غیر

لحرمة مال الغير وحرمة مال الغير ليست لعينه ولا كفر بانكار حرمة حرام لغيره.	ہے [دوسرے کا مال ہے] اور مالِ غیر کی حرمت لعینہ نہیں [نفسِ ذاتِ مال سے ناشی نہیں] اور حرام لغیرہ کی حرمت کا انکار کفر نہیں ....
والحق ان المناط هو تكذيب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيما جاء به من عند ربه فاذا ثبت مجيئه بشيء ضرورة ثبت بانكاره التكذيب بداهةً ولا نظر الى غير ذالک فاحفَظ ولاتزَلّ.	اور حق یہ ہے کہ کفر کا مدار اس پر ہے کہ نبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے اُس میں حضور کو معاذ اللّٰہ جھٹلانا پایا جائے۔ لہٰذا جس کسی حکم کے بارے میں بداھۃً ثابت ہو کہ اُسے حضور اپنے رب کے پاس سے لائے اُس کے انکار سے تکذیب بداھۃً ثابت ہوگی اور حرمت لغیرہ وغیرہ کوئی بات نہیں دیکھی جائے گی۔ اسے ذہن نشین کرلو اور زَلّت سے بچو۔
[المعتمد المستند ص۲۱۱]	

۲۔ در مختار و رد المحتار میں وِقاعِ حائض کے مستحل کی عدمِ تکفیر میں اس کلیہ پر جو **بناء** کی امام اہلسنّت نے اس پر بھی **رد** کیا۔ چنانچہ فرمایا

هذا عجيب ، بل المدار هو كون الحرمة ضرورية فى الدين ، الا ترى ان من احل الربوٰ وهو فى دار الاسلام	یہ .... عدمِ تکفیر کو حرمت لغیرہ پر مُتفَرِّع کرنا...... **عجیب** ہے۔ تکفیر کا **مدار** تو اس پر ہے کہ وہ **حرمت** .... جس کا منکر نے انکار کیا .... **ضروریاتِ دین** سے ہو۔

مخالط للمسلمین فقد احل ماعلم حرمته ضرورة من الدین ، فلا شک فی کفره لتکذیب الشرع المبین.

[جد الممتار مطبوعه کراتشی ۲/۱۶۴]

دیکھتے نہیں کہ جو دارالاسلام میں مسلمانوں کے بیچ رہ کر سود کو حلال کہے اُس نے ایسی چیز کو حلال کہا جس کا حرام ہونا ضرورتِ دینی سے معلوم ہے تو اُس کے کفر میں کوئی شک نہیں ، کیونکہ اُس نے شریعتِ روشن کو جھٹلایا۔

۳۔ اسی طرح ...... مُستَحِلِ غصب کی اس کلیہ سے عدمِ تکفیر ...... کا بھی امام نے رد فرمادیا۔ جیسا کہ فتاوی سے اوپر گذرا۔

۴۔ ...... مستحلِ غصب و سرقہ کی عدمِ تکفیر کا اسی کلیہ پر متفرع **قول** ...... **علامہ رمضان آفندی** نے بھی **رد فرمادیا۔**

اگر یہ کلیہ اپنے **عموم** و **اطلاق** پر ہوتا تو منکرِ حرمتِ ربا و مُستَحِلِّ غصب و سرقہ و وِقاعِ حائض کی عدمِ تکفیر جس کسی نے بھی **اس کلیہ** پر متفرع کی وہ تفریع قابلِ رد کیوں ہوتی؟ ......

اس سے **واضح** ہے کہ

یہ کلیہ **عام نہیں** ، یعنی ربا و غصب جیسے محرّمات کو جن کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے **شامل نہیں**۔

ﮯ جیسا کہ اُن کی عبارت اوپر گذری۔ اور تاویل جو ذکر کی خود اُس کے **ضعف** کا اشارہ کردیا۔ تو وہ تاویل اس قول کو قابلِ رد ہونے سے مبرّا نہیں کرے گی۔ صرف صاحبِ قول کو معذور ٹھہرائے گی جیسا کہ ہم نے [ص ۱۱۷ تا ۱۱۹ وغیرہ میں] اس کا ایضاح کردیا ہے۔

●

صاحبِ ازالہ لکھتے ہیں

سیدنا علی المرتضٰی رَضِـیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہُ کا اسلام زمانۂ رسالت سے قطعی یقینی ، اجماعی ، معروف بین العوام والخواص ہے آپ کے فضائل میں احادیث معنی متواتر ہیں اس کے باوجود فتاویٰ رضویہ میں تصریح ہے اس کے منکر خوارج کافر نہیں

جبکہ تکفیر اربعہ توکئی اعتبارات سے اس سے کمتر ہے پھر اس کا منکر کافر کیوں ہے؟ [ازالہ ص۶]

(۳۴) اور تکفیر قادیانی ہر اعتبار سے اُس کے ہمسر بلکہ اُس سے بڑھ کر ہے؟ کہ اِس کا منکر کافر ٹھہرتا ہے۔

یعنی قادیانی کا کافر ہونا زمانۂ رسالت عَلیٰ صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّة سے قطعی یقینی اجماعی معروف بین العوام والخواص ہے؟..... اور احادیث اس کے کافر ہونے کے بارے میں ایسی متواتر ہیں؟ کہ خوارج تو اپنے اُس جسارتِ انکار سے کافر نہ ٹھہرے مگر قادیانی کو کافر نہ ماننے والا کافر ٹھہرتا ہے۔

اگر کہیے .... حضور خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیۡهِ وَعَلَیۡهِمۡ وَسَلَّم کا سب میں پچھلے نبی ہونا .... اس بارے میں احادیث متواتر ہیں اور یہ زمانۂ اقدس سے قطعی یقینی اجماعی معروف بین العوام والخواص ہے۔

اور قادیانی اپنے دعوائے نبوت سے اس قطعی یقینی اجماعی عام خاص پر روشن

معنئ دینی ضروری کا منکر ہے اس لیے ایسا قطعی یقینی اجماعی کافر ہے کہ جواُسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔

(۳۵) اقــــول :- **تو بات نہ شخصیت پر رہی نہ لفظ پر ، بلکہ معنیٰ پر آ گئی۔**

یعنی حضور خاتمِ دورِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں

.... سب سے **آخری نبی ہونے**....... کا **انکار**

یہ کوئی کرے کسی عبارت سے کرے کسی زبان میں کرے بہرحال یہ انکار اگر **صراحۃً التزاماً** ہے تو **قطعی اجماعی کفر** ہے ، اور منکر کافر ہے ، ایسا کہ جواسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔

اور بات جب معنیٰ پر آ گئی .... یعنی یہ دیکھا جائے گا کہ وہ معنیٰ کس درجۂ ثبوت میں ہے؟....... ظنی ہے یا قطعی اجماعی ہے یا ضروریِ دینی ہے .... تو وقت و شخصیت کے لحاظ سے تقابل کر کے صاحبِ ازالہ نے جو مرعوب کن تقابل دکھایا کہ

کہاں سیدنا علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا اسلام اور فضائل کہ دورِ رسالت سے اب تک خاص و عام پر روشن ہیں

اور کہاں دیوبندیہ کی تکفیر جو چودھویں صدی ہجری میں امام اہلسنت و علمائے حرمین طیبین کی طرف سے ہوئی اس سے پہلے ہرگز نہ تھی۔

یہ ناواقف کو دھوکہ میں ڈالنے والا تقابل ضائع گیا۔

دیوبندیہ اگرچہ چودہویں صدی ہجری کی پیداوار ہیں ، اور چودھویں صدی ہجری میں ان

کی تکفیر ہوئی ،

مگر جس **معنٰی** کے صراحةً التزاماً منکر ہونے کی بناء پر ان کی تکفیر ہوئی اُس **معنٰی** کا **اسلام** ہونا تو **زمانۂ اقدسِ حضور سیدِ عالم** صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے **آج تک** قطعی یقینی اور خاص وعام پر روشن ہے تو **دیوبندیہ بیشک کافرِ** قطعی اجماعی ہیں۔

جیسے میرے آقا کا خَاتَمُ النَّبِیِّیْن بمعنیٰ آخِرُ النَّبِیِّیْن ہونا صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَسَلَّم زمانۂ اقدس سے آج تک روشن و بدیہی ہے۔ لہذا اس سے **انکار** کی بناء پر جس طرح قادیانی کافرِ قطعی اجماعی ہے اُسی طرح اس سے **انکار** اور اس کی **توہین** کی بناء پر دیوبندیہ کافرِ قطعی اجماعی ہیں۔

اب جانتے بوجھتے دیوبندیہ کی تکفیر سے انکار اُس **معنئ اسلامی ضروریِ دینی** کا انکار ہے جو زمانۂ اقدس سے آج تک متواتر ہے۔ لہذا جانتے بوجھتے تکفیرِ دیوبندیہ سے جو منکر ہو وہ کافر ہے۔

جیسے قادیانی کی تکفیر سے جو جانتے بوجھتے منکر ہو وہ کافر ہے۔

خوارج اپنے انکار سے کافر اس لیے نہیں ٹھہرے کہ وہ معنی جس کا اُنہوں نے انکار کیا .... یعنی اسلام و فضائلِ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم .... یہ اگرچہ زمانۂ اقدس سے قطعی و روشن ہے مگر **خوارج** کی طرف سے اس **معنیٰ قطعی** و **روشن** کے **انکار** کا **التزام نہ تھا**۔

☆

ایضاح

خوارج کو اپنی جسارتِ تکفیر سے کیا منظور تھا؟........ **کیا** آفتاب جیسے روشن و قطعی اجماعی فضائل واسلامِ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا انکار اُنہیں منظور اور ان کا مقصود تھا؟........

اُن خبثاء نے یہ تکفیر کی ناپاک جرأت کس بناء پر کی تھی؟.......

اس بناء پر کہ امیرالمومنین مولائے کائنات رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه نے واقعۂ **صِفِّین** میں **تحکیم** کی۔

یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کو **حکم بنایا**۔

اس **تحکیم** کو **خوارِج** خبثاء نے کہا **یہ شرک ہوا** کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ حکم نہیں مگر اللہ کے لئے

[پ ۱۲ سورۃیوسف ایت ۴۰]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما نے .... جو امیر المومنین سے اجازت لے کر اس فرقے کو فہمائش کے لیے تشریف لے گئے تھے .... برجستہ اس عذرِ خوارج پر فرمایا :

اسی قرآنِ کریم میں یہ آیت بھی تو ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اورا گر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ

اَھْلِھَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقُ اللّٰهُ بَیْنَھُمَا ؕ [پ ۵ ع ۳ ایت ۳۵] عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردے گا

زن وشوہر میں خصومت ہو ایک حَکَم اِس کی طرف سے بھیجو ایک حَکَم اُس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں مِیل کردے گا۔

اس جواب کو سن کر اُن میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے۔

[ملاحظہ ہو الملفوظ ۱/۵۶]

[نیز یہ واقعہ بالتفصیل باختلافِ تعداد فتح القدیر کتاب السیر ۹۵/۶ ۔ میں مذکور ہے]

تو ان خبثاء کا مقصود کیا تھا؟ .... **تحکیم پر انکار** ، اور وہ بھی ایک شبہ سے جو آیتِ کریمہ سے اُنہیں ہوا۔

اوراس انکار بر تحکیم سے .... یعنی تحکیم کی بناء پر امیر المومنین کی معاذاللہ تکفیر کرنے سے .... آفتاب جیسے روشن آپ کے **فضائل** و **اسلام** کا **انکار** لازم آتا ہے۔

اور عند التحقیق انکارِ لزومی پر تکفیر نہیں۔

اس لیے امام اہلسنّت نے ان کی نسبت فرمایا

هم عندنا لا یکفرون کما نص علیه فی الدر المختار والبحر الرائق وردالمحتار و غیرها من معتبرات الاسفار. [فتاوی رضویه ۳۱۱/۳]

خوارج ہمارے نزدیک کافر نہیں ، جیسا کہ در مختار بحر رائق رد المحتار وغیرہ کتبِ معتمدہ میں اس کی صراحت فرمائی۔

الحاصل خوارج کا انکار ضروریاتِ دین کا صراحةً التزاماً انکار نہ تھا اس لیے اُس انکار نے اُنہیں کافر نہیں ٹھہرایا۔

اور تکفیرِ دیوبندیہ سے انکار منکر کو کافر اس لیے ٹھہرائے گا کہ دیوبندیہ کی تکفیر اس بناء پر ہے کہ ان لوگوں نے طشت از بام ضروریاتِ دین کا **صراحةً التزاماً** انکار کیا ، اور اللہ و رسول کی شان میں **صاف صریح گستاخی** کی ، اور یہ ......ضروریاتِ دین کا انکارِ التزامی اور صاف صراحةً گستاخی ......کفرِ صریح ہے۔

تو جو دیوبندیہ کی اس حالتِ شنیعہ کو یقیناً جانتے بوجھتے انہیں کافر نہ مانے

__" خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا ، **لعدم الواسطة** تو اسلام کو کفر جانا "__

[فتاوی رضویہ نہم نصف آخر ص ۳۱۴ ، مترجم ۲۸۶/۲۱]

یعنی ......وسعت و تعظیمِ علمِ اقدس اور ختم نبوت بمعنی آخِرِیَّت اور اس کی عظمت وغیرہ ......جو کہ واقعۃً حقیقۃً اسلام ہیں ......ان کو اس نے کفر جانا تو اسلامِ حقیقی واقعی کو کفر جانا ، تو کیوں نہ کافرِ قطعی اجماعی کلامی ٹھہرے گا؟......

خلاصہ یہ کہ خوارج میں ضروریِ دینی کا انکارِ التزامی نہیں اس لیے ہمارے علمائے اسلاف کی طرف سے ان کی عدمِ تکفیر کا منشاء صحیح ہے۔

اور دیوبندیہ میں ضروریِ دینی کا انکارِ التزامی ہے اس لیے بعد اطلاعِ یقینی ان کی عدمِ تکفیر کی گنجائش نہیں۔

تو تقابل مآلاً وہ نہیں

جو صاحبِ ازالہ نے دکھایا کہ

کہاں سیدنا **علی مرتضیٰ** کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا **اسلام** اور **فضائل** کہ دورِ رسالت سے اب تک خاص وعام پر روشن ہیں اور کہاں **دیوبندیہ** کی **تکفیر** جو چودھویں صدی ہجری میں ہوئی اس سے پہلے ہرگز نہ تھی۔

بلکہ مَآلاً تقابل یہ ہے کہ

کہاں **تحکیم** کا **انکار** اور وہ بھی ایک شبہ سے۔

اور کہاں **حضور اقدس** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے **اَعْلَمُ الْخَلْق** ہونے یعنی ساری مخلوق سے علمِ اقدس کے زائد ہونے **کا انکار**،

وصفِ عظیم **خاتم النبیین** کے اس معنیٰ کا **انکار** کہ .... حضور سب میں پچھلے نبی ہیں .... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم.

نیز اس کا اور علمِ اقدس کا **استخفاف** وغیرہ۔

اب بتائیے انکارِ خوارج .... جسے علماء نے ضلالت و بدمذہبی قرار دیا .... **وہ زیادہ شنیع و قبیح ہے؟**.......

یا **انکار** و **استخفافِ دیوبندیہ** .... جسے علماء نے کفرِ صریح ٹھہرایا .... **یہ اُس سے ہزار درجے زیادہ شنیع و قبیح ہے؟**.......

اللہ پاک اپنے محبوب کی سچی عظمت و محبت اور اُن کے دشمنوں سے سچی نفرت و عداوت دے۔

حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل .

●

پھر حضرتِ مصنف نے لمعات [ص۲۶] میں فَوَاتِحُ الرَّحَمُوْت [۲۹۴/۲] سے جو دکھایا کہ

حضرتِ شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے آفتاب جیسے روشن اسلام وفضائل کا خوارج نے انکار تو کیا مگر تاویل باطل سے کیا ، اور یہ کفر نہیں۔

اس پر صاحبِ ازالہ نے لکھا

پھر تکفیر اربعہ کا تاویلِ باطل سے انکار کرنا کفر کیوں ہے

[ازالہ ص۶]

اقول :- خوارج کا انکار کفر نہیں ، مگر گمراہی تو ہے۔

(۳۶) تو صاحبِ ازالہ کو منکرینِ تکفیرِ دیوبندیہ کا گمراہ ہونا مقبول ہے؟ ....

تاویل باطل نے خوارج کو کفر سے بچایا مگر گمراہ تو ضرور ٹھہرایا۔ تو منکرینِ تکفیرِ دیوبندیہ کی طرف سے بھی اگر تاویلِ باطل ہے تو وہ منکرین کو بچائے گی تو کفر سے بچائے گی ، گمراہ کیوں نہیں ٹھہرائے گی؟......

●

کسی تاویل یا شبہ کے صحیح یا باطل ہونے کا فیصلہ کرنا غالب طور پر اجتہاد پر مبنی ہوتا ہے جس میں فیصل مخطی بھی ہوسکتا ہے اور مصیب بھی۔

[گیارہ سوالات ص۲۱]

(۳۷) اور نادر طور پر کس پر مبنی ہوتا ہے؟..... اور اس میں فیصل مخطی کیوں نہیں ہوسکتا؟ ..... یا یہ کہ اس میں بھی مخطی ہوسکتا ہے؟..... تو '' غالب طور پر '' کی قید سے کیا فائدہ؟.....

اور اگر وہ نادر طور جس میں تاویل یا شبہ کے صحیح یا باطل ہونے کا فیصلہ اجتہاد پر مبنی نہیں اگر اُس نادر طور میں فیصل مخطی نہیں ہوسکتا اور اُنہوں نے علی الاطلاق کہا ہے '' کسی تاویل یا شبہ'' تو تاویلاتِ دیوبندیہ کے باطل ہونے کا فیصلہ اُسی نادر کے باب سے ہے؟..... یا غالب کے باب سے؟.....

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ مولانا فرنگی محلی مرحوم کے نام مکتوب میں فرماتے ہیں

کفرِ وہابیہ دیوبندیہ پر علمائے حرمین شریفین
(جن کی تحقیق آپ کے یہاں کی تحقیق سے
عام مسلمین کے نزدیک ارجح واعلیٰ ہے)
اجماع فرما چکے ، اور میرے یہاں کے کتب و رسائل مثل تمہید ایمان وحسام الحرمین ووقعات السنان وادخال السنان والموت الاحمر وکشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا نے بحمدہ تعالیٰ کوئی دقیقہ اظہارِ حق کا اٹھا نہ رکھا ، مرتدین کو کچھ

بناتے نہ بنی ، خود اپنے کفروں کی تاویل میں جو حرکتِ مذبوحی کی اُنھیں کے منھ پر پڑی ، اور آج تک جواب نہ دے سکے۔

اس کے بعد بھی آفتاب کو چراغ دکھانے کی کچھ حاجت رہی؟

بفرضِ باطل اگر آپ ان کے کلام میں کوئی تاویل تراش سکیں تو اُن مرتدین کو کیا نفع؟........ اور اُن کا کفر کیونکر دفع؟........ کہ اُن کی یہ مراد ہوتی تو برسوں پٹے اُگل نہ دیتے؟........ ضرور اُن کی مراد معنیٔ کفر ہی تھے اور وہ کافر۔ در مختار میں ہے

ثم لو نیته ذلک فمسلم ، والا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه.

[الطارئ الداری ۸۳/۲ ، مکتوبات ۲۵۲/۲]

امام نے فرمایا ''**بفرضِ باطل**'' یہ صاف صریح کیا بتاتا ہے؟ ایسی تاویل یا شبہ جو مانعِ کفر ہو اُس کا عباراتِ دیوبندیہ میں احتمال و امکان ہے؟.....

(۳۸) اور اپنے بارے میں بتائیں کہ خود وہ کیا مانتے ہیں؟.......
احتمال نہیں؟........ یا ہے .... اور پھر بھی تکفیر کرتے ہیں؟.........

اس مقام سے متعلق لمعات

[۳۹ تا ۵۶ ، ۱۱۲ ، ۱۲۶ تا ۱۲۸ ، ۱۳۰ تا ۱۳۱ ، ۱۴۴ تا ۱۴۸] میں

اور کثیر کلام ہے۔

●

قطع و یقین (۱) اپنی نفسِ ماہیت کے اعتبار سے تین طرح کا ہے

۱۔ وہ قطع جس میں احتمالِ خلاف سرے سے نہ ہو

۲۔ وہ قطع جس میں احتمالِ خلاف ناشی لا عن دلیل ہو

۳۔ وہ قطع جس میں احتمالِ خلاف ناشی عن دلیل ہو مگر وہ دلیل ساقط و مضمحل ہو۔

پہلے دو قطع یقینِ کلامی ہیں۔ اور تیسرا **یقینِ فقہی** ہے۔ (۲)

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فتاوی جلد اول میں فرمایا

الاذعان یَعُمّ الظن الغالب واکبر الرأی الملتحِق فی الفقهیات بالیقین ، والیقین بالمعنی الاعم ، والمعنی الاخص ، المعتبرین فی العقائد.	اذعان تین ادراکات کو عام و شامل ہے۔ ① ظَنِّ غالب یعنی اکبرِ رائے یہ فقہیات میں یقین کا حکم رکھتا اور یقین شمار ہوتا ہے۔ ② یقین بالمعنی الاعم ③ یقین بالمعنی الاخص ، عقائد میں یہی دو یقین معتبر ہیں۔

اور عقائد ہی کا علم علمِ کلام ہے تو یہ دونوں ہی یقین جو عقائد میں معتبر ہیں یقینِ کلامی ہیں۔ (۲)

---

(۱) یقین کو قطع بھی کہتے ہیں۔ ولہذا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دونوں کو بہ عطفِ تفسیری تعبیر فرمایا کہ ــ " قطع و یقین بالمعنی الاعم " ــ [فتاوی رضویہ ۵۲۶/۳ ، مترجم ۵۸۰/۷]

(۲) اور فتاوی [۱۷۲/۱ ، مترجم ۶۶۹/۱] میں یہ تعبیر موجود بھی ہے ــ " یقینِ فقہی .... یقینِ کلامی " ــ اور جسے یقینِ کلامی فرمایا وہ اس خاص مقام پر یقین بالمعنی الاعم ہے۔

اور ان کی تعریف و مثال خودامام نے حاشیہ میں یہ افادہ فرمائی

اذا اَذْعنّا بشیء فان لم یَحْتَمِل خلافه اصلًا کوحدانیة اللّٰه تعالیٰ وحقانیةِ محمد صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم فیقین بالمعنی الاخص.

ہم کسی شئ [کسی نسبت] کا اذعان کریں اور وہ اذعان خلافِ شئ کا احتمال بالکل نہ رکھے [یعنی امکانِ ذاتی بھی نہیں] تو ایسا اذعان یقین بالمعنی الاخص ہے۔ جیسے وحدانیتِ الٰہی و حقانیتِ محمدی کا اذعان۔ جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم

وان احتمَل احتمالا ناشئا لا عن دلیل کامکان ان یکون الذی نراه زیدا جِنِّیّاً تشکَّل بشکله فبالمعنی الاعم. [حاشیه فتاوی رضویه ۱/۶ مترجم ۱/۱۸۰]

اوراگر وہ اذعان خلافِ شئ کا احتمال رکھے مگر دلیل سے پیدا احتمال نہیں تو یقین بالمعنی الاعم ہے۔ جیسے جسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ”وہ زید ہے“ وہاں یہ امکان کہ ”وہ کوئی جن ہو جس نے زید کی شکل وصورت اختیار کر لی ہو۔“ [یہ خلاف کا امکان ذاتی ہے مگر کسی دلیل سے پیدا احتمال نہیں]

نیز فرماتے ہیں

الحکم بشئ اما ان یحتمِل خلافاً احتمالاً صحیحاً ناشیاً عن دلیل غیر ساقط حتی یکون للقلب الیه رُکون،

کسی بات کے **حکم** و **اذعان** میں **یاتو** برخلاف بات کا **احتمالِ صحیح** ہوگا یعنی ایسی دلیل سے پیدا احتمال جو کہ ساقط و مضمحل نہ ہو حتی کہ دل اُس دلیل کی طرف

اولا ، الاول هــو الــظــن باصـطـلاح الفقه ، والثانی العـلـم ، ویشـمـل مـا اذا لم یـکـن ثَمّه تصورٌمّا للخلاف اصلاً ، وهـو الیقین بالمعنی الاخـص ، او کـان تـصوره بـمجرد امکانه فی حد نفسه مـن دون ان یـکون ههنا مثار لـه مـن دلیـل مّا اصلا ، وهو الـیقـیـن بـالـمعنی الاعم ، اوکـان عـن دلیـل سـاقط مـضـمـحِلّ لا یـرکـن الیـه الـقـلـب وهـو غالب الظن و اکـبر الـرأی والیقین الفقهی لالتـحاقه فیه بالیقین . [فتاوی رضویه ۱/۱۱۲، مترجم ۱/۴۹۲ ، ۴۹۳]

بھی کچھ جھکے

یا ایسا احتمالِ صحیح نہ ہوگا۔

پہلا حکم و اذعان اصطلاحِ فقہ میں **ظن** کہلاتا ہے اور دوسرا **علم**۔

اور **علم** تین معانی کو عام و شامل ہے۔

اول:۔ اُس حکم و اذعان میں برخلاف بات کا کسی طرح کا تصور سرے سے نہ ہو۔ یہ یقین بالمعنی الاخص ہے۔

ثانی :۔ برخلاف بات کا تصور صرف امکانِ ذاتی کے مرتبے میں ہو کسی طرح کی دلیل سے اُس احتمال کی کچھ بھی نمود نہ ہو۔ یہ یقین بالمعنی الاعم ہے۔

ثالث:۔ وہ دلیل ساقط و مضمحل ہو یعنی قلب کو اُس دلیل کی طرف میلان نہ ہو۔ یہ غالبِ ظن اور اکبرِ رائے اور یقینِ فقھی ہے ، کیونکہ فقہ میں یہ یقین میں شمار ہوتا ہے اور یقین کا حکم رکھتا ہے۔

بیاناتِ بالا سے واضح ہے کہ یقین بالمعنی الاخص یقین بالمعنی الاعم اور یقینِ فقھی تینوں اپنی نفسِ ماہیت میں مختلف ہیں۔

☆

قطع کی تین صورتیں

القطع علی ثلثة اَوُجُهٍ

قطُع عامّ یشترِک فیه الخواصّ و العوامّ ، وهو الحاصل فی ضروریات الدین.

وخاصّ یَختصّ بمن مارس العلم ، وهوالحاصل فی سائر الفرائض الاعتقادیةالمجمع علیها.

والثالث قطع اخص یختلف فی حصوله العلماء ، کما اختلف فی حصول الثانی العوام و العلماء.

فربما یُؤدِّی ذهن عالمٍ الی قرائن هجمت وحفت فرفعت عنده الظنی الی منصة الیقین.

ولا تَظهَر ذلک لغیره ، او

قطع ویقین کی تین صورتیں ہیں

① قطعِ عام جس میں عوام و خواص سب شریک ہوں۔ یہ ضروریاتِ دین میں ہے۔

② قطعِ خاص جو غَوّاص اہلِ علم کے ساتھ خاص ہو۔ یہ جملہ فرائضِ اعتقادیہ مُجْمَعُ عَلَیْھَا میں ہے۔

③ قطعِ اَخَصّ جو علمائے غواص میں سے کسی کو ہو اور کسی کو نہیں۔

جیسے قطعِ خاص میں ہے کہ علماء کو قطع ہے عوام کو نہیں۔

غواص اہلِ علم کے مابین حصولِ قطع میں اختلاف یوں ہوتا ہے کہ بسا اوقات کسی عالم کا ذہن ایسے قرائن تک رسا ہوتا ہے جو اچانک ظاہر ہوکر ذہن پر چھا جاتے ہیں اور ظنی مسئلہ کو اس کی نظر میں مرتبۂ یقین تک پہنچا دیتے ہیں۔

تَـظهَر فتظهَر له معارضات ترُدّها الی المرتبۃ الاولی من الظن.
واعتبـره بـمسألۃ سمِعها صحابی مـن الـنبـی صـلـی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم شِفاھاً ، وبلَغ غیرہ باخبارہ ، فھـو قـطـعی عندہ ظنی عندھم.
فـا لـمجتھد لا یثبت الافتراض الا بـمـا حصَل له القطع به ، فان کان الـعـلـمـاء کـلـھـم قاطعین بـه کان فـرضـاً اعتـقـادیـاً ، وان کان قطعاً خـاصـاًبھـذا الـمجتھد کان فرضاً عملیاً. [فتاوی رضویہ ۸/۱ ، مترجم ۱۸۷/۱ ، ۱۸۸]

دوسرے پر یہ قرائن ظاہر نہیں ہوتے ، یا ہوتے ہیں تو ان کے معارض قرائن بھی اس پر ظاہر ہوتے ہیں جو مسئلے کو اسی سابقہ مرتبۂ ظن پر لے آتے ہیں۔
اسے اس نظیر سے سمجھو کہ کوئی مسئلہ صحابی نے حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہِ راست سنا [اُنھیں تو اس مسئلے کا یقینِ کلامی ہے] لہذا اُن کے نزدیک وہ مسئلہ قطعی ہے۔ مگر دوسرے جو اُن سے سنیں گے اُن کے نزدیک ظنی ہوگا۔
تو مجتہد فرضیت اُسی دلیل سے ثابت کرے گا جو اُس کے نزدیک قطعی ہو۔ پھر یہ قطع اگر تمام علمائے مجتہدین کو ہے تو مسئلہ فرضِ اعتقادی ہوگا ، اور صرف اُس مجتہد کو ہے تو فرض عملی۔

یہ **قطع** و **یقین** کی **تین صورتیں** **نفسِ ماہیتِ قطع** کے اعتبار سے نہیں بلکہ **محلِ قطع** کے **اعتبار** سے ہیں۔
یعنی جنہیں قطع ہے اُن کے اعتبار سے۔
لہذا یہ تینوں صاحبانِ قطع اہلِ یقین کے اعتبار سے مختلف ہیں
اور یہاں قطع **کے ساتھ** جو عام اور خاص لگا ہے یہ وہ اعَمّ اور وہ اخص نہیں

ہے جو صدرِ جواب میں گذرا یعنی الیقین بالمعنی الاعم والمعنی الاخص المعتبرین فی العقائد.

اس لیے کہ یہ قطعِ خاص تو وہ ہے جس کا تحقق فرائضِ اعتقادیہ اجماعیہ میں ہے(۱) ، ضروریاتِ دین میں نہیں۔

جبکہ وہ یقینِ اَخَصّ وہ ہے جس کا تحقق .... وحدا نیتِ الٰہی جلّ وعلا ، اور حقانیتِ محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم .... جیسے سب سے اعلٰی و اعظمِ ضروریاتِ دین میں ہے۔

---

(۱) یونہی سُنَن و مُسْتَحَبَّاتِ اعتقادیہ اجماعیہ میں بھی۔ یعنی جن کی دلیل قطعی ہو یعنی وہ ایسا ارشادِ شارع ہو جو قطعی الدلالۃ اور متواتر ہو چنانچہ فتاوی رضویہ [۱/۱۱] میں ہے

النصوص الطلبية التی كان الطلب فيها طَلَبَ ترغيبٍ مجرد ولو قطعی الطرَفين ، تفيد النَّدْب.ملخصًا [مترجم ۱/۱۹۷ ، ۱۹۸]	جن نصوصِ طلبیہ میں طلبِ ترغیبِ مجرد ہو وہ اگرچہ قطعی الدلالۃ وقطعی الثبوت ہوں تاہم اُن سے استحباب ہی ثابت ہوگا۔

اور اس سے اوپر بیان ہے کہ جن نصوصِ طلبیہ میں طلبِ ترغیبِ تاکیدی ہو وہ قطعی الدلالۃ و قطعی الثبوت ہوں تو ان سے سنیت ثابت ہوگی بہرحال ایسے سُنَن و مُسْتَحَبَّات اگر ضروریاتِ دین سے ہوئے تو اُن میں قطعِ عام ہوگا۔

اور اگر حدِّ ضرورت کو نہ پہنچے تو قطعیات سے ہوں گے اور ان کے بارے میں اہلِ علم کو جو یقین ہوگا وہ قطعِ خاص ہوگا۔ اور نفسِ ماہیت کے اعتبار سے یقین بالمعنی الاعم ہوگا ، خواہ یہ صرف قطعیات سے ہوں یا حدِّ ضرورت کو پہنچ کر ضروریاتِ دین سے ہوگئے ہوں۔

جیسا کہ ان دونوں میں یہی یقین بالمعنی الاخص ہونا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حاشیہ میں بیان فرمایا جس کی عبارت ابھی اوپر گذری۔

یونہی قطعِ عام میں جو عام ہے یہ وہ عام ہے جس کا تحقق **صرف** ضروریاتِ دین میں ہے۔ ....

جبکہ وہ یقینِ اعم وہ ہے جس کا تحقق **ضروریاتِ دین** میں بھی ہے ، اور اُن **قطعیات** میں بھی ہے جو حدِّ ضرورت کو نہ پہونچے

چنانچہ .... حضور اقدس صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا .... ضروریاتِ دین سے ہے اس پر عوام وعلمائے اسلام کو جو یقین ہے وہ

اور .... قبلِ وقوف وطی سے حج فاسد ہونا .... جو اجماعِ قطعی سے ثابت ہے مگر ضروریاتِ دین سے نہیں اسے صرف علماء جانتے ہیں [جیسا کہ رد المحتار باب الوتر والنوافل ۴۹۱/۱ میں ہے] تو اس پر علماء کو جو یقین ہے وہ

یہ دونوں یقین بالمعنی الاعم ہیں

نیز تواتر میں بھی یہی یقین بالمعنی الاعم ہے

چنانچہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

__ " مجردِ امکان مُنَافِیِ قطع و یقین بالمعنی الاعم نہیں جب تک احتمال ناشی عن دلیل نہ ہو ، ورنہ تمام نصوصِ قرآن و حدیث سے ہاتھ دھو بیٹھیے[ا] " __ [فتاوی رضویہ ۵۲۶/۳ ، مترجم ۵۸۰/۷]

ا __ تو نصوصِ قطعیۂ قرآن و حدیث میں بھی یقین بالمعنی الاعم ہوا۔

نیز فرماتے ہیں

" ہم خبرِ اہلِ تواتر کو دیکھتے ہیں تو وہ .... بالبداہۃ .... بر وجہِ عادتِ دائمہ ابدیہ غیر مُتَخَلِّفَه .... علمِ قطعی یقینی جازم ثابت غیر مُحْتَمِلِ النَّقِیْض .... کو مفید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویزِ خلاف روا نہیں رکھتی ، اگرچہ بہ نظرِ نفسِ ذاتِ خبر و مُخْبِر امکانِ ذاتی باقی ہے ، کہ ان کا جمع علی الکذب قدرتِ الٰہیہ سے خارج نہیں۔ " [فتاوی رضویه ۶/ ۲۲۸ ، مترجم ۱۵/۳۵۳]

یہ .... خلاف کا احتمال و امکانِ ذاتی .... وہی ہے جسے حاشیہ میں امام نے فرمایا کـامکان ان یکون الذی نراه زیداً جنیاً تَشَکَّلَ بشکله. اور ایسے احتمال و امکان والے اذعان کو فرمایا : فبالمعنی الاعم وہ یقین بالمعنی الاعم ہے

(۳۹) صاحبِ ازالہ تو مقامِ استدلال و میدانِ تحقیق میں ہیں اور وہ بھی اس زعم کے ساتھ کہ | میرے دلائل کا جواب نہ بن سکا | [ازالہ ص ۷]

اور پھر مشی ایسی کورانہ کہ فتاوائے امام کے مقامِ ثانی [۸/۱] سے قطع کی تین قسمیں عام خاص اخص گنا کر ، انہی میں سے عام اور خاص ان دو کو مقامِ اول [۶/۱] کے اعم اور اخص پر چسپاں کردیا ، اور مقامِ اول کے حوالے سے لکھ دیا

اقول:۔ عقائد میں یقین قطعی عام اور قطعی خاص دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے (فتاوی رضویہ ۱/ ۱۸۰)

[ازالہ ص ۱۴]

اور کچھ نہ جانا کہ وہ یقینِ اعم و اخص **اہلِ یقین** کے اعتبار سے **مختلف نہیں** ،

بلکہ اپنی **نفسِ ماہیت** میں مختلف ہیں۔

اور یہ عام و خاص و اخص **اہلِ یقین** کے اعتبار سے **مختلف** ہیں۔ رہا نفسِ ماہیت میں تو **یکساں** ہو سکتے ہیں۔

اورنہ یہی کچھ جانا کہ وہ یقینِ اخص ...... اعلیٰ و اعظمِ ضروریاتِ دین ...... میں موجود ہے ، جبکہ یہ قطعِ خاص ضروریاتِ دین میں نہیں ہوتا۔ وغیر ذلک مما سبق.

مگر یہ تو جب جانیں کہ زعم اُنہیں اس کی مہلت دے کہ وہ دائیں بائیں آگے پیچھے کیا خندق کیسی کھائی ہے اسے دیکھ سکیں۔

ٹ **جیسے** ...... حضور اقدس صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ...... ضروریاتِ دین سے ہے اس پر عوام وعلمائے اسلام کو جو یقین ہے وہ

اور ...... قبلِ وقوف وطی سے حج فاسد ہونا ...... جو قطعیات سے ہے کہ اجماعِ قطعی سے ثابت ہے مگر ضروریاتِ دین سے نہیں اسے صرف علماء جانتے ہیں [جیسا کہ رد المحتار باب الوتر والنوافل ۱/۴۹۱ میں ہے] تو اس پر علماء کو جو یقین ہے وہ

اور ...... ربعِ رأس کا مسح ...... نہ ضروریاتِ دین سے ہے نہ اجماعی ، بلکہ عند الحنفیہ فرض عملی ہے تو اس کی طلبِ جزمی پر امام اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو جو یقین ہے وہ

یہ تینوں یقین بالمعنی الاعم ہیں کہ نفس ماہیت میں یکساں ہیں۔ البتہ اہلِ یقین کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

☆

خیر ایضاحِ بالا سے ہویدا ہے کہ **ضـروریـاتِ دین** جو .... **بـدیھی عـنـد المسلمین** .... [فتـاوی رضویہ ۸۹/۶ ، مترجم ۴۰۰/۱۴] ہیں خواص اہلِ علم اور عوام سب پر روشن ہیں .... ان میں **سب** کو جو **قطع** و **یقین** ہے وہ

اور **قطعیاتِ نازلہ** از درجۂ ضرورت جن میں **خواص** کو قطع و یقین ہے

یہ **ضَرُوُرِیَّات** و **قَطْعِیَّات** کے **قطع** و **یقین** کا

اپنی **نفسِ ماھیت** کے اعتبار سے **مختلف** ہونا **لازم نہیں** ،

لہذا نفسِ ماہیت کے لحاظ سے یہ قطع کی دو **صورتیں نہیں**۔

بلکہ محلِّ قطع یعنی اہلِ قطع کے لحاظ و اعتبار سے یہ دو ہیں۔

نفسِ ماہیت میں تو ایک بھی ہو سکتے ہیں۔ [ملاحظہ ہو حاشیہ صفحۂ گذشتہ]

تو تکفیرِ قادیانیہ و دیوبندیہ اگر صرف قطعی ہو تو بھی اس تکفیر میں جو قطع و یقین ہوگا وہ وہی ہوگا جو عام ضروریاتِ دین میں ہوتا ہے۔

☆

اب صاحبِ ازالہ کے اس شکویٰ پر آیئے کہ

یہ تکفیر بعد موت بھی ضرورتِ دینی ہے تو لعنت کرنا منع کیوں ہے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

[ازالہ ص ۶]

(۴۰) **اقول**:۔ یہ تکفیر اس عالم سے متعلق ہے اور لعنت عالمِ آخرت سے۔

کیونکہ لعنت کا معنیٰ جو کافروں کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ ...... اللہ کی رحمت اور جنت سے دھتکارے جانے کی بددعا کرنا........ جیسا کہ احسن الوعاء فصل ہفتم میں ہے۔ ولہذا لعنت کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ

"جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی [ہے] جیسے ابوجہل ابولہب شیطان ہامان اُس پر لعنت جائز" [احسن الوعاء ص۵۹]

جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اُس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے۔" [ایضاً ص۵۸]

یہ نص ہے کہ لعنت جائز ہونے کے لیے موت علی الکفر پر جزم و یقین درکار ہے۔

اور یہ جزم و یقین جس طرح ضَرورتِ دینی سے ہوتا ہے ، قَطْعِیَّتِ نصوصِ شرع سے بھی ہوتا ہے۔

توجہاں ضَرورتِ دینی یا قطعیتِ نص سے موت علی الکفر کا ثبوت نہ ہو وہاں موت علی الکفر پر جزم و یقین نہ ہوگا۔ بہارشریعت میں ہے

کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذاللہ کفر پر ہوا ، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو۔ [بہارشریعت ۱/۵۵]

ولہذا ایسے پر لعنت کرنا جائز نہ ہوگا۔

مگر اس ممانعت سے وہ تکفیر جو اس عالَم سے متعلق ہے اور جس کا ہمیں حکم ہے اُس کی قطعیت زائل نہیں ہوجائے گی اور وہ گنجائشِ خلاف کی حامل نہیں ہوجائے گی

کیونکہ اس تکفیر کا معنی یہ ہے کہ

جب اُس نے کفر کیا تو **فرض** ہے کہ ہم اسے **کافر ہی جانیں**

.... اور خاتمہ کا حال **علمِ الٰہی** جَلَّ وَعَلَا پر چھوڑ دیں۔

ہم کو اللّٰہ و رسول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا

حکم یہی ہے کہ اسے **کافر ہی جانیں** ، اس کی **زندگی میں** اور

موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے

لیے ہیں۔ [بہارِ شریعت ۱/۵۵]

تو **یہ تکفیر** اس پر موقوف نہیں کہ اُس شخص کا کفر اُس کے نام کی تعیین کے ساتھ

ضَرورتِ دینی یا قطعیتِ نص سے ثابت ہو۔

بلکہ **بداہتِ** سماع و **مشاہدہ** و تواتر سے ثبوت کافی ہے۔

اور جزم و یقین کے لیے یہ ذرائع عند الشرع مقبول ہیں جیسا کہ ہم [ص۴۴ ،

۴۵ میں] بیان کر آئے۔

توجب **بداہتِ سماع** یا **بداہتِ مشاہدہ** یا **بداہتِ تواتر** سے کسی کا کفر ثابت ہوگا تو

اُس کے کافر ہونے پر **جزم** و **یقین** ہوگا ، اور اُس کی **تکفیر** .... صاحبِ ازالہ کے ضابطہ

و تفریع بر ضابطہ کے برخلاف .... **قطعی** ہوگی۔

اور ان ذرائع سے موت علی الکفر کا جزم و یقین نہیں ہوتا اس لیے مسئلہ یہ ہے کہ

ـــ" جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں اُس پر بھی نام لے کر

لعنت نہ کرے۔ "ـــ [احسن الوعاء ص۵۸]

مگر ...... فلاں نے کفر کیا ...... اس پر جزم و یقین ان ذرائعِ مقبول عند الشرع سے ہوتا ہے۔ تو موت علی الکفر پر جزم و یقین نہ ہونے کے باوجود اُس کی **تکفیر قطعی** رہے گی ، **ظنی و محلِّ خلاف نہ ہوجائے گی۔**

چنانچہ بہارشریعت [۱/۵۵] میں ہے

> اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذاللّٰہ کفر پر ہوا ، تاوقتیکہ اُس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو۔
>
> **مگر** اس [موت علی الکفر پر یقین نہ ہونے] سے **یہ نہ ہوگا** کہ جس **شخص** نے **قطعًا** کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے ، [کیوں] کہ قطعی **کافر** کے کفر میں **شک** بھی آدمی کو کافر بنادیتا ہے۔
>
> خاتمہ پر بناء روزِ قیامت ہے اور ظاہر پر مدارِ حکمِ شرع ہے۔ مختصراً

☆

صاحبِ ازالہ یہاں اگرچہ ضرورتِ دینی کی نفی پر اقتصار کررہے ہیں مگر اُن کے ضابطہ وتفریع برضابطہ پر یہ تکفیر قطعی بھی نہیں جیسا کہ ماسبق میں ان کی عباراتِ ازالہ [ص۱۴ ، ۱۵] اور عباراتِ گیارہ سوالات [ص۴ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۱۷ ، ۳۰] سے ہم نے دکھایا۔ ملاحظہ ہوں ہمارے گذشتہ صفحات [۱۷ ، ۲۱ ، ۲۳ ، ۳۵ ، ۵۰ ، ۶۰] اور وہیں ان پر کلام بھی۔ خصوصاً ان صفحات میں ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۸ ، ۲۲ تا ۳۷ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۴۸ تا ۵۲ ، ۵۷ ، ۶۱ تا ۶۶ وغیرہ۔

☆

ثم اقول:۔ لعنت کا جواز اگر موقوف ہے تو قطع و یقین پر موقوف ہے ، ضَرورتِ دینی پر نہیں۔ ولہذا احسن الوعاء میں بیانِ مسئلہ لفظِ **یقین** ہی سے ہے کہ

__"جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی اُس پر لعنت جائز"__ [ص ۵۹]

اور یقین صرف ضروریاتِ دین ہی میں نہیں بلکہ قطعیات میں بھی ہے۔ یعنی قطعِ عام قطعِ خاص دونوں میں یقین ہی ہے ، مجرد ظن یا ظنِ غالب ملحق بہ یقین نہیں۔ جیسا کہ عنوانِ گذشتہ [ص ۱۳۸ تا ۱۴۷] میں ہم واضح کر آئے۔

اور ارشادِ امام جو تحریرِ سابق میں صاحبِ ازالہ نے نقل کیا کہ

__"لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اُس کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو"__ [فتاوی رضویہ مترجم ۲۲۲/۲۱]

نیز عبارتِ مرقاۃ [۳۶۱/۲] کہ

__"مردوں پر اگرچہ وہ کفار ہوں لعنت نہ کرو مگر جبکہ اُن کا کفر پر مرنا قطعی ہو۔"__

ان کا عموم بھی عمومِ یقین کو مقتضی۔ کہ قرآن و حدیث سے جو کچھ ثابت ہو سب کا ضروریاتِ دین سے ہونا ضروری نہیں ، ایسا قطعی بھی ہو سکتا ہے جسے اہلِ علم جانیں عوام نہیں۔

تو **لعنت ممنوع** ہونے سے اگر ثابت ہو کہ یہ تکفیر ضروریِ دینی نہیں ، بلکہ یہ بھی ثابت ہو کہ ایسی قطعی نہیں جو بتعیینِ نام قرآن و حدیث سے ثابت ہو ،

تاہم اس تکفیر کی وہ قطعیت جو بداہتِ مشاہدہ و تواتر وغیرہ سے حاصل ہوئی ہے زائل نہیں ہو جائے گی۔

(۴۱) ورنہ صاحبِ ازالہ بتائیں **قادیانی** کو وہ آج بعد موت کافر مانتے ہیں؟.....

یا اب اس کے بارے میں توقف کرتے ہیں؟.....

اگر توقف کرتے ہیں تو کیسے؟..... ابھی بہارِ شریعت [۱/۵۵] سے گذرا کہ

.....جب اس نے کفر کیا تو **فرض** ہے **حکمِ الٰہی** یہی ہے کہ ہم اُسے **کافر ہی جانیں** اس کی موت و حیات میں کافر کا برتاؤ کریں

موت علی الکفر اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْہُ کا جزم و یقین اگرچہ نہیں تاہم جس شخص نے **قطعاً** کفر کیا اُس کے کفر میں **شک روا نہیں**

کیونکہ **قطعی کافر** کے کفر میں **شک** بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے ....

اور اگر کافر مانتے ہیں اور وہ بھی ایسا کہ

اجماعی تکفیر ...... جیسا کہ کسی مدعی نبوت اور اس کے اتباع کے بارے میں علمائے اہلسنت میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ [ازالہ ص ۹]

تکفیر قادیانی کے بارے میں اہلسنّت و دیگر سب متفق ہیں عرب و عجم میں کسی کا اختلاف کبھی سننے میں نہیں آیا۔ [ازالہ ص ۳]

تو بتعیینِ نام نص کا نہ ہونا تکفیر کے ظنّی و حاملِ گنجائشِ خلافِ علمی ہونے کو مستلزم نہیں رہا ، اور ممانعتِ لعنت سے اس تکفیر کا قطعی ہونا جاتا نہ رہا۔

●

حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ عَلَیہِ الرَّحمَۃُ وَالرِّضوَان کے بارے میں صاحبِ ازالہ نے اوروں سے روایت نقل کی کہ

وہ عبارت تھانوی میں صحیح تاویل موجود ہونے کے قائل تھے [ازالہ ص۸]

(۴۲) اُن کی طرف اس اعتقاد کی نسبت صریح کذب ہے کسی مسلمان کے بارے میں ایسی روایت مقبول نہیں ہوسکتی چہ جائیکہ حضرت مفتی صاحب عَلَیہِ الرَّحمَۃُ ۔ کیونکہ اس میں بدگمانی ہے اور نہایت بری بدگمانی۔

پھر حضرت مفتی صاحب عَلَیہِ الرَّحمَۃُ وَالرِّضوَان کا یہ اعتقاد بتانا تو چڑھتے سورج کا انکار کرنا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ تو وہ ہیں کہ تھانوی صاحب درکنار بلکہ سارے دیوبندیہ درکنار جس نے تھانوی صاحب اور دیوبندیہ کی تکفیر سے حامیانہ گریز کیا اور انہیں مسلمان جانا مانا ایسوں تک کی اُنھوں نے تکفیر کی جو اُن کے **حینِ حیات** شائع ہوئی۔ چنانچہ اُن کی خدمت میں کسی نے یہ **استفتاء** بھیجا کہ

اشتہار ''حکم شرعی بر ہفوات ادیبی'' میں جناب مولٰینا کوثر حسن صاحب قبلہ نے مولوی **ظفر ادیبی** پر **حکمِ کفر** صادر کیا ہے ، اور براؤں شریف کے علمائے کرام و ناگپور کے علمائے کرام اور ضلع گونڈہ کے کئی مشہور علمائے کرام کے تصدیقی دستخط بھی اس پر ہیں۔ اب ہم لوگ آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں ، کیا واقعی مولوی **ظفر ادیبی** حسام الحرمین شریف کی تصدیق نہیں کرتے؟ **کیا واقعی وہ کافر مرتد ہیں؟** سائل منیر احمد مصباحی نوری

رضوی ضلع بہرائچ شریف یوپی ۲۲/ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

جواب میں آپ نے فرمایا

یہ بات بہ ثبوتِ شرعی ثابت ہوچکی ہے کہ ظفرادیبی وہابیوں دیوبندیوں کی تکفیرنہیں کرتے ، اُن کو سچّا پکّا صحیح مسلمان جانتے ہیں اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کوصحیح سمجھتے ہیں ، اور پڑھتے ہیں ، علانیہ اُن کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں ، مبارکپور کا سب سے بڑا دیوبندی مفتی جب مرا ، جس کے جنازہ میں کافی بھیڑتھی ، دھکّے کھاتے ہوئے اس میں شریک ہوئے ، یہاں کا ایک بہت بڑا غیر مقلد مولوی مرا اُس کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے اورنماز جنازہ پڑھی۔

ایسی صورت میں **مَیں** سوال میں **مذکورعلمائے اہلسنّت** کی **تصدیق** کرتا ہوں واللّٰہ تعالیٰ اعلم

استکتبہ محمد شریف الحق امجدی

۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

بقلم محمود اختر المصباحی

مختصراً [درسِ اسلاف ص ۶۴ ، ۶۵]

یہی نہیں بلکہ **امان اللہ** صاحب **پھلواروی** کے مسلکِ عدمِ تکفیر کے خلاف بھی حضرت مفتی صاحب شکر اللّٰہُ تعالیٰ مساعیہ الجمیلۃ وجزاہ احسن الجزاء نے جہاد کیا۔ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں

اس کا **قطعی یقین** ہے کہ وہ [امان اللہ پھلواروی] **تکفیر نہیں کرتے تھے۔**

[مکتوب ۵ رشوال ۱۴۱۵ھ]........ **امان اللہ پھلواروی** کی **تحریر** بریلی شریف میں میں نے حاصل کی تھی جس کے ذریعہ میں نے پھلواری کے سیکڑوں مریدین کی **بیعت توڑوائی** اور مشائخِ اہلسنّت سے مرید کرایا۔

[مکتوب ۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۱۶ھ]........ اس تحریر کے علاوہ **خبرِ متواتر** سے بھی ثابت ہے کہ ــــ امان اللہ دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو کافر نہیں کہتے تھے بلکہ مسلمان جانتے تھے۔ [درسِ اسلاف ص ۵۸]

حضرت مفتی صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی حینِ حیات اعلانیہ اور شائع ان تصریحات کے سامنے اس روایتِ تاویل کا کچھ تسمہ بھی لگا رہ جاتا ہے؟.......

(۴۳) **اور** حضرت مفتی صاحب سے **اعتقاداً** تو **ہرگز نہیں** مگر اس طور پر کچھ کہنا **اگر** ثابت ہو جسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے فرمایا کہ

ہنگامِ ذکرِ دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمناً لکھ جاتے ہیں اُس پر نہ اعتماد ہے **نہ خود اُن کا اعتقاد** ہے .... یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث ومباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں **جو گمراہوں کے لیے باعثِ ضلال و دستاویزِ اِضلال** ہو جاتی ہیں .... بحث ومباحثہ میں کچھ کا کچھ حتی کہ کفرِ صریح تک لکھتے ہیں۔

مولوی [سیالکوٹی صاحب] نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسا ناپاک خیال نقل کیا اور خود اسے مسلّم ومقرر رکھا کہ باری عَزَّ وَجَلَّ کا علم متناہی

ہے اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا الیہ راجعون. یہ صریح مناقضِ ایمان ہے۔

مختصرًا [فتاویٰ رضویہ ۱۱/۱۲۴]

تو ایسی صورت میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کو تکفیرِ دیوبندیہ سے اختلاف رکھنے والا شمار کرنا کس انصاف و دیانت کا تقاضا ہے؟........ اور ایسے میں وہ خوف وخشیت جسے صفحاتِ قرطاس پر صاحبِ ازالہ نے قلمبند کیا ہے **کیا** اُنہیں ان کلماتِ امام پر نظرِ عبرت کے لیے آمادہ کرے گا؟....... کہ

یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث ومباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں جو گمراہوں کے لیے باعثِ ضلال و دستاویزِ اِضلال ہوجاتی ہیں۔

مختصرًا [فتاویٰ رضویہ ۱۱/۱۲۴، مترجم ۱۵/۵۱۵]

کلام دربارۂ رسالہ ''ابطالِ اغلاط قاسمیہ''

اس کے صفحہ اول پر ہے

ـــ'' سببِ طبع رسالۂ متبرکہ المسماۃ باسم تاریخی ''اِبطالِ اَغلاطِ قاسمیہ'' ۱۳ھ وتشہیر فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد وصلاۃ کے واضح ہو کہ مدت دراز ہوئی جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی کے درمیان بمقام دہلی تنازع واقع ہوا تھا مولوی فضل حق صاحب کذبِ حق سبحانہ کو ممتنع کہتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن ٹھہراتے تھے اور نیز مولوی فضل حق صاحب مثلِ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتنع ٹھہراتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن بتلاتے تھے۔ لیکن عدمِ وجودِ مثل مذکور کے تمام عالم میں قائل تھے۔ ایک مدت کے بعد مولوی امیر حسن صاحب سہسوانی نے فرمایا کہ

امکان میں بحث کرنا بےکار ہے کہ چند مثل جناب خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے دیگر زمینوں میں موجود ہیں پس آیت خاتم النبیین مقیّد بقیدِ دریں زمین ہے۔ فقط

اب چند روز سے مشہور ہوا تھا کہ مولوی قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں کہ

خاتم النبیین کے معنیٰ آخر الانبیاء کے نہیں بلکہ اصل النبیین کے ہیں پس اگر سیکڑوں ہزاروں انبیاء مانند آپ کے اس زمین میں بھی قیامت تک پیدا ہوں تو مخالف آیت خاتم النبیین کے نہیں ہے کہ اصل سب انبیاء کے آپ رہیں گے

بلکہ اس میں زیادہ فضیلت آپ کی ہے اور آخرالانبیاء کے معنی خاتم النبیین سے نکالنا موجب تنقیصِ فیض جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے فقط

جب یہ عقیدہ مولوی قاسم صاحب کا تحریراً و تقریراً مشہور ہوا بمقام دہلی مولوی قاسم صاحب سے اور مولوی محمد شاہ صاحب پنجابی سے مناظرہ ہوا لیکن باوجود طولِ بحث کے آخر کو اَتباع مولوی قاسم صاحب کے فرمانے لگے کہ مولوی قاسم غالب رہے اور اَتباع مولوی محمد شاہ صاحب کے فرمانے لگے کہ مولوی محمد شاہ صاحب غالب رہے اس سبب سے ناواقفوں کو اور بھی زیادہ خلجان واقع ہوا۔

لہذا بندۂ گنہگار عبد الغفار نے ایک استفتاء دونوں صاحبوں کے اقوال سے بنایا اور مولوی قاسم صاحب کے اقوال کو قال عمرو سے تعبیر کیا اور مولوی محمد شاہ صاحب کے اقوال کو قال زید سے تعبیر کیا۔ اکابر علماء دہلی و رامپور اور لکھنؤ اور بمبئی وغیرہ بلاد نے اقوالِ عمرو کو یعنی مولوی قاسم صاحب کے اقوال کو باطل اور قبیح فرمایا اور اقوال زید یعنی مولوی محمد شاہ صاحب کے اقوال کو حق و صحیح ٹھہرایا۔ لہذا واسطے رفعِ خلجان عوام کے وہ فتویٰ مشہور کردیا گیا۔ "__

اس رسالہ میں علامہ محمد فصیح الدین بدایونی کے فتویٰ میں ہے

__" اقوال تحذیر الناس کے باوجودیکہ پُر از اختلال ہیں با ینہمہ مستلزمِ انواعِ کفر و ضلال ہیں "__

علامہ عبدالمجید بن ابراھیم کے فتویٰ میں ہے

__" ان قول زید صحیح یوافق باعتقاد اهل السنة والجماعة ،

وقول عمرو باطل لایوافق به بل یُؤدِّی الی الکفر ''۔

اور حضرت تاج الفحول علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے فتویٰ میں ہے
۔'' اقوال زید کے متعلق تفسیرِ خاتم النبیین کے حق و صحیح ہیں۔ اور خیالات عمرو کے باطل و قبیح ہیں۔

احادیثِ متواترہ اور اقوالِ صحابہ و تابعین و کافۂ مفسرین و محدثین و فقہاء و متکلمین سے ثابت ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ، نہ آپ کے زمانے میں سوا آپ کے کوئی نبی مبعوث ہوا نہ آپ کے بعد مبعوث ہو قیامت تک۔

اور قائل ہونا وقوع کسی نبی کی نبوت کا آپ کے زمانہ میں یا بعد آپ کے زمانے کے ، بلکہ قائل ہونا **جواز** و **امکانِ** نبوتِ کسی شخص کا قطعِ نظر وقوع و وجود سے ازمنۂ ثلاثہ میں **مستلزمِ کفر** ہے۔

امام توریشی نے بعد تحقیق معنیٔ ختمِ نبوت کتاب معتمد میں فرمایا ہے

وآنکس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآنکس نیز کہ گوید امکان دارد کہ باشد کافر است۔ اینست شرطِ درستیِ ایمان بخاتمِ انبیاء **محمد** مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم. الیٰ آخرہ

اور تمہید وغیرہ کتبِ عقائد سے بھی ایسا ہی ثابت ہے۔ اور کتبِ مشہورہ فتاویٰ فقہائے حنفی و شافعی میں بھی تصریح ہے کہ قول **بجوازِ** نبوت کسی شخص کی بعد جناب خاتم النبیین صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم کے کفر ہے ''۔ [ابطال اغلاط قاسمیہ ص ۴۰]

☆

صاحبِ ازالہ اس رسالے کے فتاویٰ کے متعلق لکھتے ہیں

۲۱ علمائے اہلسنت نے اپنے فتویٰ میں قاسم نانوتوی کے اقوال کو قبیح و باطل تو قرار دیا لیکن کسی نے تکفیر نہیں فرمائی۔ ہاں البتہ بعض نے زیادہ سے زیادہ لزومِ کفر کا قول کیا [ازالہ ص ١٦]

ہم نے اوپر تین فتاویٰ کی عبارات نقل کی ہیں۔ دو میں **مُسْتَلْزِمِ کفر** اور ایک میں **یُؤَدِّیْ اِلَی الْکُفْر** کے الفاظ ہیں۔ صاحبِ ازالہ یہ تاثر دے رہے ہیں کہ یہ سب لزومِ کفر ہیں جن سے نانوتوی صاحب کی تکفیرِ کلامی نہیں ہوتی۔

جس طرح امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دہلوی پر حکم میں لزومِ کفر فرمایا جس سے دہلوی کی تکفیرِ فقہی ہوتی ہے تکفیرِ کلامی نہیں۔

(٤٤) **اقــول**:۔ یہ اٹکل کا تیر ہے۔ وہ لزوم جس سے تکفیرِ کلامی نہیں ہوتی وہ اس بات میں ہوتا ہے جو عینِ کفر نہ ہو۔

امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

__" لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی [وہ] عینِ کفر نہیں ، مگر منجر بہ کفر ہوتی ہے ،یعنی مآلِ سخن و لازمِ حکم کو **ترتیبِ مقدمات** و **تتمیم تقریبات** کرتے لے چلیے تو **انجام کار** اس سے کسی ضروریِ دینی کا **انکار لازم** آئے "__

[فتاویٰ رضویہ ٦/٢٦٦ ، مترجم ١٥/٤٣١]

حضرت علامہ قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمۃ و الرضوان

صَمْصَامِ سُنِّیَت بگلوئے نجدیت میں مخالفِ سل السیوف سے فرماتے ہیں

۱۶ ” ملازمانِ سامی نے ۱۳ لزوم لزوم کا نام سن لیا اور اُس کے معنی اصلاً نہ سمجھے۔
محققین کہ لازمِ مذہب کو مذہب قرار نہیں دیتے ، **لزومِ کفر** سے تکفیر نہیں فرماتے وہاں لازم سے یہ **مراد** کہ **وہ امر اس کلام سے صراحۃً ثابت و مُفادِ جلی نہ ہو۔** (۱)

بلکہ **بعد ترتیبِ مقدمات** بالمآل اُس [امر] کی طرف [وہ کلام] مُؤدِّی ہو جائے۔

و مُحتَمَل یا بنظرِ ظاہرِ اسلام مَظنُون کہ قائل اپنے قدم قدم پر متنبہ نہ ہوا ، یا خفائے لزوم کے باعث اُس [امر] کا [اپنے کلام سے] لزوم ہی نہ مانا۔ اور احتمالِ صحیح مانعِ تکفیر [ہے]۔

---

(۱) قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے جب اپنے مطبع سے سل السیوف شائع فرما کر حامیانِ ندوہ کو بھیجی توحید رآباد سے کسی شخص نے سَلُّ السُّیُوفِ الْھِندِیَّۃ علیٰ کُفرِیَاتِ بَابَا النَّجدِیَّۃ تصنیفِ امام اہلسنّت پر دوورقی اعتراضات بھیجے جس کے جواب میں آپ نے صمصامِ سنیت بگلوئے نجدیت تحریر فرما کر شائع کی۔ مخالف کے اعتراضوں میں سے ایک یہ تھا ” آپ لکھتے ہیں .... صراحۃً لازم کہ اُسے بالفعل علمِ غیب نہیں .... اور اس لزوم سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں “ اس پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ جواب دیا جو مذکور ہے۔

نہ یہ [مراد] کہ جوامر کلام سے صاف و صریح طور پر ثابت ہو جس میں نہ اصلاً خفاء نہ انکار کی گنجائش وہ بھی مذہبِ قائل نہ قرار پائے۔

یہ جہلِ واضح و ضلالِ فاضح ہے۔

شفاءشریف و نسیم الریاض کی عبارتوں سے گزرا

من قال من اھل السنۃ بالمآل لِمایؤ دّیہ الیہ قولہ کفّرہ فکانھم صرّحوا عند المکفِر بما ادّیٰ الیہ قولھم. (۱) [شفاء ۲/۲۹۴ ، نسیم ۴/۵۲۸]

لفظ **بالمآل** دیکھیے کہ فی الحال مفاد مراد نہیں۔ **کانھم صرحوا** دیکھیے کہ حقیقی صریح میں نزاع نہیں۔

یہیں کتابینِ مذکورین میں ہے **من لم یَرَ اخذ ھم بمآل قولھم لم یر اکفارھم وقال لانھم اذا وقفوا علی ھذا قالوا لا نقول لیس بعالم ، ونحن وانتم ننتفی من القول الذی اَلْزَمْتُمُوہ لنا ، بل نقول قولنا لا یؤُل الیہ علی ما اصّلناہ.** (۲)

---

(۱) جنھوں نے مآلِ مقال و لازمِ سخن کی طرف نظر کی حکم کفر دیا گویا اُن کے نزدیک قائل نے اپنے لازمِ سخن کی تصریح کردی۔

(۲) جو مآلِ مقال و لازمِ سخن کو قائل کا مذہب نہیں ٹھہراتے وہ حکمِ کفر نہیں دیتے اوراُس کی وجہ بتاتے ہیں کہ قائلین جب اس مآل و لازم پر آگاہ ہوئے تو بولے یہ ہمارا عقیدہ نہیں کہ ''وہ عالم نہیں''۔ یہ جو آپ نے ہم پر لازم بتایا ہم اور آپ دونوں اسے باطل مانتے ہیں۔ ہم تو فقط یہ کہتے ہیں کہ ہمارا جو ماننا ہے اُس سے ہمارے اصول کے مطابق یہ لازم نہیں آتا۔

یہاں مآل دیکھیے یؤل دیکھیے اذاوقفوادیکھیے کہ ابتداءً قائل کے عدمِ تنبہ کا اشعار۔ لا نقول دیکھیے نتنفی دیکھیے بل نقول لا یؤل دیکھیے کہ ہنوز اُسے گنجائشِ انکار ....

معاذ اللہ **اگر صریح و بَیّن لزوم** بھی **مانعِ تکفیر** ہو تو کوئی شخص زیدکو خداکہے نہ بایں معنیٰ کہ یہ اللہ کےسوا دوسرا خداہے بلکہ یوں کہ جسے اللہ کہتے ہیں وہ یہی ہے یہی خداہے اس کےسوا کوئی خدانہیں۔

اب استفتاءہے یہ شخص کافرہوا یا نہیں؟.........

اگرکہیے **نہ** تو تمام جہان کے علماء نہ صرف علماء بلکہ ہرمسلمان سے اپناحکم پوچھ لیجیے

اوراگرکہیے **ہاں** توکونسی نص میں آیاہے؟........ کہ زید خدا نہیں۔ اور اس **منطوقِ صریح** کے~~ـــ~~ علاوہ اورجس طریقے سے کفرنکالیے گا وہ [اس شخص کے] لازمِ کلام پر کلام ہوگا جو [آپ کےطورپر] لزوم ہے نہ التزام ''ــــ مختصراً

[صمصامِ سنیت ص ۸۴ ، ۸۵]

ـــ **مثلاً** اُس شخص نے معاذ اللّٰہ زیدکو خدا کہا ، اور خدائی کو قِدَم لازم ، کہ حادث خدانہیں ہوسکتا۔ حالانکہ زید انسان ہے اورانسان کو قدیم ماننا نصِ قرآنی کا انکارہے اور وہ کفر ، لہذا زیدکو خداکہنا کفر۔ وہ نص یہ ہے

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا [پ ۲۹ ع ۱۹ ایت ۱] بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گذرا کہ کہیں اُس کا نام بھی نہ تھا ←

اس سے **واضح** ہے کہ جو لزوم **صریح** و **بین** و **بدیہی** ہو وہ **التزام** ہی ہے ، وہ مانعِ تکفیر ہرگز نہیں۔

← تو زید کو خدا کہنے سے اُسے قدیم ماننا لازم ، اور قدیم ماننا انکارِ ضروریِ دینی ہے ، لہذا زید کو خدا ماننا کفر ہوا۔

یا جیسے خدا کی شان ہے اَللّٰـہُ الصَّمَدُ: اللہ بے نیاز ہے۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ : نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا۔ اور یہ شانِ خدائی ضروریاتِ دین سے ہے۔

اور زید مولود ہے ہزار محتاجگیوں سے محتاج ہے تو زید کو خدا کہنے سے خدا کو مولود و محتاج ماننا لازم ، اور یہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے ، لہذا زید کو خدا کہنا کفر ہے اور وہ شخص جس نے یہ کہا کافر ہے۔

تو یہ سب اُس شخص کے کلام سے جو لازم آرہا ہے اُس لازم سے اُس شخص کا کفر ثابت کرنا ہوا۔ مگر یہ **لزوم** چونکہ **بیّن** ہے جو مرتبۂ **التزام** ہی میں ہوتا ہے لہذا اس سے اُس شخص کی تکفیر کلامی التزامی ہوگی ، نہ کہ لزومی۔

مخالفِ سَلُّ السُّیُوف نے ایسے لزوم کو بھی التزام کا مقابل سمجھا ، اور التزام بس اس کو سمجھا کہ وہ معنی اُس کلام کا منطوقِ صریح ہو یعنی خود الفاظِ کلام کا معنیٰ موضوع لہ اصلی ہو جسے الفاظِ کلام ادا کررہے ہوں۔

انتباہ:۔ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے دہلوی کے ایک قول کے لازم پر سَلُّ السُّیُوف [ص۵] میں ''صراحۃً لازم'' فرمایا۔ یہ لزومِ بیّن ہے۔ پھر دہلوی کی تکفیر کیوں نہیں؟...... اس کا ایضاح تحقیقِ جمیل اور اس کے حاشیہ میں ص۵۲ سے ملاحظہ ہو۔

☆

اب حضرت **تاج الفحول** قُدِّسَ سِرُّہٗ کے فتویٰ پر آیئے۔ اُنہوں نے جو "**مُستَلزِم**" فرمایاہے وہ لزومِ بَیِّن ہے یا لزومِ غیر بَیِّن؟.........

اُن کاارشاد کہ

__" قائل ہونا وقوع کسی نبی کی نبوت کا آپ کےزمانے میں یا بعدآپ کے زمانے کے بلکہ قائل ہونا جواز و امکانِ نبوتِ کسی شخص کا ازمنۂ ثلاثہ میں مستلزمِ کفرہے "__ [ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ ص ۴۰]

یعنی **زمانۂ** اقدس حضورسیدِعالم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یا بعد **زمانۂ** اقدس .... **وقوعِ نبوت** یعنی کسی کا نبی ہونا ماننا یا **امکانِ وقوع** یعنی کسی کا نبی ہوسکنا ماننا .... یہ مستلزمِ کفر ہے۔

اس میں اُنہوں نے **کسے مستلزمِ کفر** فرمایاہے؟.........

حضوراقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عالم میں جلوہ افروز ہونے کے بعد کسی کے لیے **نبوتِ جدیدہ** کا **وقوع** ماننا یا **امکانِ وقوع** ماننا .... اسے مستلزمِ کفر فرمایاہے۔

اور وہ **کفر** جس کو یہ وقوع یا امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ مستلزم ہے **وہ کیا ہے**؟.........

حضورِاقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **خَاتَمُ النَّبِیّٖن** بمعنی **سب نبیوں میں پچھلے** ہونے کا **انکار**۔ کیونکہ میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلم

کا خــاتــم النبیین بمعنی سب میں آخری نبی ہونا یہ ضرویاتِ دین سے ہے۔ تو اس کا **انکار** بلاشبہ **کفر** ہے۔

اب بتایئے! اُس **وقوع** یا **امکانِ وقوعِ** نبوتِ جدیدہ سے یہ **انکارِ ختمِ نبوت لازم آنے** میں کونسا **خفاء** ہے؟.......... **کونسی ترتیبِ مقدمات** ہے؟.......... کہ لزومِ غیر بیّن ہو اور قائلِ وقوع یا قائلِ امکانِ وقوعی کی تکفیرِ کلامی سے مانع ہو؟..........

امکانِ وقوعِیِ نبوتِ جدیدہ تو **ختمِ نبوت** بمعنیٰ آخریت کے صاف صریح **منافی** ہے۔

تو اس امکان کے قول سے خَتُمِ نُبُوَّت بمعنی آخِرِیَّت کا انکار صراحۃً لازم آئے گا۔

بس یہ کہ .... انکارِ ختمِ نبوت بمعنیٰ آخریت .... اُس قولِ امکانِ وقوعِیِ نبوتِ جدیدہ کا منطوقِ صریح نہیں ہے۔

مگر لازمِ غیر بَیِّن بھی نہیں ہے جس میں خفاء و حاجتِ ترتیبِ مقدمات ہو۔ بلکہ صراحۃً ثابت و مفادِ جلی اور بدیہی ہے لہذا لازمِ بَیِّن ہے۔

اورحضرت تاج الفحول نے ....عبارتِ تحذیر.... کو تو مستلزمِ امکانِ وقــوعــی فرمایا نہیں جس سے عبارتِ تحذیر کو کفرِ لزومی ٹھہرانے ، اور اس سے نانوتوی صاحب پر محض لزومِ کفر آنے کی گنجائش نکلے۔

بلکہ .... بعد بعثتِ اقدس امکانِ وقوعِیِ نبوتِ جدیدہ ماننے .... کو مستلزمِ

کفر فرمایاہے۔

اور یہ **امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ** عبارتِ تحذیر .... **بالفرض** الخ [ص۲۵] .... کا **منطوقِ صریح** ہے جیسا کہ آرہا ہے

تو اس کا جو **لازمِ بیّن** و بدیھی ہے یعنی .... **ختمِ نبوت** بمعنیٰ آخریت کا **انکار** .... یہ **انکار** بھی عبارتِ تحذیر سے صراحۃً ثابت ہوا نہ کہ لزوماً بہ لزومِ غیربَیِّن ۔

تو حضرت تاج الفحول کے .... امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ کو مستلزمِ کفر فرمانے سے .... عبارتِ تحذیر میں کفر کا **لزومِ بیّن** ثابت ہوا ، جس سے نانوتوی صاحب پر **التزامِ کفر** آئے گا ، نہ کہ لزومِ کفر۔

ولہذا سنی مناظر عالمِ دین نے خود **عبارتِ تحذیر** ''بالفرض الخ'' کو **کفر** و انکارِ ضروریاتِ دین بتایا جیسا کہ ہم اُن کی عبارت سے عنقریب دکھائیں گے۔

☆

عبارتِ تحذیر میں امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ کا معنی ہونا متفق علیہ

نانوتوی صاحب نے جو کہا

بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا [تحذیر ص۲۵]

انتباہ:۔ یہ صفحات کے حوالے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع تحذیر الناس کے ہیں۔

اس کا صاف صریح مطلب:

بعد زمانۂ اقدس **امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ** ہے۔

۱۔ حضرت **تاج الفحول** قُدِّسَ سِرُّہٗ نے **عبارتِ تحذیر** میں **یہی معنی دیکھا** چنانچہ فرمایا ''' اور قائل ہونا وقوع کسی نبی کی نبوت کا آپ کے زمانہ میں یا بعد آپ کے زمانے کے ، بلکہ قائل ہونا **جواز** و **امکانِ** نبوتِ کسی شخص کا قطعِ نظر وقوع و وجود سے ازمنۂ ثلاثہ میں **مستلزم کفر** ہے۔ '''

وہابیۂ امثالیہ وخواتمیہ میں قائلِ وقوع تو امیریہ تھے جیسا کہ **ابطالِ اغلاط قاسمیہ** کے صفحۂ اول سے گذرا۔

یہ **قائلِ امکان کون** تھا؟...... جس کے **اعتقاد** کو آپ نے

...... بعد بعثتِ اقدس کسی شخص کی نبوت کے جواز وامکان کا قائل ہونا ......

سے تعبیر کیا

یہ مولوی قاسم نانوتوی صاحب تھے

جن کی عباراتِ تحذیر پر سنی عالم دین محمد شاہ پنجابی نے مناظرہ کیا اور عبارتِ ''بالفرض الخ'' [تحذیر ص۲۵] میں ...... اس بناء پر کہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار ہے ...... کفر بتایا۔

اسی عبارتِ تحذیر کی تعبیر اور اُس پر حکم میں حضرت تاج الفحول یہ فرماہے ہیں کہ

...... بعد بعثتِ اقدس کسی شخص کو نبوت مل سکنی ماننا یعنی

امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ کا قائل ہونا مستلزمِ کفر ہے ......

تو انہوں نے عبارتِ تحذیر میں یہی .... امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ .... کا معنی دیکھا ، اور اس معنی کے قائل و معتقد ہونے کو مستلزمِ کفر فرمایا

یعنی یہ .... امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ کا قول و اعتقاد .... خاتم النبیین کے معنیٔ دینیِ ضروری ''آخری نبی'' کے انکار کو بہ استلزامِ صریح و بَیّن مُستَلزِم ہے۔

جیسا کہ اوپر ہم نے بیان کیا

اور امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ ماننے والے کے کافر ہونے پر کتاب ''معتمد'' امام تورپشتی سے نص پیش کیا ، اور ''تمہید'' وغیرہ کتبِ عقائد و فتاوی کا حوالہ دیا۔ جیسا کہ اُن کے فتویٰ میں گزرا۔

۲۔ یہی امامِ اہلسنّت نے دیکھا

چنانچہ اَلْـمُعْتَمَدُ الْـمُسْتَنَدُ بِنَاءُ نَجَاةِ الْاَبَد [۲۰] [۱۳ھ] میں عباراتِ ثلثۂ تحذیر نقل کرنے کے بعد فرمایا

__" حالانکہ فتاوی تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریاتِ دین سے ہے "__ [حسام الحرمین ص۸۰]

اس عقیدۂ دینیہ ضروریہ کا **انکار** عبارتِ تحذیر .... بالفرض الخ .... [ص۱۴ ، ۲۵] کا منطوقِ صریح نہیں ، البتہ **لازم** بہ **لزومِ بَیّن** ہے۔ یعنی ان عباراتِ تحذیر میں .... امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ .... کا معنی ہے جس سے

ضروریاتِ دین کا انکار صریح وبین طور پر لازم آتا ہے۔

تو یہ عباراتِ تحذیر عقیدۂ دینیہ ضروریۂ بالا کے خلاف یونہی ہیں کہ ان میں امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ کا معنی ہے۔ المعتقد اور المعتمد میں ہے

من قال: یمکن ان یکون نبی بعدہٗ فھو کافر. [المعتقد ص۱۲۰]

جو کہے ...... بعد بعثتِ اقدس بھی نبی کا امکان ہے ، ہوسکتا ہے کہ کوئی نبی ہو ...... وہ کافر ہے۔

ای امکاناً وقوعیاً ،

یعنی جو امکانِ وقوعی مانے وہ کافر ہے۔ کیونکہ

ففیه الکفر لتکذیب النص و انکار ماھو من ضروریات الدین .

امکانِ وقوعی ہی میں کفر ہے اس لیے کہ اسی میں نص کی تکذیب اور ضروریِ دینی کا انکار ہے۔

اما الذاتی فلا یحتمل الاکفار ، بل ھوھنا صحیح وان بطل فی تعدد خاتم النبیین الخ [المعتمد ص۱۲۰]

رہا امکانِ ذاتی تو اس پر تکفیر کی گنجائش نہیں۔ بلکہ وہ یہاں صحیح ہے ، اگرچہ تعددِ خاتم النبیین میں باطل ہے۔ کہ دو یا کئی خاتم النبیین ہونے کا امکانِ ذاتی بھی نہیں۔

۳۔ یہی علمائے حَرَمَیْن طَیِّبَیْن علیهم الرحمة والرضوان نے دیکھا۔ چنانچہ المعتمد کا وہ حصہ ملاحظہ فرماکر احکامِ امام کی تصدیق و مدح وتعظیم فرمائی جیسا کہ خلاصہ فوائدِ فتویٰ ۱۳ ۲۴ سے [ص۲۹ میں] گذرا۔

تو اُن سب حضرات نے بھی عبارتِ تحذیر بالفرض الخ میں " امکانِ وقوعِ نبوتِ

جدیدہ '' ہی کا معنیٰ دیکھا۔

اور بعض حضرات نے دوبارہ برہِ راست یہی فرمایا بھی کہ

قولهم ...... '' لو فُرض في زمنه صلى الله تعالى عليه وسلم بل لو حدَث بعده نبي جديد لم يُخِلّ ذلك بخاتميته ''......	قولِ قاسمیہ کہ ...... '' اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے خاتمیتِ محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا ''......
	[یہ امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ میں صریح ہے]
صريح في تجويز نبوةٍ جديدةٍ لاحدٍ بعده ، ولا شك ان من جوّز ذلك فهو كافر باجماعِ علماء المسلمين.	اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوتِ جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماعِ علمائے امت کافر ہے۔

[حسام الحرمين تقريظ ۳۱ ص۱۸٦ ، ۱۸۷]

۴۔ یہی سنی مناظر موصوف نے دیکھا۔

چنانچہ عبارتِ تحذیر بالفرض الخ [ص۲۵] پر فرمایا[۱]

لايخلو من الكفر ، لانه انكار معنى خاتم النبيين الثابت عند	اس قول میں کفر بھی ہے ، کیونکہ یہ قول خاتم النبیین کے اُس معنیٰ کا انکار ہے جو لغت

[۱] پوری عبارت آگے آرہی ہے۔

اللغة وعلماء الاسلام و رسول علیہ السلام.	سے ثابت ہے ، علمائے امت سے ثابت ہے ، اورخود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔
[ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۱۶]	

انکارِ معنیٔ خاتم النبیین عبارتِ تحذیر ...... بالفرض الخ ...... کا منطوقِ صریح تو ہے نہیں۔

اب اگر '' امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ '' بھی اس عبارت کا منطوقِ صریح نہ ہو تو وہ عبارت خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' کے انکار کو مستلزم بہ لزومِ بین بھی نہ ہوگی تو اُسے انکارِ معنیٔ خاتم النبیین ٹھہرانا کیونکر صحیح ہوگا؟......

حالانکہ مناظر موصوف نے یہی ٹھہرایا ہے۔

تو لاجرم **مناظر موصوف** نے اس عبارتِ تحذیر میں '' امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ '' ہی کا معنی دیکھا ولہذا اسے خاتم النبیین کے ضروریِ دینی معنی سے کفر وانکار ٹھہرایا ، یعنی براہِ استلزامِ صریح و بَیّن و بدیہی۔

۵۔ یہی مصدقین علمائے اہلسنّت نے دیکھا۔

کہ حضرت مناظر موصوف کے اقوال کی تصدیق کی۔ تو از راہِ قبول اُن حضرات نے بھی عبارتِ تحذیر ...... بالفرض الخ ...... میں یہی معنیٰ ...... یعنی امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ ...... دیکھا ، اور اسے ضَروریِ دینی کا انکار ٹھہرایا۔

تو حضرت تاج الفحول امام اہلسنّت علمائے حرمین شریفین سنی مناظر موصوف اور مصدقین علمائے اہلسنّت سب نے

عبارتِ تحذیر ...... بالفرض الخ ...... میں ...... **امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ** ...... ہی

کا **معنیٰ** تو **دیکھا** ، جوکہ بلاشبہ کفر ہے

☆

اور ہے بھی یہی

چنانچہ سنیے! نانوتوی صاحب اپنے کسی خانگی مسئلے میں **کلام نہیں** کررہے ہیں نہ خانگی اصطلاح میں کہ کوئی یہ کہہ سکے کہ

وہ نبوتِ جدیدہ سے خاتمیت کے صرف اُس معنی میں فرق نہ آنا

بول رہے ہیں جو اُنہوں نے خاتمیت کے ٹھہرالیے ہیں۔ یعنی

خاتمیت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت [تحذیر ص۲۵]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفِ نبوت میں موصوف بالذات ہیں

سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض [تحذیر ص۸ ، ۴]

باقی وہ نبوتِ جدیدہ کو باطل ومحال ہی مانتے ہیں (۱)

نہیں بلکہ وہ اسی خاتمیت میں **کلام** کررہے ہیں جو قرآنِ عظیم نے ارشاد فرمائی کہ

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب

(۱) چنانچہ تھانوی صاحب باطنی نے امام اہلسنّت کے نام اپنے خط میں لکھا تھا

__ ’’ خاتمیت زمانی کے تو صرف اتنا منافی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکے سو اس کے صاحبِ تحذیر بھی مقر ہیں۔ ‘‘ __ [مکتوب تھانوی صاحب باطنی برحاشیہ الموت الاحمر ص۱۱]

النَّبِیّٖنَ ؕ [پ۲۲ع۲ ایت۴۰] نبیوں میں پچھلے

اسی خـــاتـمیت میں بعدزمانۂ اقدس کوئی نبی پیدا ہونے سے کوئی فرق نہ آنا مان رہے ہیں۔

اب اگر وہ خاتمیت کو آخریت کے معنی سے خالی کریں

تو یہ خود ضروریاتِ دین کا انکار ہے اس سے وہ کافر ہی ٹھہریں گے۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین یعنی سب میں پچھلے نبی ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جس کا منکر کافر ہے۔

اور اگر وہ خاتمیت میں آخریت کا معنی مانیں

تو نیا نبی پیدا ہونے سے خاتمیت میں کچھ فرق نہ آنا .... وہ نہیں بول سکتے۔ حالانکہ بول چکے ہیں۔ تو آخریت کا معنی وہ ہرگز نہیں مانتے۔

بلکہ وہ خـــاتـمیت کا صرف وہ معنی مانتے ہیں جس میں نبوتِ جدیدہ سے کچھ فرق نہیں آتا۔

اور خـاتـمیت بمعنی آخریت ماننے پر ہی نبوتِ جدیدہ سے کلامِ الٰہی کا کذب لازم آتا ہے جس سے نبوتِ جدیدہ محال بالغیر قرار پاتی ہے۔ [جیسا کہ گذرا]

نانوتوی صاحب جب خـاتـمیت میں آخریت کا معنی مانتے ہی نہیں تو نبوتِ جدیدہ سے اُن کے نزدیک کلامِ الٰہی کا کذب لازم نہیں آئے گا کہ نبوتِ جدیدہ محال بالغیر ٹھہرے۔

تو نبوتِ جدیدہ اُن کے نزدیک صاف ممکنِ وقوعی ہوئی۔

محال بالغیر ہرگز نہیں ہوئی۔

اور اُن کی عبارت " **بالفرض** الخ " کا **صاف صریح معنی** .... **امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ** .... ہوا۔ (۱)

مثال سنو!

دنیا کے بے عقل کفار کو نکاح وطلاقِ اسلامی پر حرف زنی کرتا دیکھ کر کوئی نام کا مسلمان یہ کہے کہ

لوگ نکاح کا معنی سمجھتے ہیں ایجاب وقبول۔ مگر اس کے خیال میں نکاح کا معنی ہے گہرا طبعی جنسی لگاؤ۔ لہذا اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو بھی اس بیوی سے اس کے نکاح میں کوئی فرق نہ آئے گا وہ بدستور اس کی بیوی اور اُس کے زیرِ نکاح رہے گی

اس شرطیہ کا ملازمہ نکاحِ اسلامی کا انکار کیے بغیر بن ہی نہیں سکتا۔

---

(۱) ولہذا الموت الاحمر [ص۲۵] میں فرمایا

__ "اِمتِنَاع بِالْغَیر [بعد بعثتِ اقدس کسی کو نبوت ملنا ، محال بالغیر] تھا تو اسی لیے کہ خاتمیت میں فرق آئے گا ، اور وہ فرما چکے

........" بلکہ بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا " .... [تحذیر ص۲۵]

اب کہیے وہ امتناع بالغیر کس گھر سے لائیں گے؟...... تو یہ اِدّعاء کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکنے کے نانوتوی صاحب قائل ہیں کیسی صریح ڈھٹائی ہے "__

ولہذا ہر معمولی سمجھ رکھنے والا یہی کہے گا کہ یہ شخص نکاحِ اسلامی کو مانتا ہی نہیں۔

اب وہ شخص کہے کہ

ایجاب وقبول کا وہ مخالف نہیں ہے اسے **لازم** وضروری مانتا ہے کیونکہ ایجاب قبول نہ ہونے سے وہ گہرا طبعی جنسی لگاؤ معرضِ خطر میں رہے گا اور دو میں سے ایک کو کبھی بھی صدمہ سے دوچار کر سکے گا۔

تو کیا یہ برائے نام اقرار اُس کے اُس انکار کو دھودے گا؟........ ہرگز نہیں

یونہی شرطیۂ تحذیر .... بالفرض الخ .... کا ملازمہ یعنی .... **بعد بعثتِ اقدس** نبوتِ جدیدہ سے خاتمیت میں فرق نہ آنا .... یہ خاتمیت کے **معنیٔ** دینی ضروری یعنی آخریت کا انکار کیے بغیر بن ہی نہیں سکتا۔ کیوں کہ

__ " بے علاقہ ملازمت معقول نہیں " __ [فتاوی رضویہ ۲۶۹/۶]

اب نانوتوی صاحب نے جو کہا ہے کہ

ختمِ نبوت بمعنی معروض کو تاخرِ زمانی لازم ہے [تحذیر ص۸]

اگر اطلاق وعموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے [تحذیر ص۹]

اس کا منکر کافر ہوگا [تحذیر ص۱۰]

یہ اُن کے اُس صاف صریح کفر صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین کو نہیں دھوسکتا۔ ولہذا الموت الاحمر [ص۲۳] میں فرمایا کہ .... یہ نانوتوی صاحب کی طرف سے .... ختم زمانی کا ریائی اقرار اور منکرِ ختمِ زمانی کا تصنعی اِکفار ہے ....

☆

یُؤَدِّیْ بھی مثلِ **لُزُوْم** ہے کہ وہ بھی لُزُوْم کی تعبیر ہے تو اُس سے بھی حسبِ ایضاحِ بالا لزومِ بیّن مراد ہے۔ اوریؤدی اوراُس کے ہم اشتقاق بھی لزومِ غیر بیّن میں نص نہیں ہیں ، لزومِ بیّن پر بھی آتے ہیں۔

چنانچہ رسالہ رَدُّ الرَّفَضَة ۱۳۲۰ھ میں امامِ اہلسنت فرماتے ہیں
—" غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ میں ہے:

المراد بالمبتدع من يعتقد شيئًا على خلاف ما يعتقده اهل السنة والجماعة ،	بد مذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہلسنّت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو۔
وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذا لم يكن ما يعتقده يُؤَدِّي الى الكفر عند اهل السنة.	اوراُس کی اقتداء کراہت کے ساتھ اُس حال میں جائز ہے جب اُس کا عقیدہ اہلسنّت کے نزدیک کفر تک نہ پہونچا تا ہو۔ **اگر کفر تک پہونچائے** تو ہرگز جائز نہیں۔
اما لو كان **مؤدّيًا** الى الكفر فلا يجوز اصلا ،	
كالغُلاة من الروافض الذين يدّعون الالوهية لعلى رضى الله تعالىٰ عنه ، اوانّ النبوة كانت	جیسے غالی رافضی کہ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوت ان کے لئے تھی جبریل نے غلطی کی۔ اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں۔ اور یونہی جو حضرتِ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ

لـه فغلَط جبـريل ، و نحو ذٰلک مما هو کفر.	عنھا کو معـاذاللّٰـه اُس تہمتِ ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضـی اللّٰـه
وکـذا من یَقـذِف الصـدیقة اویـنکـر صحبة الصدیق او خلافته اویسُبّ الشیخین.	تعـالیٰ عنـه کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضـی اللّٰـه تعالیٰ عنھما کو برا کہے۔ "۔

[فتاوی رضویه متر جم ۱۴/۲۵۳]

اس میں مثلاً مولائے کائنات رضی اللّٰہ تعا لی عنه کے لیے اُلُوهِیَّت ماننے کو .... مُؤدِّیْ اِلَی الْکُفُر : کفر تک پہونچانے والا .... فرمایا۔ کون کہہ سکتا ہے؟.......... کہ یہ کفر لزومی ہے؟......... اور اس سے قائل پر لزومِ کفر آئے گا؟..........

اس کا تو کفر ہونا اس درجہ بدیہی ہے کہ مسلمان کا سمجھ وال بچہ بچہ بھی اسے کفر سمجھتا ہے

تو اس کے کفِر صریح التزامی ہونے میں کیا شبہ؟..........

اور پھر اس کی تعبیر مُؤدِّیْ اِلَی الْکُفُر سے فرمائی ، تو اس کفر پر مُؤَدِّی فرمانا ضرور بمعنی لُزُومِ بَیّن ہے۔

لزومِ بیّن یوں کہ مولائے کائنات کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالیٰ وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو معاذاللّٰہ خدا کہنے سے اولِ ضروریاتِ دین کلمۂ توحید لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ کا صریح و بین طور پر انکار لازم آتا ہے۔

☆

(۴۵) اور **اگر تادیہ واستلزام** سے خواہی نخواہی **لزومِ کفر** ثابت ہو جیسا کہ صاحبِ ازالہ نے ایسے الفاظ دیکھ کے اندھے کی لاٹھی سے ٹٹول کر کہہ دیا

بعض نے زیادہ سے زیادہ لزومِ کفر کا قول کیا ہے

[ازالہ ص ۱۶]

تو .... نبوت کو معاذاللہ کسبی ماننے .... پر بھی وہ لزومِ کفر ہی کہیں گے ، اور وہ **فلسفی** .... جنہوں نے نبوت کو کسبی مانا .... صاحبِ ازالہ کی نظر میں اپنے اس نظریہ کے سبب کافر نہیں ہوں گے؟........

کیونکہ اس نظریہ کے کفر ہونے کی وجہ متکلمین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ....

یہ **امکانِ نبوتِ جدیدہ** کی طرف **مُؤَدِّیْ** ہے ، اور امکانِ نبوتِ جدیدہ **تکذیبِ** قرآن کو **مستلزم** ہے۔

چنانچہ **المعتقد المنتقد** میں ہے

قال التورفشتی فی المعتمد: اعتقاد حصول النبوة بالکُسب کفر.

امام تورپشتی نے اَلْمُعْتَمَد میں فرمایا

.... ''یہ ماننا کہ کسب کے ذریعے نبوت حاصل ہو جاتی ہے کفر ہے'' ....

قال النابلسی فی شرح الفوائد: وفساد مذهبهم غنی عن البیان بشهادة العِیان کیف وهو یؤدی

امام نابلسی نے شرح الفوائد میں فرمایا

.... ''**مذہبِ فلاسفہ** کی شناعت آنکھوں دیکھی سامنے ہے بتانے کی کیا حاجت ہے؟........

دیکھتے نہیں کہ **اُن کا مذہب** اس بات کی طرف

الی تجویز نبی مع نبینا علیه السلام او بعده وذالک **یَستلزِم** تکذیب القرآن اذقد نَصّ علی انه خاتم النبیین وآخر المرسلین و فی السنة ''انا العاقب لانبی بعدی'' واجمعت الامة علی ابقاء هذا الکلام علی ظاهره وهذه احدی المسائل المشهورة التی کفّرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالی.

[المعتقد ص۱۰۷ ، ۱۰۸]

مُؤَدِّیْ ہے ، اوراس بات تک **پہنچاتا** ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کے منصبِ نبوت پر فائز ہونے کا امکان مانا جائے۔

اور یہ بات **تکذیب** قرآن کو **مستلزم** ہے ، اس سے قرآنِ کریم کو جھٹلانا **لازم** آتا ہے۔

کیونکہ قرآنِ کریم نے صاف فرمایا ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں سب سے آخری رسول ہیں۔

اور حدیثِ پاک میں ہے: میں ہی پچھلا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور امت نے اجماع کیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر معنی پر باقی ہے۔

اور یہ اُن مشہور مسائل میں سے ایک ہے جن کے **سبب** **فلاسفۂ ملاعنہ** کی ہم نے **تکفیر** کی۔''.........

تو صاف واضح ہے کہ فلاسفہ کا ....'' **بذریعۂ کسب حصولِ نبوت** ''........ کا نظریہ

امکانِ نبوتِ جدیدہ و تکذیبِ قرآن و انکارِ

سنتِ متواترہ و انکارِ اجماعِ امتِ دینیہ ضروریہ

کی طرف **بداھۃً مُؤَدِّی** ہے ، اور اس فلسفی نظریہ سے یہ سب **کفرِ صریح لازم بہ لزومِ بیّن** ہیں۔

☆

یونہی تحذیر میں امکانِ وقوعِ نبوتِ جدیدہ ہے ، جس سے ختمِ زمانی کا انکار بدیہی و لازمِ بیّن ہے ، تو یُؤَدِّیْ فرمانا ضرور بمعنی لزومِ بیّن ہے۔

یا غایت یہ کہ تحذیر میں کئی طرح کے کفروضلال ہیں چنانچہ علامہ فصیح الدین کے فتویٰ میں گذرا

.... "مستلزمِ انواعِ کفر و ضلال" .... [ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۴۰]

جن میں لزومی بھی ہیں التزامی بھی۔ تو باقی دو حضرات نے تادیہ و استلزام بمعنی عام لیا ہے ، یعنی لزومِ بیّن اور غیر بیّن دونوں کو عام۔

جیسا کہ عبارتِ غنیہ جسے امام اہلسنّت نے پیش فرمایا اُس میں **کفر** لزومی و التزامی ، فقہی و کلامی دونوں پر مُؤَدِّیْ فرمایا ہے چنانچہ .... انکارِ خلافتِ شیخین کفرِ لزومی ہے ....

جیسا کہ فتاوی رضویہ [۲۶۶/۲ ، مترجم ۴۳۱/۱۵] میں ہے۔ یونہی تبرا کفرِ لزومی ہے جیسا کہ فتاوائے امام [مترجم ۲۵۹/۱۴] میں ہے۔

(۴۶) **مگر** تحذیر میں جب لزومِ بیّن یقیناً ہے تو حسبِ تاثرِ صاحبِ ازالہ .... التزام کی نفی .... اُن حضرات کی مراد کیسے ہوسکتی ہے؟..........

☆

لزوم استلزام یا تادیہ کہاں بمعنی بیّن ہے اور کہاں بمعنی غیر بین ہے اسے سمجھنے کے لیے **ناظر منصف بصیر بالحقائق** کی **عقل سلیم** و **فہم مستقیم** اور **اخلاصِ دلی** اور سب سے بڑھ کر **توفیق ربِّ کریم** و **نظرِ رحمت نبیِ رؤف ورحیم** چاہیے۔

جلّ وعلا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہِ الکریم واٰلہ الفخیم .

دوحرفی معلومات کے زعم پر اڑنے کا انجام اس کے سوا کیا ہوگا کہ ٹھوکر لگے کھائی میں گرے اور ابلیس لعین کو اپنا شکنجہ کسنے کی طمعِ شدید ہاتھ آئے۔ **والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ**

☆

پھر صاحبِ ازالہ لکھتے ہیں

> مذکور بالا نامور علمائے اہلسنت کا نانوتوی کی تکفیر نہ کرنا تکفیرِ اربعہ کے ضرورتِ دینی نہ ہونے پر بیّن دلیل ہے [ازالہ ص ١٦]

ضرورتِ دینی کی نفی پر اقتصار کیوں کررہے ہیں؟...... جبکہ تکفیرِ دیوبندیہ کو وہ قطعی اجماعی بھی نہیں مانتے ہیں جیسا کہ گذرا۔ ولھذا

(۴۷) **اقول اولاً**:۔ ان نامور علمائے اہلسنّت نے **اگر** تکفیر نہیں کی تو عباراتِ نانوتوی کو ان میں سے حق و صحیح کس نے بتایا؟........

خود صاحبِ ازالہ کو اعتراف ہے کہ

۲۱ علمائے اہلسنت نے اپنے دستخطوں اور مہروں کے ساتھ مزیّن فتوی میں قاسم نانوتوی کے اقوال کو قبیح و باطل تو قرار دیا [ازالہ ص۱۶]

تو .... اقوالِ تحذیر حق و صحیح نہیں .... یہ علمائے اہلسنت کا متفق علیہ ہونا اُنہیں مسلّم ہوا۔

اور آگے چلیے

(۴۸) **ثانیاً**:۔ سنی مناظر عالمِ دین محمد شاہ پنجابی نے اقوالِ تحذیر پر فرمایا

لا یخلو من الکفر | کفر سے خالی نہیں [ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۱۶]

اور کفر کیا ہے؟......... خود صاحبِ ازالہ فتاوائے امام سے ناقل کہ

__"ضروریات کے سوا کسی شئ کا انکار کفر نہیں"__

تو اقوالِ تحذیر میں **مناظر** موصوف نے **ضروریاتِ دین** کا **انکار** بتایا۔

اور نامور علمائے اہلسنت نے **مناظر** موصوف کے **قول** کو **حق** و صحیح **فرمایا**۔ تو ازراہِ تصدیق ان سب حضرات نے اقوالِ تحذیر میں ضروریات دین کا **انکار بتایا**

یہی تو امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہ نے بھی فرمایا۔

تو امام اور اُن علماء کی نظر میں کونسا اختلاف ہوگیا؟......... جسے اقوالِ تحذیر پر تکفیرِ نانوتوی کے مختلف فیہ بین علماء اہل السنۃ ہونے کی سند بناؤ؟......... اس اجمال کو کچھ مفصلاً بیان کریں۔

☆

تفصیل

مناظر موصوف نے عباراتِ تحذیر پر کیا فرمایا؟............

سنی مناظر عالمِ دین **محمد شاہ** پنجابی نے قاسم نانوتوی صاحب سے جو مناظرہ کیا اُس میں تحذیر کی ابتداء اور قریبِ آخر [ص۳،۴ اور ص۲۵] کی عبارات پر رد کرتے ہوئے بحوالۂ کثیر کتبِ حدیث و تفسیر و شروحِ حدیث و عقائد و سیرت و تصوف ، حضراتِ صوفیۂ و متکلمین ومحدثین و مفسرین و شارحین و اہل سیر سے بالاجماع ، اورخود حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہ روایتِ متواترہ ثابت فرمایا کہ حضور کے وصفِ عظیم خَاتَمَ النَّبِیّین کا معنی ہے : آخِرُالنَّبِیِّینْ سب میں آخری سب میں پچھلے نبی۔

کتبِ دینیہ کے بحرِ ذخّار سے جو تھوڑا بہت اُنہوں نے پیش کیا اور جو تحریراتِ امام میں ہے اس درخشاں نور کی بعض تجلیوں سے یہاں صفحاتِ قرطاس کو زینت دیں۔ چنانچہ

__" اجلۂ ائمہ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابوداؤد طیالسی وابن سعد و طبرانی و حاکم و بیہقی و ابونعیم وغیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان لی اسماءً انامحمد وانا	بیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں
احمد وانا الماحی الذی	میں احمد ہوں میں ماحی ہوں کہ اللہ
یمحواللّٰہ بِیَ الکفرَ وانا	تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے میں

الحاشر الذی یُحشَر الناس علی قدَمی وانا العاقب الذی **لیس بعدہ نبی**.

حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے **بعد کوئی نبی نہیں** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

[فتاوی رضویہ مترجم۱۵/ ٦٤٧]

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے ہے

فُضِّلتُ علی الانبیاء بست اُعطِیتُ جوامع الکَلِم ونُصِرتُ بالرعب و اُحِلَّتْ لِیَ الغنائم وجُعِلَتُ لِیَ الارض مسجداً وَطھوراً واُرسِلتُ الی الخلق کافّۃً **وخُتِمَ بِی النبیون**.

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان سب ماسوی اللّٰہ کا رسول ہوں اور مجھ سے **انبیاء ختم** کیے گئے۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

[ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۱۱ ، فتاوی رضویہ مترجم ۱۵/٦٦٤]

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللّٰہ اور احمد و شیخین حضرت ابوہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی ابن کعب رضی اللّٰہ تعالی عنھم سے بالفاظِ متناسبہ و معانیِ متقاربہ راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مثلی ومثل الانبیاء کمثل

میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے

قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سدت موضع اللبنة ختم بی البنیان و **ختم بی الرسل** و فی لفظ اللشیخین فانا اللبنة وانا خاتم النبیین .	جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا ہو اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی ، دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبیِ تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی **مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی** میں **عمارت نبوی** کی وہ **پچھلی** اینٹ ہوں میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

[ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۱۱ ، فتاوی رضویۃ مترجم ۱۵/ ۶۶۷]

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی.	انبیاء بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح بشرط صحیح مسلم کما قاله الحاکم و اقره الناقدون (جیسے حاکم نے کہا ہے اور محققین نے اسے ثابت رکھا ہے) حضرت انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت	بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد

فلا رسول بعدی ولا نبی ۔ نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[ابطال اغلاط قاسمیہ ص۱۱ ، فتاوی مترجم ۱۵/۲۶۹]

قال الشیخ الاکبر فی الفصوص والجامی فی شرحہ لانبیّ بعدہ مُشَرِّعاً ومُشَرَّعاًلَہٗ ، والاول ھو الآتی بالاحکام الشرعیۃ من غیر متابعۃ نبی آخرقبلہ ، کموسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیھم السلام ، والثانی ھوالمتبع لماشرَعہ لہ النبی المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل۔

[ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۷]

خاتمِ ولایت محمدیہ محی الدین ابن عربی فصوص میں اور عافِ جامی شرحِ فصوص میں فرماتے ہیں : حضورانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ، نہ تشریعی ، نہ غیرتشریعی ۔ یعنی نہ ایسا کہ اسے شریعتِ تازہ دی گئی ہو ، جیسے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور ہمارے آقا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھما وسلم. اور نہ ایسا جو گذشتہ نبی کی شریعت پر چلے ، جیسے انبیائے بنی اسرائیل۔ علیھم السلام

شاہ عبدالعزیز تحفۂ اثناعشریہ باب سادس میں فرماتے ہیں

دسواں عقیدہ:۔ حضور خاتم النبیین ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ تمام فِرَقِ اسلامیہ کا یہی عقیدہ ہے [ایضاً ص۷]

امام نسفی عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں

اول الانبیاء آدم وآخرھم محمّد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

سب سے پہلے نبی حضرت آدم ہیں اور سب میں پچھلے محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلیھم وسلم

[ایضاً ص۸]

ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں

هـذه الآية هـى نـص عـلى انه لا نبى بعده ،واذاكان لانبى بعده فلا رسول بـالـطريق الاولى و الاحرى لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوة.

وبذلک ورَدت **الاحاديث المتواترة** عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليه وسلم فـمـن رحـمة اللّٰه بالعباد ارسال محمد صلى اللّٰه عليه وسلم. و تشـريف الـلّٰه له ختـم الانبياء والمرسلين به صلى اللّٰه عليه وسلم ، وقـد اخبر اللّٰه تعالى فى كتابه ورسوله فى **السنة المتواترة** عـنـه انه **لا نبـى بعده**، ليعلموا ان كـل مـن ادعـى هـذالـمقام بعده فهو كـذاب افـاک دجـال ضـال مضل. [تـفسيـر ابن كثير]

مختصراً [ابطال اغلاط قاسمیه ص۱۳ ، ۱۴]

یہ آیت **نص** ہے صاف بتاتی ہے کہ حضور والا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **بعد** کوئی نبی نہیں۔ اور جب نبی نہیں تو رسول بدرجۂ اولی نہیں۔ کیونکہ مقامِ رسالت تو مقامِ نبوت سے خاص ہے۔

اور حضور کے بعد نبی نہ ہونے کے بارے میں **احادیث متواتر** ہیں۔ یہ اللّٰہ تعالی کی بندوں پر رحمت ہے کہ اپنے محبوب کو بھیجا اور اُنہیں تمام انبیاء و مرسلین صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا خاتم و آخر ہونے کا شرف و مرتبہ عطا فرمایا۔

اور بے شک اللّٰہ تعالی نے قرآنِ کریم میں اور اُس کے رسول نے **متواتر حدیثوں** میں خبر دی کہ **اُن کے بعد کوئی نبی نہیں**۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ

بحوالہ تفسیر ابن کثیر ومواھب للقسطلانی و شرح مواھب للزرقانی]	حضور کے بعد جو کوئی نبوت کا دعوی کرے وہ نہایت جھوٹا نہایت بہتان طراز حد درجہ دھوکہ باز اور گمراہ و گمراہ گر ہے۔

قاضی عیاض شفاء اور علامہ قاری شرح میں فرماتے ہیں

فلا یرد عیسیٰ علیه السلام لانه نبی قبله وینزِل بعده ویحکُم بشریعته ویصلی الی قبلته و یکون من جملة امته.	حضرت عیسیٰ علیه الصلوة والسلام جو قریبِ قیامت آسمان سے نزول فرمائیں گے اس سے حضور اقدس صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم کے آخر الانبیاء والمرسلین ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ حضور سے پہلے کے ہیں ، حضور سے پہلے نبی ہو کر تشریف لا چکے ہیں۔ اب حضور کے بعد نزول فرمائیں گے حضور ہی کی شریعت پر عمل فرمائیں گے حضور کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے اور حضور کی جملہ امت میں سے ایک امتی ہوں گے۔

(و اخبر عن اللّٰه انه خاتم النبیین وانه ارسل کافةً للناس. واجمعت الامة علی حمل هذاالکلام علی ظاهره ، وان مفهومه	[حالانکہ وہ بے شک نبی ہیں اور نبی رہیں گے مگر بحیثیتِ امتی نزول فرمائیں گے] حضور اقدس صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم نے اپنے رب عزّ وجلّ سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے۔ اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات واحادیث اپنے معنیٰ ظاہر پر ہیں ، جو کچھ

المراد به دون تاویل) فی ظاهره (ولا تخصیص) فی عمومه.
[ابطال ص۱۵ ، نسیم ۴/۵۰۸]

ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے ، نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص۔
[فتاوی رضویه مترجم ۱۵/۷۲۲]

ایسی کثیر تصریحات پیش کرنے کے بعد مناظر موصوف نے فرمایا

وغیر ذالک مما لاتُحصیٰ فقد ثبَت بما ذُکِران معنی خاتم النبیین آخر الانبیاء لا نبی بعده.
هو قول العلماء الکرام ، وقول رسول علیه السلام ، و عقیدة اهل الاسلام.
[ابطال اغلاط قاسمیه ص۱۵،۱۶]

ان کے علاوہ بے شمار نصوص جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا خَاتَم بمعنی آخِر کے **انکار** کو باطل و مردود ٹھہراتے ہیں۔ تو یہ نصوص گواہ ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی ہے آخر الانبیاء حضور آخری نبی ہیں حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔
یہی علمائے کرام کا ماننا ہے ، اور یہی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیه وسلم کا ارشاد ہے ، اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں

فکان قوله :
سوعوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں الخ

تو صاحبِ تحذیر کا کہنا کہ
’’سوعوام کے خیال میں رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں الخ
یہ تصریحات ونصوصِ مذکور بالا سے مردود ہے

بعد کونہ مردوداً بماذُکِر لایخلو من الکفر ، لان ذالک الکلام یَستلزِم ان اهل ذلک القول من العوام ، وقد ثبَت بما ذکران اهل ذلک القول قول علماء الاسلام ورسول علیه السلام وعقیدة اهل الاسلام .

[ابطال اغلاط قاسمیه ص۱۶]

اور ساتھ ہی اس میں کفر بھی ہے ، کیونکہ یہ عبارتِ تحذیر [بہ استلزامِ بیّن] مستلزم ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی جو مانتے ہیں وہ نافہم عوام ہیں۔

جبکہ تصریحات ونصوصِ بالا سے بلا شبہ ثابت ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ماننے والے تمام علمائے اسلام ہیں اور خود حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جملہ اہلِ اسلام ہیں۔

دیکھیے مناظر موصوف نے عبارتِ نانوتوی صاحب میں کفر کیا بتایا؟.......

یہ کہ ....اہلِ اسلام علمائے دین حتیٰ کہ خود حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذاللّٰہ ناسمجھ عوام ٹھہرانا......... یہ کفر ہے۔

یہی تو امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ

ـ" تحذیر الناس نانوتوی و براہین قاطعہ گنگوہی و حفظ الایمان تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں "ــ [فتاوی رضویہ نہم نصف آخر ص۳۱۴ ، مترجم ۲۱/۲۸۶]

یہی شاہزادۂ امام نے تالیف اَلْاِسْتِمْدَادُ عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد ۱۳۳۷ھ جس کا امام نے یہیں حوالہ دیا اُس میں فرمایا کہ

ــ" خاتم النبیین کا معنی ....سب میں پچھلے نبی...... ہونے کو نانوتوی صاحب کہتے ہیں

___ جاہلوں کا خیال ہے اہلِ فہم [سمجھداروں] کا نہیں ___

لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ خاتم النبیین کے یہی معنیٰ ہیں۔ یہی **صحابہ و تمام امت** نے سمجھے۔ یہی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے **متواتر حدیثوں** میں بتائے۔ تو قطعاً یہی مرادِ آیت ہیں۔

تو نانوتوی صاحب کے نزدیک تمام امت و صحابہ اور خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ جاہل و نافہم ہوئے .... یہ کفر در کفر صدہا کفر ہے"۔

[الاستمداد ص۷۷ ، ۷۸]

پھر مناظر موصوف نے فرمایا

وکذالک قولہ

بلکہ اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں فرق نہ آئے گا...... انتھی.

بعد کونہ مردوداً بماذکر لایخلو من الکفر ، لانہ انکار معنی خاتم النبیین الثابت عند اللغۃ وعلماء الاسلام و رسول علیہ

یونہی اس کا قول کہ

بلکہ اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں فرق نہ آئے گا

[تحذیر ص۲۵]

یہ مذکور بالا تصریحاتِ جلیلۂ مفسرین ومحدثین واصفیاء و ائمۂ امت و علمائے ملت اور خود ارشاداتِ عَلِیّہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مردود ہے ، اور اس قول میں کفر بھی ہے ، کیونکہ یہ قول خاتم النبیین کے اُس معنیٰ کا انکار ہے جو لغت سے ثابت ہے ، علمائے

السلام. [ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص۱۶]	امت سے ثابت ہے ، اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

دیکھیے مناظر موصوف عبارتِ تحذیر میں کفر کیا بتا رہے ہیں؟..........

یہ کہ جو معنی حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ، اور تمام علمائے اسلام کا اعتقاد ہے .... تو لاجرم وہ معنی ضروریاتِ دین سے ہوا .... اُسی کا **انکار** یہ عبارتِ تحذیر کا کفر ہے۔

یہی تو مقبولِ امام کتابِ مستطاب الموت الاحمر میں فرمایا کہ

—" دیوبندیہ کی تکفیر اس پر ہے کہ

.... خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین جاننا جاہلوں کا خیال ہے ، اس میں کوئی فضیلت نہیں ، یہ مقام مدح میں ذکر کے قابل نہیں ، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں ...."— [الموت الاحمر ص۴]

تو واضح ہوا کہ

عباراتِ تحذیر میں کفر و توہین و انکارِ ضروریاتِ دین ہونے کے بارے میں امام اہلسنت اور اُن سنی مناظر عالمِ دین محمد شاہ پنجابی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی نظر و تحقیق میں اختلاف نہیں ہے۔

☆

اب یہ دیکھ لیجیے کہ نامور علمائے اہلسنت کی بھی نظر و تحقیق امام سے مختلف نہیں۔

نامور علمائے اہلسنّت کی مناظر موصوف کے لیے تصدیق کیا ہے؟......

مولانا عبدالغفار صاحب صفحۂ ابتدائی میں فرماتے ہیں

__"علمائے دہلی و رامپور اور لکھنؤ اور بمبئی وغیرہ بلاد نے **اقوالِ** زید یعنی مولوی **محمد شاہ** صاحب کے **اقوال** کو **حق** و صحیح ٹھہرایا"__ [ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص ۱]

نیز شروع رسالہ میں سرخی میں فرماتے ہیں

__"فتویٰ علمائے دہلی و رامپور و لکھنؤ و بدایوں و بمبئی وغیرہ در **تصدیقِ اقوال مولوی محمد شاہ صاحب** رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ و تردیدِ اقوال مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی"__ [ابطال اغلاط قاسمیہ ص۲]

تو اقوالِ تحذیر میں کفر و انکارِ ضروریات ہونا صرف اُن **سنی مناظر** کی نظر و تحقیق نہ ہوئی۔

بلکہ نامور علمائے اہلسنت نے جب مناظر موصوف کی **تصدیق** کی اور مناظر موصوف کے اقوال کو حق و صحیح ٹھہرایا تو اس **تصدیق** کی راہ سے **اُن سب نامور علماء** کی **نظر** و **تحقیق** یہی ہوئی کہ

ــــ جیسے .... دیوبندیہ پر احکامِ کفر جو امام اہلسنّت نے دیے علمائے حرمین شریفین نے ان کی مدح و تحسین فرمائی تو وہ سب احکام اُن علمائے کرام کی طرف سے بھی ہوئے .... جس کا حوالہ تالیفِ امام "خلاصہ فوائد فتویٰ ۱۳۲۴ھ" سے ص۲۹ میں گذرا۔

مذکور بالا **قولِ تحذیر** میں **کفر** و **انکارِ ضروریاتِ دین** ہے۔

یہی تو **اصالتاً** اور براہ **قبول** امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہ نے بھی فرمایا یہی تو علمائے کرام حرمین شریفین قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ نے بھی فرمایا براہِ قبول یا اَصالتاً بھی کہ

والقاسمية قولهم **صريح** في تجويز نبوة جديدة لاحد بعده ولا شك ان من جوّز ذلك فهو كافر باجماع المسلمين.

[حسام الحرمین ص۱۸۶ تقریظ نمبر۳۱]

قاسم نانوتوی کے قول سے **صاف ظاہر** ہے کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو **نبوتِ جدیدہ** ملنی **جائز مان** رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماعِ علمائے امت کافر ہے۔

[فتاوی رضویہ مترجم ۲۴۴/۲۹]

تو امام و علمائے حرمین اور مناظر موصوف اور نامور علمائے مذکور بالا کی نظر میں کون سا اختلاف ہوگیا؟...... جس سے اقوالِ تحذیر پر تکفیرِ نانوتوی مختلف فیہ بین علماء اهل السنة ٹھہرے؟......

☆

اگرکہیں پھر نانوتوی صاحب کی تکفیر کی تصریح کیوں نہیں ہے؟........

اقول اولاً:۔ دیکھ رہے ہو کہ سنی مناظر اقوالِ تحذیر میں جو کفر بتا رہے ہیں وہ کفرِ صریح ہے اور دیگر علمائے اہلسنّت مناظر موصوف کی تصدیق پر ہیں۔ تو اب تکفیرِ نانوتوی صاحب میں از روئے معنی باقی کیا رہا؟........

اس کے بعد بھی اگر یہی ضد ہے کہ ایسے الفاظ جن سے ہم بے دریغ تکفیر سمجھ جائیں نہیں ہیں۔ تو اس کا مطالبہ تو شانِ محصلین نہیں ۔

اور ــــ" کلامِ علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل "ــــ [الموت الاحمر ص ۳۴]

لہذا وہ اگر نہ سمجھیں تو کوئی حیرت نہیں۔

معھذا بر سبیلِ تَنَزُّل کہتے ہیں

ثانیاً:۔ مولٰینا عبدالغفار صاحب نے استفتاء میں اقوال ہی کا حکم پوچھا کہ ــ" علمائے دین کے نزدیک دونوں قول میں سے کونسا قول حق و صحیح ہے اور کونسا باطل و قبیح "ــ [ابطالِ اغلاط قاسمیہ ص ۳۸]

حضراتِ علماء نے قول پر حکم بیان فرمایا۔

ثالثاً:۔ استفتاء میں قائل کا ذکر ہے تو بھی نام کی تعیین کے ساتھ نہیں بلکہ قال عمرو اور قال زید سے تعبیر ہے۔ تو تکفیرِ نانوتوی صاحب سے سوال ہی نہیں۔

رابعاً:۔ اگر بالفرض اُن حضرات نے نانوتوی صاحب کی تکفیر نہیں کی

تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا؟........ کہ خواہی نخواہی عبارتِ تحذیر پر اُن کی نظر میں نانوتوی صاحب کی تکفیر نہ تھی؟......

ممکن کہ .... **نانوتوی صاحب** کی **نسبت** اس کفرِ صریح و انکارِ ضروریِ دینی کا **ثبوت** .... اُن حضراتِ علماء پر **آفتاب سے زائد** یا **مثلِ آفتاب روشن نہ ہوا** تو کفرِ نانوتوی صاحب پر اُنہیں اطلاعِ جزمی یقینی نہ ہوئی

اس لیے اُن حضرات نے نانوتوی صاحب کی بالتعیین صراحۃً تکفیر نہیں کی ، اور حکم برقول پر اقتصار کیا۔

جس طرح کفرِ گنگوہی صاحب پر ایک وقت تک **اطلاعِ یقینی نہ ہونے** کے سبب[۱] .... کہ مثلاً مصنف کے طور پر براہین کے صفحۂ لوح پر انبیٹھی صاحب کا نام اور شہرت یہ کہ تصنیف گنگوہی صاحب کی ہے ....

---

[۱] چنانچہ سُبحَان السُّبُّوح عَنْ عَیبِ کِذْبٍ مَقْبُوحٍ[۱۳] کے استفتاء میں ہے

"براہین قاطعہ کہ مولوی خلیلؔ انبیٹھی کے نام سے شائع کی گئی جس کی لوح پر لکھا ہے ...... "بامر رشید احمد صاحب گنگوہی" .... اور خاتمہ پر اُن کی تقریظ بایں الفاظ ہے .... "احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہینِ قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعتِ نورِ علم اور فسحت ذکاء و فہم پر دلیل واضح حق تعالیٰ اس تالیف نفیس میں کرامتِ قبولیت عطا فرمائے اور مقبول متبولین و معمول عالمین فرمائے"...... جس سے ثابت کہ گویا کتاب ہی تالیف اُن کی ہے"۔

[فتاوی رضویہ ۲۱۲/۶ ، مترجم ۳۱۱/۱۵]

ربیع الآخر شریف ۱۳۱۸ھ میں جب براہین کے شیطان والے قول سے سوال ہوا تو جواب میں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہ نے اِنْبَاءُ الْمُصْطَفٰی بِحَالِ سِرٍّ وَاَخْفٰی ۱۳ ھ ۱۸ میں فرمایا

__ ”یہ ناپاک کلمہ **صراحۃً** محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگاتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمۂ کفر نہ ہوا تو اور کیا **کلمۂ کفر** ہوگا“__ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۹/۵۰۷]

یونہی ۲۷/ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ میں **امورِ عشرین** میں فرمایا

__ ”شیطان کے علم کو معاذ اللہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہ وسلم کے علم سے زائد وسیع تر ماننا جیسا کہ براہینِ قاطعۂ گنگوہی میں ہے **صریح** ضلالت و **توہینِ** حضرتِ رسالت عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّحِیَّۃ ہے“__ [فتاوی مترجم ۲۹/۶۱۶]

(۴۹) **الغرض** اگر **بوجہِ عدمِ اطلاعِ یقینی** اُن **حضراتِ علماء** نے **تکفیرِ نانوتوی نہیں** کی تو اس سے **اقوالِ تحذیر** پر **صاحبِ تحذیر** کی **تکفیر ظنی مختلف فیہ کیونکر ثابت ہوگی**؟......

تکفیر بھی کوئی فرعی عملی مسئلہ ہے؟...... کہ ظن بھی وہاں مفید و موجبِ عمل ہو؟......

ارے اطلاعِ یقینی نہیں تو تکفیر ذمے پر نہیں۔ اور بعدِ اطلاعِ یقینی فرضِ قطعی۔

اطلاعِ یقینی نہ ہونے کے سبب تو خود امام نے ایک وقت تک دیوبندیہ کی

تکفیر نہ کرنے کو خود بیان فرمایا۔ نیز .... اسی سبب سے قادیانی کی بھی ایک وقت تک تکفیر نہ کرنے .... کے بیان کو مقبول رکھا۔

تمہیدِ ایمان میں ہے

۔۔"جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام (گالی) صادر نہ ہوئی یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام **نہ دیکھی سنی تھی** اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا غایتِ احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا احتیاطاً اُن کا ساتھ نہ دیا اور متکلمینِ عِظام کا مسلک اختیار کیا "۔۔

پھر "**صادر**" پر حاشیہ میں ہے

۔۔"جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلس میلاد مبارک و قیام میں شریکِ اہل اسلام ہوتے "۔۔

اور "**نہ دیکھی سنی تھی**" پر حاشیہ میں ہے

۔۔"جیسے گنگوہی صاحب و انبیٹھی صاحب کہ ان کے اتنے قول کی نسبت میرٹھ سے سوال آیا تھا کہ "خدا جھوٹا ہو سکتا ہے" اس کے بعد معلوم ہوا کہ .... شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتاتے ہیں ....

پھر گنگوہی صاحب کا وہ فتوی کہ "خدا جھوٹا ہے جو اسے جھوٹا کہے وہ مسلمان سنی صالح ہے"

جب چھپا ہوا نظر سے گذرا کمالِ احتیاط یہ کہ دوسروں کا چھپوایا ہوا تھا اس پر وہ تیقن نہ کیا جس کی بنا پر تکفیر ہو۔ جب وہ اصلی فتوی گنگوہی صاحب کا مہری دستخطی خود آنکھ سے دیکھا اور بار بار چھپنے پر بھی گنگوہی صاحب نے سکوت کیا تو اس کے صدق پر اعتبارِ کافی ہوا۔

یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نے نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا۔ جب تک مہدی یا مثیلِ مسیح بننے کی خبر سنی تھی جس نے دریافت کیا اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنوں معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب امرتسر سے ایک فتوی اُس کی تکفیر کا آیا جس میں اُس کی کفریہ عبارتیں بحوالۂ صفحات منقول تھیں اُس پر بھی اتنا لکھا کہ

......"اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر"...... دیکھو رسالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب صفحہ ۱۸۔ ہاں جب اُس کی کتابیں بچشمِ خود دیکھیں اُس کے کافر مرتد ہونے کا قطعی حکم دیا "__

اور بعد اطلاعِ یقینی یہ فرمایا کہ "بے تکفیر چارہ نہیں۔"

تمہید ایمان میں ہے

__"ان دشنامیوں (گالی دینے والوں) کو کافر نہ کہا جب تک **یقینی قطعی واضح روشن جلی** طور سے **ان کا** صریح کفر **آفتاب سے زیادہ ظاہر** نہ ہو لیا............

جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام دہیِ رَبُّ الْعَالَمِیْن و سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین **آنکھ سے دیکھی اب بے تکفیر**

چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سن چکے کہ

مَنۡ شَکَّ فِیۡ عَذَابِہٖ وَکُفۡرِہٖ جو ایسے کے معذب و کافر ہونے

فَقَدۡ کَفَرَ میں شک کرے خود کافر ہے

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوامِ اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم

حکمِ کفر دیا اور شائع کیا"__ [آخر تمہید ایمان، فتاوی مترجم ۳۰/۳۵۵، ۳۵۶]

☆

ناظر منصف پر ان ایضاحات سے عیاں ہو جائے گا کہ صاحبِ ازالہ تکفیرِ دیوبندیہ کے اختلافی ہونے کے اپنے مدعا پر استدلال میں موافق مخالف کی تمیز نہیں رکھتے۔ اپنے زعم پر نازاں اندھادھند چلتے ہیں۔ چنانچہ اسی قبیل کا ایک مکالمہ اُنہوں نے ازالہ [ص۷] میں لکھا ہے

اُن سے پوچھا گیا

__ جو صریح گالی دے اسے بھی کافر کہنا ضروری نہیں؟........ __

اس کے جواب میں انہوں نے کہا

وہ بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن اگر کسی عالم کی نظر میں وہ کلمہ صریح نہ ہو، بایں وجہ وہ تکفیر نہ کرے تو کیا اسے متہم کرنا کافر کہنا درست ہے؟....... سیدی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عباراتِ دہلوی پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:

یہ صریح سبّ و دشنام کے الفاظ لکھ دیئے۔

مگر آپ کے نزدیک برمذہبِ فقہاء صریح ہیں برمذہبِ متکلمین صریح نہیں
بایں وجہ آپ نے تکفیر نہیں فرمائی جبکہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ
اور اُن کے موافقین نے دہلوی کی تکفیر کی ہے۔ [ازالہ ص ۷]

۵۰ کیا صاحبِ ازالہ دکھا سکتے اور وہ کلمات پیش کر سکتے ہیں؟........ جن میں علامہ خیر آبادی اور ان کے موافقین رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عباراتِ دہلوی کو صریحِ کلامی متعین فی الکفر یا بالجزم و التعیین کفرِ صریح التزامی وغیرہ کچھ فرمایا ہو؟........

یا عباراتِ دہلوی پر جو رد انہوں نے فرمایا اس سے صاف صراحۃً یہی ثابت ہوتا ہو؟........

زبان سے ہانک دینا آسان ہے ثبوت دیتے دانتوں پسینے آئیں گے۔

اور **اعلام** بہ **لزوم والتزام** وغیرہ تصانیفِ انیقۂ حضرت علام مصنفِ **لمعات** کی اُنہیں ترغیب دینا تو بے کار ہے۔ کیونکہ وہ تو اُس کے لیے ہیں جو طبعِ سلیم وجذبۂ صادقِ طلبِ حق سے آمادۂ فہم ہو۔

کلام دربارۂ اثرِمنسوب به ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما

تفسیر دُرّ منثور وغیرہ میں راویِ تنہا ابو الضُّحیٰ کی روایت سے حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے کہا

ان اللّٰـہ خلق سبع ارضین فی کـل ارضٍ آدم کـآدمکـم ، ونـوح کنوحکـم ، وابـراھیم کـابـراھیـمکم ، وعیسـیٰ کعیسٰکم ، ونبی کنبیکم.

[فتاوی بے نظیر در نفیِ مثل آنحضرت بشیر و نذیر]

بے شک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں ہر زمین میں ایک آدم ہے تمہارے آدم کی طرح ، ایک نوح ہے تمہارے نوح کی طرح ، ایک ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح ، ایک عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح اور ایک نبی ہے تمہارے نبی کی طرح۔

اسی اثرابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے جن لوگوں نے زمین کے چھ طبقاتِ زیریں میں حضوراقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاذاللّٰہ چھ مثل موجود مانے ، اوربعض حدودِایمان کو پارکرکے یہاں تک بول پڑے کہ .... یہ اثر آیتِ ختم نبوت کا مُخَصِّص ہے حضور صرف اس طبقۂ بالا کے خاتم النبیین ہیں ، طبقاتِ زیریں کے نہیں .... معاذاللّٰہ

چنانچہ یہی قول امیرحسن سہسوانی کا تھا جیسا کہ ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ کے صفحۂ اول سے گذرا ـــــ کہ ” آیت خاتم النبیین مقید بقید دریں زمین ہے “ــ معاذاللّٰہ .

انہی امثالی و خواتمی وہابیوں کی نسبت استفتاء پر علمائے اہلسنت شَکَرَ اللّٰہ تعالیٰ مساعِیَھُمُ الجمیلة نے جوابات دیے اور وہ ۱۲۹۰ھ میں رسالہ ''فتاوی بے نظیر در نفیِ مثلِ آنحضرت بشیر و نذیر'' میں طبع ہوکر شائع ہوئے۔

اس کتاب فتاوی بے نظیر میں اثرِ مذکور کے بارے میں خاتم المحققین علامہ نقی علی خاں والدِ ماجدِ امام علیھما الرحمة والرضوان فرماتے ہیں

__'' علماء نے اس حدیث ان اللّٰہ خلق سبع ارضین الخ میں ہرطرح کلام کیا''__ [فتاوی بے نظیر ص۱۸ ، فتاوی رضویہ ۶/ ۶۸ ، مترجم ۱۴/ ۳۵۹]

علامہ محبّ احمد قادری فرماتے ہیں

ماتکلم بہ فیہ المحققون من شذوذہ کماقال البیھقی وغیرہ ، اوضعفہ کما قال الحلبی والعلامة الزرقانی وغیرھما ، او وضعہ کما قال فی البحرالمحیط وغیرہ ، او کونہ مردوداً کما فی المقاصد الحسنة وغیرھا. [فتح الباری ۸/ ۱۷]	اثر مذکور کے بارے میں محققین کا تنقیدی کلام ہے بیہقی وغیرہ نے اسے شاذ کہا علامہ حلبی و علامہ زرقانی وغیرہ نے ضعیف کہا بحرِ محیط وغیرہ میں اسے موضوع کہا مقاصدِ حسنہ وغیرہ میں مردود کہا

[فتاوی بے نظیر ص۱۵]

اسی میں ایک فتوی میں اثرِ مذکور پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرمایا

__'' شیخ جلال الدین سیوطی نے تفسیر درّ منثور میں لکھا

اخرج ابن جریر و ابن ابی حاتم	ابن جریر نے ابن ابی حاتم نے اورحاکم نے بتصحیح

والحاکم و صححه والبیهقی فی شعب الایمان وفی الاسمآء والصفات من طریق ابی الضحیٰ عن ابن عباس فی قوله تعالٰی ﴿ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ قال سبع ارضین فی کل ارضٍ نبی کنبیکم وآدم کآدم ، ونوح کنوح ، وابراهیم کابراهیم ، وعیسیٰ کعیسیٰ. قال البیهقی اسناده صحیح ولکنه شاذ بمرة لااعلم لابی الضحی علیه متابعاً انتهی. [درّ منثور ۳۶۴/۶ ، فتاوی بے نظیر ص۷۹ ، ۸۰]

اوربیہقی نے شعب الایمان اورالاسماء والصفات میں بروایتِ ابوالضحیٰ حضرت ابن عباس سے آیت کریمہ ﴿وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ ﴿ اورانہی کی برابر زمینیں﴾ کے بارے میں روایت کیا کہ اُنہوں نے کہا : سات زمینیں ہرزمین میں ایک نبی ہے تمہارے نبی کی طرح ، ایک آدم ہے آدم کی طرح ، ایک نوح نوح کی طرح ، ایک ابراہیم ابراہیم کی طرح ، اورایک عیسیٰ عیسیٰ کی طرح۔
امام بیہقی نے کہا اس اثر کی سند صحیح ہے مگر یہ حددرجہ شاذ ہے ، میرے علم میں نہیں کہ ابوالضحیٰ کے سوا کسی اور نے اسے روایت کیا ہو۔

یہ اثر تفسیرِعباسی میں .... جو منسوب بہ عبد اللّٰہ ابن عباس [رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما] ہے .... موجودنہیں۔

ابو الضحیٰ عن ابن عباس اس طریقہ کو بابِ تفسیر میں کسی مفسر نے معتبرنہیں رکھا چنانچہ سیوطی نے طبقاتِ مفسرین میں اس طریقہ کا ذکرہی نہیں کیا ‘‘ــــ مختصراً

[فتاوی بے نظیر ص۸۳]

قال سفیان ثوری: خذوا التفسیر عن اربعة من اصحاب ابن عباس عن سعید بن جبیر و مجاهد و عکرمة والضحاک. ۱۲ سیوطی.

امام سفیان ثوری کہتے ہیں تلامذۂ ابن عباس میں تفسیر چار سے لو سعید بن جبیر مجاہد عِکرمہ ضحّاک۔

[حاشیہ فتاوی بے نظیر ص۸۳ ، طبقات الحفاظ للسیوطی ۱/۴۴ ، الاتقان فی علوم القرآن ۴/ ۸۹۷]

☆

نیز در منثور میں ہے کہ

عبد بن حمید ابن جریر اور ابن ضریس نے بطریقِ مجاہد حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

قال: لو حدثتکم بتفسیرھا لکفرتم ، وکفرکم بتکذیبکم بھا. [در منثور ۶/ ۲۶۴]

حضرت ابن عباس نے کہا : اگر ــــ ”کریمۂ ﴿اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ کی تفسیر بیان کروں تو تم کافر ہو جاؤ۔“ ــــ [تنبیہ الجہال ص۳۳]

اور آیتِ بالا کو تمہارا جھٹلانا تمہارے کفر کا سبب ہو ۔

اسے بھی وہابیہ امثالیہ نے پیش کر کے یہ بتانا چاہا جیسا کہ ان کے رسالے ”نصرالمومنین“ کی عبارت نقل کر کے حاصلِ عبارت ”تنبیہ الجہال“ [ص۷۳] میں یہ بتایا کہ

> خواہ مخواہ تفسیر اس آیت کی وہی ہونا چاہیے جسے مخاطَبین و معاصِرینِ ابن عباس ....[جو] کہ صحابہ و تابعین ہیں رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم اجمعین........ کفر سمجھیں۔ سو وہ یہی معنی ہیں جنہیں ہمارے مخالفین [یعنی مسلمانانِ اہلسنت]

کفر سمجھتے ہیں [تنبیہ الجہال ص۷۳]

پھر اس پر ردمیں تنبیہ الجہال میں فرمایا

؎ ” **الحمد للّٰہ** کہ جومعنی یعنی ....چھ خاتم النبیین اورماننا یا کسی کو جمیع صفاتِ کمالیۂ مختصۂ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کامُشارِک و مُماثِل جاننا .... اسے مخالفین آپ کے [یعنی مسلمانان اہلسنت] کفر سمجھتے ہیں صحابہ و تابعین انہیں سنتے تو وہ بھی کفر سمجھتے ، یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما نے اسی وجہ سے [وہ معنی] بیان نہ کیے

فنعم الوِفاق بیننا و بین الصحابة والتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنا معھم اجمعین.	کیا ہی اچھی یہ موافقت ہے کہ ہم حضراتِ صحابہ وتابعین کے ساتھ ہیں۔ اللہ پاک اُن سے اور اُن کے صدقے ہم سے سب سے راضی ہو۔

اورجب حضرت **ابن عباس** نے [وہ معنی] **بیان** ہی **نہ** فرمائے تو یہ **تفسیر** جو اُن کی طرف منسوب ہے **کہاں سے آئی**؟........ لاجرم کسی نے بنائی [گڑھی]۔

[تو] یہ ایک اور دلیلِ موضوعیت [اثر مذکور کے بارے میں] **مخالفین** [یعنی ہم مسلمانانِ اہلسنت] کے ہاتھ آئی۔

لا اقل اضطراب میں تو شک نہیں۔

[یعنی تفسیرِ آیت کے بارے میں اس اثر مذکور کے مضطرب ہونے میں تو شک نہیں]

[کیوں] کہ [اسی آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ] روایتِ مُصَدَّرہ بلفظِ لَوحَدَّثْتُکُمْ سے ثابت کہ آپ نے اس آیت کی **تفسیر** بیان **نہ** فرمائی —

اور دوسری روایات میں بیان ہے ، اور مضمونِ بیان بھی مختلف ہے تو [اس تفسیر کی روایات کا مضطرب ہونا ثابت ہوا اور ان میں] ایک سے بھی احتجاج درست نہیں [ہوا کیوں] کہ مضطرب [روایات] قابلِ اعتبار و استدلال نہیں ہوتی "۔

[تَنْبِیهُ الْجُهَّال ص۷۳ ، ۷۴]

تَنْبِیهُ الْجُهَّال بِاِلْهَامِ الْبَاسِطِ الْمُتَعَال یہ حضرت مولٰینا مولوی حافظ بخش صاحب علیہ الرحمة والرضوان ۱۳۱۲ھ کی وہ تالیف ہے کہ فتنۂ شش مثل کی سرکوبی پر اطلاع دینے والی کتابوں میں امام اہلسنت نے اسے شمار کیا۔ [المعتمد المستند ص۱۰۹]

اسی کتاب تَنْبِیهُ الْجُهَّال میں رسالہ علمائے مکہ مکرمہ کے مقدمات تلخیصاً بیان کرتے ہوئے فرمایا

"مقدمۂ حادیة عشر روایات درباب خلائق طبقات زیریں باہم متخالف ہیں ایک روایت تو حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے اگر کریمہ ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیة﴾ کی تفسیر بیان کروں تو تم کافر ہو جاؤ۔

دوسری روایت اُنہی سے یہ ہے کہ طبقات زیریں میں جن ہیں یا فرشتے۔ اور اُنہی سے تیسری روایت یہ ہے کہ جو کچھ اس طبقۂ زمین پر ہے سب اُن طبقوں میں موجود ہے ، سب اسی طرح۔ اور بہت روایات و حکایات ہیں کہ قابلِ التفات نہیں ....

طبقاتِ زیریں میں خواہ حضرت کے چھ مثل مانیے یا اُنہیں خاتمیت میں برابر ، اور جناب رسالت مآب کو صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دیگر خصائص میں افضل

جانیے خواہ اس جناب کو خاتمِ حقیقی اور اُنہیں اضافی ٹھہرایئے یا آپ کا ختم بالذات ، اور اُن کا بالعرض تصورفرمائیے سب ھباءً منثورا ہوئے [کیوں] کہ **سند و حجت** ان سب حضرات کی سوا اُس **قول شاذ** کے کچھ نہ تھا۔ جب وہی قابلِ اعتبار نہ رہا تو بہ عنایتِ الٰہی سب کے ہاتھ خالی اور دامنِ مَتاع یاس سے پُر ہوگئے۔ والحمد للّٰہ رب العالمین ﴿وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ﴿اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بےانصاف لوگ﴾ [کنز الایمان پ۱۲ ع۴ سورۃھود ایت۴۴] "—

مختصراً [تنبیہ الجہال ص۳۳]

ولہذا امام اہلسنت کے والدِ ماجد حضرت خاتم المحققین علامہ نقی علی خاں قُدِّسَ سِرُّهُمَا نے فرمایا

—" قطع نظر اس سے کہ علماء نے حدیث ان اللّٰہ خلق سبع ارضین میں ہر طرح کلام کیا ہے بعد ثبوتِ رفع و تسلیمِ صحتِ متن واسناد ، مفیدِ اعتقاد نہیں۔ بلکہ جس حالت میں مضمون اس کا دلالتِ آیت اوراحادیثِ صحیحہ و عقیدۂ اہلِ حق کے خلاف ہے تو قطعاً مَتْرُوْکُ الظَّاهِر وَاجِبُ التَّاوِيْل ہے۔

پس جو شخص اس حدیث سے وجود و تحققِ اَمثالِ سرورِ عالَم صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر استدلال کرے سخت جاہل [ہے] ، اور معتقدِ فعلیتِ مثلِ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمعنی مشارکت فی الماہیت والصفات الکمالیۃ مبتدع اور مخالفِ عقیدۂ اہلسنت ہے "—

[فتاوی بے نظیر ص۱۸ ، فتاوی رضویہ ص۶۸ ، مترجم ۲۵۹/۱۴]

اور اسی کے بعد امام نے فرمایا

ـــ" القائل بتحقق المثل او الامثال بالمعنی المذکور فی السوال مبتدع ضال "ـــ

[ایضاً]

☆

انتبــاہ:۔ علمائے اہلسنّت کے علاوہ نواب بھوپالی نے بھی اس اثر کو مضطرب وغیرہ کہا اور اثرِ مذکور کو دلیل بنا کر شش مثل ماننے کے مسئلہ میں وہابیہ امثالیہ کا ساتھ نہ دیا۔

بھوپالی صاحب کا یہ طویل جواب بھی مع سوال جداگانہ رسالہ "فتاوی بے نظیر" کے آخر آخر صفحات میں شائع ہوا۔

☆

تاویلِ اثرِ ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما

جب یہ ذکر آ گیا کہ

ـــ" بعد ثبوتِ رفع و تسلیمِ صحتِ متن و اسناد "ـــ

یعنی اگر اس اثر کی سند حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ثابت ہو جائے اور متنِ اثر بھی ہر طرح کے قابلِ رد خلل سے پاک ثابت ہو جائے اور راویانِ اثر بھی ہر طرح سے قابلِ اعتماد ثابت ہو جائیں تو بھی

—" مفیدِ اعتقاد نہیں "—

کیونکہ خبرِ واحد ہے۔ اور خبرِ واحد مفیدِ ظن ہے ۔ جبکہ عقائد میں یقین درکار ہے۔
—" بلکہ جس حالت میں مضمون اس کا دلالتِ آیت [خاتم النبیین] اور احادیثِ صحیحہ و عقیدۂ اہلِ حق کے خلاف ہے تو قطعاً مَترُوکُ الظَّاهِر وَاجِبُ التَّاوِیل ہے۔ "—
یعنی اس اثر کا جو ظاہرِ معنی ہے اُسے ماننا روا نہیں ، اور تاویل کرکے اسے ایسے معنی کی طرف پھیرنا واجب ہے جو مذکورہ خلل سے پاک ہو۔

تو کچھ تاویل کا ذکر بھی کردیں

جو ائمۂ کرام کی طرف سے امامِ اہلسنّت نے فتاوی الحرمین [ص۴۲] میں بتائیں
۱۳ ھ ۱۷
چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں

وعلی تقدیر ثبوته یحتمل ان یکون المعنی ثَمَّ مَنْ یُقتدیٰ به مُسَمّیٰ بهذه الاسماء وهم رُسُلُ الرُّسُلِ الذین یُبَلِّغون الجِنَّ عن انبیاء اللّٰه ویسمی کل منهم باسم النبی الذی یُبَلِّغ عنه.

اگر یہ اثر بصحت ثابت ہو تو اس کی تاویل یہ ہے کہ [اثرِ هذا میں اس زمینِ بالا کے انبیائے کرام علیهم الصلٰوۃ و السلام کی طرح طبقاتِ زیریں میں جو آدم و نوح وغیرہ ہونا مذکور ہے اُس سے] مراد یہ ہے کہ طبقاتِ زیریں میں وہ پیشوا ہیں جن کے یہ نام ہیں اور وہ انبیائے طبقۂ بالا کے قاصد و پیغام رساں ہیں جو قومِ اِجنّہ کو تبلیغ کرتے اور احکامِ انبیائے کرام علیهم الصلٰوۃ والسلام پہنچاتے ہیں اور اُن میں ہر ایک کا نام اُنہی نبی کے نام پر ہے جن کے وہ قاصد و پیغام

رساں ہیں۔ | [ارشاد الساری ۲۵۲/۵]

اسے پیش کرکے مولٰینا عبدالغفار صاحب نے فرمایا

" پس اس صورت میں سوا مشارکتِ اسمی کے [یعنی محض نام میں شرکت کے علاوہ] کوئی مماثلتِ معنوی [یعنی انبیائے طبقۂ بالا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کسی وصف میں پیشوایانِ طبقاتِ زیریں کی شرکت] روایتِ مذکورہ میں ثابت نہ ہوئی " [فتاوی بے نظیر ص ۵]

اور الحاوی للفتاویٰ للامام الجلال السیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان میں ہے

هذا الحديث رواه الحاكم في المستدرك وقال: صحيح الاسناد، ورواه البيهقي في شعب الايمان وقال: اسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة، وهذا الكلام من البيهقي في غاية الحسن، فانه لايلزَم من صحة الاسناد صحة المتن كما تقرر في علوم الحديث لاحتمال ان يصِحّ الاسناد ويكون في المتن شُذوذ او علة تَمنَع

اس حدیث ...... فی کل ارض نبی کنبیکم ...... کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا : ...... " اس کی اسناد صحیح ہے "...... اور امام بیہقی نے اسے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا : ...... " اس کی اسناد صحیح ہے ، مگر حد درجہ شاذ ہے "...... امام بیہقی کی یہ بات [کہ صرف اسناد کے بارے میں صحت بتائی] بڑی اچھی ہے۔

کیونکہ اسناد صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں کہ متنِ حدیث بھی صحیح ہو ...... جیسا کہ فنِّ حدیث میں ثابت شدہ ہے ...... کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اسناد صحیح ہو اور متن میں شذوذ ہو یا کوئی علت وخلل ہو جو مانعِ صحت ہو۔

صحتـه ، واذاتبيّـن ضعف الـحديث اغنى ذالک عن تـاويله لان مثل هذا المقام لا تقبل فيه الاحاديث الضعيفة.

اور جب اس حدیث کا ضعیف ہونا واضح ہوگیا تو تاویل کی حاجت نہ رہی۔

کیونکہ ایسے مقام [یعنی اعتقادیات] میں روایاتِ ضعیفہ مقبول نہیں۔

ويـمكـن ان يـؤُول على ان المراد بهم النُّذُرالذين كانوا يبـلّغـون الـجنّ عـن انبيـاء البشـر، ولا يبعُـد ان يسمى كـل مـنهـم باسم النبى الذى بَلَّغَ عنه. [الحاوی ۱/۳۷۲]

تاہم یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ طبقاتِ زیریں کے مذکور بالا آدم و نوح وغیرہ سے مراد نائبینِ انبیاء ہیں جو جنّوں کو ڈرساتے اوراحکامِ انبیائے کرام علیهم الصلوٰة والسلام پہنچاتے ہیں ، اور ممکن کہ اُن کے نام اُنہی نبی کے نام پر ہوں جن کے وہ نائب واحکام رساں ہیں۔

اور امام سخاوی مقاصدِ حسنہ میں اس اثر کے تحت فرماتے ہیں

فهـو مـحـمـول ان صح نقله عن ابن عباس على انه اخذه عن الاسرائيليات ، وذالک و امثـالـه اذا لـم يـخبـر بـه ويَـصِـحّ سـنـده الى معصوم فهو مردود على قائله.

[ص ۱۰۲ ، ۱۰۳ حدیث۹۱]

اگر حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ اثر بصحت ثابت ہو تو اس پر محمول ہے کہ اُنہوں نے اسے بنی اسرائیل سے لیا۔

اور ایسی بات کی سند و روایت کا سلسلہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہونا بصحت ثابت نہ ہو تو وہ قابلِ قبول نہیں ہے ، بلکہ رد کردی جائے گی۔

☆

تحذیرالناس
مولوی قاسم نانوتوی نے کیوں اور کب لکھی؟..........

فتنۂ شش مثل کے شرکاء میں سے ایک مولوی احسن نانوتوی تھے ان کی حمایت میں اسی اثرِ منسوب بہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صحیح ثابت کرنے کے لیے انہی احسن نانوتوی کے سوال پر لکھی۔

چنانچہ فتاوی الحرمین میں ہے۔

—" اوراسے اس [خاتم النبیین کا نیا معنی تراشنے میں رسالہ تحذیرالناس لکھنے اور ان کفروں کے بکنے] پر باعث اپنی اس بات کا بنانا ہوا جو اس نے اسی رسالے میں زعم کی کہ اثرابن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم صحیح و مقبول ہے اوراس سے یہی معنی مراد ہیں جو ظاہر لفظ سے مفہوم ہیں اورتاویلیں جوائمۂ کرام مثلاً سخاوی و سیوطی و قسطلانی وغیرہم نے ذکر کیں سب مردود و نامقبول ہیں "—

[فتاوی الحرمین ص۷۲]

نیز تَنْبِیهُ الْجُهَّال بِاِلْهَامِ الْبَاسِطِ الْمُتَعَال .... تالیف حضرت مولٰینا مولوی حافظ بخش صاحب علیہ الرحمۃ و الرضوان جسے المستند [ص۱۰۹] میں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہ نے فتنۂ شش مثل کی سرکوبی پر اطلاع دینے والی کتب میں شمار کیا .... اُس میں ہے

—" مولوی امیر حسن[۱] اور امیر احمد[۲] — اشاعتِ مسئلۂ تحقق امثال — کے بانی ہوئے — چھ مثل افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے عالم میں موجود و متحقق قرار دیئے ، رسالہ ''مناظرۂ احمدیہ'' ایک شاگرد کے نام سے تالیف کیا۔ اس میں [احسن] نانوتوی صاحب کو معتقدِ ظاہر حدیث [یعنی اثر مذکور بالا کے ظاہر معنی کا معتقد] قرار دیا۔ ماہ رمضان ۱۲۹۰ھ میں اکابر شہر بریلی کی نظر سے گذرا۔ فوراً سوال واسطے دریافت حال کے [احسن] نانوتوی صاحب کے پاس بھیجا۔" — [تنبیہ الجہال ص۳]

وہ سوال یہ ہے

—" بصفحہ ۴۷ مناظرۂ احمدیہ مطبوعہ شعلۂ طور کانپور جس میں بدلیل حدیث منسوب بہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما.

ان اللّٰہ خلق سبع ارضین فی کل ارضٍ آدم کآدمکم ،ونوح کنوحکم ، وابراھیم کابراھیمکم ، وعیسیٰ کعیسٰکم ، ونبی کنبیکم.

اور چھ مثل آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم کے موجود و متحقق ہونا طبقاتِ زیریں میں مذکور۔ [اس کے بعد] یہ عبارت ثبت ہے

فتوی علمائے دہلی مثل .... نذیر حسین[۳] صاحب .... وغیرہم میں مصرح ہے کہ معتقدِ ظاہرِ حدیث مسلم صحیح الاعتقاد ہے اور مکفّر اس کا کافر بے ایمان۔ مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی بھی اسی کے معتقد ہیں اور

۱_ ۲_ ۳_ حسام الحرمین [ص۷۹] میں فرقۂ وہابیہ امثالیہ و خواتمیہ کے بیان میں ان سب کی تکفیر ہے

اسی مضمون پر اُن کی **مہر** ثبت ہے

آیا نسبت اس عقیدے کی جناب کی طرف صحیح ہے؟........ اور آپ نے اس مضمون پر اپنی مہر ثبت فرمائی ہے؟........ یا یہ سب افتراء ہے؟........ [تنبیہ الجہال ص۶]

[اس سوال پر احسن] نانوتوی صاحب پہلا عقیدہ بھول گئے حد سے زیادہ گھبرائے نیا مضمون تحریر میں لائے کہ [تنبیہ الجہال ص۳]

الجواب: میرا عقیدہ یہ ہے کہ حدیث مذکور[1] صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہوں اس لیے کہ اولادِ آدم جس کا ذکر ولقد کرّمنا بنی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب اولادِ آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں کسی طرح آپ کے مماثل نہیں ہو سکتے پس جو کوئی ظاہر حدیث کے بموجب ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں اعتقاد کرے اور ان کو مماثل

[1] یعنی وہی اثرِ ابن عباس ان اللّٰہ خلق سبع ارضین الخ.

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نہ جانے بلکہ تشبیہ مذکور فی الحدیث کو تفہیم کے لیے اور صرف خاتم ہونے میں شرکت کے واسطے سمجھے وہ بے شک مسلمان صحیح الاعتقاد ہے اور اس کے کافر کہنے والے کو میں براجانتا ہوں۔

اور جس مضمون پر میں نے مہر کی ہے اس کی تفصیل مجھ کو یاد نہیں مگر غالباً میں نے اس سے یہی مطلب سمجھ کر مہر کی ہے۔ فقط کتبہ

محمد احسن الصدیقی

بمعائنۂ جواب ظاہر ہوا کہ [احسن] نانوتوی صاحب [وہابیۂ امثالیہ کے رسالہ ''مناظرۂ احمدیہ'' پر اپنی تصدیقی] مہر کرنے سے صاف انکار نہ کرسکے اور بخوفِ شورشِ عوام اور مواخذۂ خواص اقرارِ اَمثال بھی مناسب نہ سمجھے ، لہذا نیا طرز اختیار کیا مہر کا اقرار اور اَمثال سے بظاہر انکار کیا۔ مضمون کی نسبت لکھا ''اس کی تفصیل مجھ کو یاد نہیں مگر غالباً میں نے اس سے یہی مطلب سمجھ کر مہر کی ہے'' واہ کیا عمدہ سمجھ ہے قائلین بالامثال کی تحریر سے انکارِ مماثلت سمجھنا ....

دوسرا سوال بھیجا گیا اور [تصدیقی مہر کی بابت] جس مضمون کو [احسن] نانوتوی صاحب نے گول کیا تھا اُس کی تصریح اور مخلوقاتِ دیگر طبقات کی تفصیل چاہی ، نئے عقیدہ کے فساد سے بخوبی اطلاع کردی۔ [احسن] نانوتوی صاحب سمجھے فقرہ نہ چلا ، اور **مولوی عبدالحی صاحب کی آڑ سے بھی کام نہ نکلا**.........

اب بھی اعتراض سے رہائی نہیں وہی آش کاسہ میں موجود ہے.........

دوسری چال چلے معتقدین سے فرمایا

ہم سوال چھاپ کر اور شہروں کو بھیجتے ہیں دیکھو وہاں کے علماء کیا لکھتے ہیں

.... اکثر جگہ سے جواب خلافِ مراد پایا ....

اب ایک جواب اپنے رشتہ دار مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی سے لکھوا کر چھاپا ہے۔

انہوں نے برعایتِ رشتہ داری حمایت میں بے فائدہ کمالِ جانفشانی اور عرق ریزی کی ہے ، اور ایک بڑی لمبی تقریر بے سروپا صدہا تمہیدات و تمثیلات پر مشتمل لکھی ہے متعلق مسئلہ کے وہی دو چار باتیں جو مناظرۂ احمدیہ اور تحریرِ مولوی عبد الحی صاحب میں موجود ہیں اور جن کا رد ہو چکا ہے۔ باقی کچھ خیالی ڈھکوسلے کچھ باتیں خارج از مبحث۔ خدا جانے اس خبط و خلط سے کیا فائدہ؟ "__

[تنبیہ الجہال ص٦ ، ٧ ، ٨] مختصراً

اور فتاویٰ میں فرمایا

__" آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کاہے پر چھڑی تھی۔ ذکر یہ تھا کہ حضور پرنور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ اور ختمِ نبوت ناقابلِ شرکت۔ تو امکانِ مثل مستلزمِ کذبِ الٰہی۔ اور کذبِ الٰہی محالِ عقلی۔ ع

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

اس پر اس سفیہ [مولوی اسماعیل دہلوی] نے جواب دیا کہ .... کذبِ الٰہی محال نہیں۔ ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہوجائے "__ معاذ اللہ

[فتاوی رضویہ ۲۶۴/۶ ، مترجم ۴۲۸/۱۵]

یعنی ''امکانِ مثل'' کا فتنہ دہلوی کی ایجاد ہے۔ اور اس فتنۂ باطل کو صحیح بنانے کے لیے اُس نے امکانِ کذب کی شناعت اوڑھ لی ، اور امکانِ کذب کے عقیدۂ ضلالت کی بناء ڈالی تھی۔

اور رسالہ ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ کے شروع مضمون میں گذرا

___" مدت دراز ہوئی جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اور مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی کے درمیان بمقام دہلی تنازع واقع ہوا تھا مولوی فضل حق صاحب کذبِ حق سبحانہ کو ممتنع کہتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن ٹھہراتے تھے اور نیز مولوی فضل حق صاحب مثلِ جناب خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ممتنع ٹھہراتے تھے اور مولوی اسمٰعیل صاحب ممکن بتلاتے تھے۔ لیکن عدمِ وجودِ مثل مذکور کے تمام عالم میں قائل تھے۔ ایک مدت کے بعد مولوی امیر حسن صاحب سہسوانی نے فرمایا کہ

امکان میں بحث کرنا بے کار ہے کہ چند مثل جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر زمینوں میں موجود ہیں پس ایت خاتم النبیین مقیّد بقیدِ دریں زمین ہے۔ فقط

اب چندروز سے مشہور ہوا تھا کہ مولوی قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں کہ

خاتم النبیین کے معنیٰ آخر الانبیاء کے نہیں بلکہ اصل النبیین کے ہیں پس اگر سیکڑوں ہزاروں انبیاء مانند آپ کے اس زمین میں بھی قیامت تک پیدا ہوں تو مخالف آیت خاتم النبیین کے نہیں ہے کہ اصل سب انبیاء کے آپ رہیں گے "۔

[ابطالِ اغلاطِ قاسمیہ ص ۱]

اور رسالہ جَزَاءُ اللّٰہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَائِہٖ خَتَمَ النُّبُوَّۃ میں ہے

"کسی قاسمِ کفروضلالت قسیم و مباینِ حق و ہدایت کا کوئی بھائی لگتا ان نئے مرتدوں کے ہاتھ بک گیا ، سات خاتم النبیین کا فتوی لکھ گیا اب یہ اگر تازی نبوتوں کا ٹھیکہ نہ لیں ختمِ نبوت کے معنیٔ متواتر کو مہمل نہ کہیں تو اکلوتے بھیا کی حمایت ہی کیا ہوئی "۔ [فتاوی رضویہ مترجم ۶۴۳/۱۵]

یہ لگتے بھائی احسن نانوتوی صاحب تھے جو امثالی وخواتمی وہابیہ کے فتنہ کے شرکاء میں سے ایک تھے

تو نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس جب خواتمی وہابیوں کی حمایت میں لکھی اور امثالی و خواتمی وہابیوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی آیت خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین تھی

تو تحذیر سے ان کا مقصود و مطمحِ نظر اس رکاوٹ کو دور کرنا تھا اس کے لیے انہوں نے تحریفِ معنوی کی راہ لی کہ خاتم کا معنیٔ ضروریِ دینی جو تمام اہلِ اسلام کا عقیدہ تھا اُسے فضیلت سے خالی نا قابلِ مدح وغیرہ کہہ کر رد کیا ، اور دوسرا نیا معنی تراشا۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ .

☆

جواب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم[1]

اوپر تنبیہ الجہال سے گذرا کہ مولوی احسن نانوتوی نے اپنا سوال کئی شہروں کو بھیجا تھا۔ اُنہی میں ایک مولوی عبدالحی صاحب مرحوم بھی ہیں۔

اور تحذیرالناس اُن کے جواب کے بعد اُن کے جواب سے کچھ مدد لے کر نانوتوی صاحب نے لکھی ہے۔ جیسا کہ تنبیہ الجہال سے گذرا کہ

_" قاسم نانوتوی صاحب نے برعایت رشتہ داری لمبی تقریر لکھی ہے ، متعلق مسئلہ

---

[1] بعض ندویوں نے افتراء کیا تھا کہ حضرت تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی قُدِّسَ سِرُّہ نے حضرت شیخ مجدد شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز مولانا عبدالحلیم اور مولانا عبدالحئ وغیرہ کی تکفیر کی ہے۔ موصوف نے حضرت مولٰینا حاجی حافظ سید اسمٰعیل حسن صاحب سیتاپوری علیہم الرحمۃ والرضوان کے استفسار پر اُن کے نام خط مورخہ ۱۳۱۴ھ میں فرمایا

" یہ فقیر **تکفیر** حضراتِ مذکورین سے **محض بری** ہے جو مجھ پر ایسی تہمت کرتا ہے وہ مفتری ہے .... علاوہ بریں حضرت **مجدد صاحب شاہ صاحب** اور مولوی **عبدالحئ** صاحب **مرحومین** کی تحقیقات سے ندویہ کے مذہب کا مردود ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے "

یہ خط حضرت مولٰینا مولوی سید **حسین حیدر** میاں صاحب واسطی بلگرامی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب مستطاب رَغمُ الهازل ۱۳۱۴ھ کے آخر صفحۂ ثانی پر شائع و مشتہر کیا جسے "مطبع اہلسنت وجماعت بریلی" نے طبع کیا۔ آخر کتاب میں وہ اور دو اور مکتوبِ حضرت تَاجُ الفُحُول مع عکس مندرج ہیں۔

کے وہی دوچار باتیں جو مناظرۂ احمدیہ اور تحریر مولوی عبدالحئ صاحب میں موجود ہیں اور جن کا رد ہو چکا ہے ''۔۔۔ مختصراً [تنبیہ الجھال ص۸]

تو مولوی عبدالحئ صاحب مرحوم کا جواب ''تحذیر'' سے پہلے کا ہے۔

احسن نانوتوی نے اپنے مطبع صدیقی بریلی سے جو تحذیر الناس چھاپی اُس کے آخر میں مولوی عبدالحئ صاحب کا جواب بھی چھاپا ، وہی دیوبندیہ آج بھی چھاپ رہے ہیں۔

مگر تحذیر نے جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وصفِ ختمِ نبوت کے نئے معنی تراشے اور صریح کفر اختراع کیے **اس میں**

مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کا **جواب** تحذیر کا **نہ مُؤَیِّد ہے نہ موافق ، بلکہ مخالف** ہے۔

لہذا ہم اس حقیقتِ واضحہ کو واضح تر کریں اور دکھائیں کہ

مولوی **عبدالحی** صاحب مرحوم نے وہابیہ امثالیہ پر ان کے کفر و گمراہی کے سبب کیا کیا **قیامت** قائم کی ہے۔ اور کفریاتِ تحذیر سے اُن کا دامن کیسا صاف بَری ہے۔

چنانچہ تنبیہ الجھال میں ہے

۔۔'' ابوالحسنات مولوی **عبدالحی** صاحب اپنے پہلے **فتوی میں** کہ کلام مبرم کے ساتھ چھپا تحریر فرماتے ہیں

...... '' الحاصل حدیث مذکور صحیح ہے اور عقیدہ موجود ہونے **اَمثالِ** خاتم الانبیاء افضلِ مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **باطل** ہے۔ اور اس حدیث سے ہرگز

ثابت نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ عدمِ مماثلت اس سے ثابت ہوتی ہے۔

مقامِ افسوس وتعجب ہے کہ ازز مانۂ نبوی تا ایں جزوِزمان مدت قریب تیرہ سو برس کے گذرے اور اس **مذہب** میں **صدہا** فقہاء اور مُحَدِّثین اور **ہزارہا** علماء اور صحابۂ کِرام اور تابعین کی نظر سے حدیثِ مذکور گذری مگر **کسی** کے خیالِ مبارک میں موجود ہونا **اَمثالِ** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا **نہ آیا**۔

آیا تو اس صاحبِ عقیدہ کی خاطر میں آیا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون لقد صدق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَدَأَ الدِّیْنُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا.

نازم بریں عقل ودانش اگر شیوعِ جہل کی یہی کیفیت رہی تو دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائدِ فاسدہ احادیثِ صحیحہ سے اَفہامِ ناقصہ مُستَنبَط کریں گے اور کیا فسادِ عالم میں برپا کریں گے

وَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَمِنْہُ الْبَدْؤُ وَاِلَیْہِ الرُّجعٰی. ”.........

اور ” دافع الوسواس “ میں قائلین بالامثال [یعنی حضور کے چھ مثل ماننے والوں] کو اس بیان [کی وجہ] سے جاہل و مخالفِ اہلِ اسلام ٹھہراتے ہیں [کہ]

........” اور اثر ابن عباس سے چھ **مثل** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز **ثابت نہیں**۔ جو اس کا **مدعی** ہو قول اس کا **باطل** ہے۔ **معتقدِ مثلِ محمدی** ، **مخالفِ اہلِ اسلام** و **جاہل** ہے۔

برائے اہلِ اسلام آنحضرت کی ذات اَفضَلُ الْمَخلُوقَات و اَکرَمُ الْمُمکِنَات ہے۔

کسی مخلوق کی شرکت آپ کی صفاتِ مُخْتَصَّۂ کمالیہ میں ازقبیلِ **مُمْتَنِعَات** ہے۔

"......... پھر لکھتے ہیں

" اور یہ کہنا کہ .... مراد عالَمین یا خَلْق سے فقط اس طبقہ کی مخلوق ہے ....

قولِ باطل و بلا دلیل ہے الیٰ قولہ بہر تقدیر **بِعْثَتِ مُحَمَّدِیَّہ عام** ہے اور

خَاتَمِیَّتِ اَحْمَدِیَّہ حقیقی ہے شاملِ ہر خاص و عام ہے۔

الحاصل حدیثِ ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجھنا چاہیے ، اور جس قدر اس کے ظاہر سے ثابت ہے بغیر چوں چرا کے اس کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اور قول **وجودِ امثالِ محمدیہ** کو یا **تخصیصِ بعثتِ احمدیہ** کو بلا دلیل و **باطل** تصور کرنا چاہیے۔

نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہرادیں جیسا کہ ایک طائفہ نے کیا اور نہ یہ کہ اس سے امثالِ محمدیہ ثابت کریں یا نصوص بعثتِ محمدی کو خواہ مخواہ خاص سمجھیں جیسا کہ دوسرے طائفہ نے کیا۔ "......... [دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مطبع علوی لکھنؤ ص ۳]

اور آخر کتاب میں رسالۂ سابقہ کی نسبت تحریر کرتے ہیں

......." اور اس میں خوب تصریح کر دی کہ میں تعددِ خواتمِ اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہوں اور خصوصِ بعثت نبویہ کا قائل نہیں ہوں "......... [ایضاً ص ۲۴]

اور خط موسومہ سید حامد علی میں تحریر کرتے ہیں

فی الواقع در استفتائے سابق لفظِ خاتم مجمل واقع شدہ است بدیں جہت عوام را توحشے رو دادہ

حقیقت یہ ہے کہ استفتائے سابق میں لفظِ خاتم مجمل لکھ گیا ہے اس وجہ سے عوام کو وحشت لاحق ہوئی۔ مگر وہ استفتاء لکھنے تک

مگر تازمانِ تحریران استفتاء از کیفیات اقوالِ ارباب افراط مطلع نہ بودم ورنہ ضرور تصریح می ساختم یا تبدیلِ لفظ می ساختم۔ ''

مجھے خبر نہ تھی کہ اہلِ اِفراط حد سے تجاوز کر کے کیسی کیسی بات بول رہے ہیں ورنہ میں ضرور صاف صراحت کر دیتا یا [خاتم کے بجائے] دوسرا لفظ لکھتا۔

بالجملہ مولوی عبدالحیٔ صاحب جناب ختم نبوت کو خاتمِ حقیقی بہ نسبت جملہ طبقات ، اور دیگر خواتم کو محض اضافی بہ نسبت اپنے طبقۂ خاص کے ، اور بعثتِ جناب نبوت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو عام شامل کہتے ہیں۔ اور باوجود اس کے **اطلاق لفظِ خَاتَم** کا بھی **نامناسب سمجھتے** ہیں۔

تو اَمثال[۱] اور خواتمِ حقیقی[۲] اور خصوصِ بعثتِ محمدی[۳] صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے قائل کی نسبت [ذرا بتاؤ کہ اُن کا] کیا اعتقاد ہے؟ ...... اور انہیں اچھا جانتے ہیں یا برا؟ ...... اور وہ لوگ کون ہیں؟ ...... جن کو مولوی عبدالحیٔ صاحب ان امور [یعنی امثال اور خواتمِ حقیقی اور خصوصِ بعثتِ محمدی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم] کا قائل اور **مخالفِ اہلِ اسلام و جاہل** لکھتے ہیں اور جن کے رد میں پہلا فتویٰ تحریر کیا ہے اور بے عقل اور **مُخْتَرِعِ عقیدۂ باطل** فرمایا ہے اور ان کے حال پر تعجب و افسوس کیا ہے۔ '' ـــ

[تنبیہ الجُھّال بالھام الباسط المتعال ص۵۹ ، ۶۰]

الحاصل

مولٰینا عبدالحیٔ صاحب مرحوم نے اگرچہ اثر ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کو بر خلافِ جمہور ، صحیح اور محمول برظاہر ٹھہرایا اور اس سے زمین کے چھ طبقاتِ

زیریں میں وجودِانبیاء مانا۔

مگر اُنہیں حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا **مثل** ہرگز **نہیں** مانا۔ بلکہ جومانے اُسے مخالفِ اہلِ اسلام کہا۔

نیز حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتَمِیَّت کو زمین کے صرف طبقۂ بالا سے **مخصوص** ہرگزہرگز **نہیں** کہا ، بلکہ صاف صاف تصریح کی کہ .... وہ خواتم اضافی ہیں اپنے اپنے طبقات کے۔ اور حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع طبقات کے خاتم ہیں ....

پھر یہاں تک فرمادیا کہ

.... مجھے معلوم ہوتا کہ اثر ابن عباس میں حد سے گذرنے والے اہلِ افراط کیسی کیسی کفروگمراہی کی بات بک رہے ہیں تو میں صاف صراحت کردیتا کہ طبقاتِ زیریں میں پچھلے نبی کے خاتم ہونے سے یہ مرادنہیں ہے

کہ اس کی خاتمیت میرے آقا حضورخاتمِ حقیقی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل ومساوی ہے

بلکہ وہ صرف اپنے طبقے کا خاتم ہے یعنی خاتمِ اضافی۔ اورحضور اُس کے بھی اور طبقۂ بالا اورطبقاتِ زیریں کے سب انبیاء کے خاتم ہیں ، یعنی خاتمِ حقیقی —
یاپھر اُس کے لیے خاتم کالفظ ہی نہ لکھتا اورکوئی لفظ اس کی جگہ لکھتا ....

اور '' دافع الوسواس '' میں انہوں نے یہی کیابھی ہے کہ خَوَاتِم کےبجائے اَوَاخِر لکھاہے۔

تو صاف واضح ہے کہ مولینا عبد الحئ صاحب مرحوم کے قول و عقیدہ میں **کوئی کفر** کیا **گمراہی** بھی **نہیں**۔

گمراہی مثل ماننے پر ہے جیسا کہ امام و والدِ ماجدِ امام کی تحریرِ شائع شدہ درفتاوی بے نظیر سے گذرا کہ

__" معتقدِ فعلیتِ مثلِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی مشارکت فی الماھیت والصفات الکمالیۃ مبتدع اور مخالفِ عقیدۂ اہلسنت ہے۔

والقائل بتحقق المثل او الامثال بالمعنی المذکور فی السوال مبتدع ضال. "__

[فتاوی بے نظیر ص۱۸ ، فتاوی رضویہ ۶/ ۶۸ ، مترجم ۱۴/ ۳۵۹]

اور جو مثلاً **ایسی مثلیت مانے** کہ

.... حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف اس طبقۂ زمین کے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ہیں __ اور حضور ہی کی طرح باقی طبقات میں ایک ایک نبی ہے جو اپنے اپنے طبقے کے تمام انبیاء کا خاتم ہے ....

تو یہ **کفرِ صریح** ہے ، اور ایسا ماننے والا کافر ہے۔

کیونکہ خاتم النبیین میں **عموم** و استغراقِ حقیقی تام بھی ضروریاتِ دین سے ہے

یعنی حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **بغیر** کسی تخصیص وتاویل کے سب نبیوں کے خاتَم و آخِر ہیں۔ تو صرف طبقۂ بالائے زمین کی تخصیص ضروریاتِ دین کا انکار ہے۔

مگر مثل ماننے والے سب کے سب ایسی مثلیت نہیں مانتے تھے

کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف طبقۂ بالائے زمین کے انبیائے کرام کا خاتم کہیں اور بقیہ طبقات کے خواتم کو وصفِ ختم نبوت میں حضور کے برابر اور حضور کا شریکِ مُساوِی بتائیں۔

چنانچہ احسن نانوتوی کے جواب میں گذرا کہ

جو تشبیہ مذکور فی الحدیث کنبیکم کو تفہیم کے لیے اور صرف خاتم ہونے میں شرکت کے واسطے سمجھے۔ [تنبیہ الجہال ص۶]

ولہذا جلد ششم میں فرمایا

"[چھ امثال کے لیے] جمیع صفاتِ کمالیہ میں مشارکت [ماننا] یہ اُن سب گمراہوں کا مذہب نہ تھا۔

اُن میں بعض صرف تشبیہ یعنی کنبیکم ختم نبوت لیتے اور تصریح کرتے کہ وہ انبیاء اپنے اپنے طبقے کے خاتم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خَاتَمُ الْخَوَاتِم۔ صرف اتنے پر حکمِ کفر مشکل تھا۔

لہذا ایک ایسا لفظ [مُبْتَدِع ضَالّ] لکھا گیا کہ دوسری صورت [یعنی بدعتِ غیر مُکَفِّرہ] کو بھی شامل ہے"۔ [فتاوی رضویہ ۶/ ۶۷، ۶۹ ، مترجم ۱۴/۳۶۰ ، ۳۶۱]

☆

الغرض صاف واضح ہے

کہ **مولینا عبد الحئی** صاحب مرحوم نے

① قاسم نانوتوی صاحب کی طرح .... خاتم النبیین کے نئے معنی نہیں تراشے۔

② اس کے معنیٔ متواتر ضروریِ دینی سے متعلق یہ کفر نہیں بکے کہ .... وصفِ عظیم خاتم النبیین کا معنی آخری نبی جاننا ماننا .... معاذ اللّٰہ .... فضیلت سے یکسر خالی ہے ، جاہلوں کا خیال ہے ، اور مقامِ مدح میں ذکر کے قابل نہیں۔ ......

مَعَاذَ اللّٰہ

③ سہسوانیوں کی طرح .... حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کی بعثتِ عامّہ کو صرف زمین کے اس طبقۂ بالا کے ساتھ خاص ٹھہرانے .... جیسا کفر بھی اختراع نہیں کیا

بلکہ ان کفر بکنے والوں کو مخالفِ اہلِ اسلام قرار دیا۔

④ یہاں تک کہ شش مثل یعنی زمین کے چھ طبقاتِ زیریں میں حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم کے چھ مثل موجود ماننے سے بھی صاف انکار کیا۔

صرف

ا۔ اثر ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کو صحیح و معتبر ٹھہرایا اور اس کے ظاہرِ معنی سے چھ طبقاتِ زیریں میں وجودِ انبیـــــاء مانا اور ہر طبقہ میں ایک

خاتم جانا۔ (۱)

۲۔ اورصاف تصریح کردی کہ چھ طبقاتِ زیریں میں ہر طبقے کے خـــاتـــم کی خَاتَمِیَّت **اضافی** ہے یعنی صرف اپنے طبقے کے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔

۳۔ **مگر** حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاتمیت **حقیقی** ہے اور بِــعْثَــت سب کو **عام** ہے۔ یعنی حضور تمام مخلوق کے رسول ہیں اور زمین کے اس طبقۂ بالا اور باقی طبقاتِ زیریں سب کے خاتم ہیں۔

یہ سب اجمالاً تو اُس جواب میں بھی ہے جو احسن نانوتوی نے اپنے سوال پر اُن سے حاصل کیا ، اورپھر جب قاسم نانوتوی صاحب کا تحذیر کے نام سے جواب آیا تو تحذیر کے ساتھ آخر میں جوابِ دیگراز علمائے لکھنؤ کے عنوان سے مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کا وہ جواب بھی چھاپا اوراب دیوبندیہ اسے ساتھ ساتھ چھاپ رہے ہیں۔

تو صاف واضح ہے کہ

مولوی عبد الحی صاحب مرحوم **کا جواب**

قاسم نانوتوی صاحب یا سہسو**انی** وغیرہ افرادِ فرقۂ **وہابیہ امثالیہ** میں سے کسی کی **تائید** یا **موافقت** ہرگز**نہیں** ہے۔

بلکہ رد اور **مخالفت** ہے۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

---

(۱) پھر فرقۂ امثالیہ کے اقوالِ کفروضلال پر مطلع ہوکر لفظ خاتم کا طبقاتِ زیریں کے لیے اطلاق مناسب نہ جانا۔

☆

احسن نانوتوی تو حسبِ موقع بلا جھجک بات بنانے بدلنے کے خوگر شخص تھے پہلے ششش مثل ماننے والے سہسوانیوں کی تحریر مناظرۂ احمدیہ پر تصدیق و مہر کی جیسا کہ تنبیہ الجھال [ص۶] سے گذرا

جب اس پر استفسار ہوا تو مثل ماننے سے بظاہر انکار کردیا [تنبیہ الجھال ص۷] اور وہابیہ امثالیہ کی تحریر پر مہر و تصدیق کا انکار نہیں کیا بات گول کردی کہ

> جس مضمون پر میں نے مہر کی ہے اُس کی تفصیل مجھ کو یاد نہیں مگر غالبًا میں نے اس سے یہی مطلب سمجھ کر مہر کی ہے فقط کتبـــہ محمد احسن الصدیقی

[تنبیہ ص۷]

اس پر دوبارہ استفسار ہوا تو اپنے جواب میں قطع برید کرکے استفتاء بنایا اور متعدد شہروں کو بھیجا۔

یہی استفتاء جس میں احسن نانوتوی صاحب نے مثل ماننے سے انکار لکھا تھا مولوی عبد الحئی صاحب مرحوم کو بھی گیا اُنہوں نے انکارِ مثل دیکھ کر کوئی مواخذہ نہیں کیا۔

پھر احسن صاحب نے اپنے ایک معتقد کو ایک تحریر لکھ کردی اُس نے بروزِ جمعہ ۱۴؍ شوال ۱۲۹۰ھ جامع مسجد بریلی میں حاضرین کو دکھایا وہ تحریر یہ تھی

> چونکہ نبی بغیر انسان کے اور کوئی نہیں ہوتا اور باقی طبقات کی مخلوق جنس بشر نہیں تو ان میں انبیاء کے ہونے سے ھادین کا ہونا مراد ہے اور خاتم سے

غرض ہے خاتم الھادین پس جوکوئی خاتم النبیین حقیقی سوا ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوسرے کو جانے وہ بیشک خارج از دائرۂ اسلام اور کافر ہے فقط کتبہ محمد احسن الصدیقی

اس عبارت میں جوابِ سابق کے مفاد کو کفر صریح ٹھہرایا۔ [تنبیہ ص۱۳]

پھر مساجد شہر بریلی میں ایک اشتہار آویزاں کرایا جس میں تھا

جوکوئی خاتم النبیین حقیقی سوا ذات پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دوسرے کو جانے وہ بیشک خارج از دائرۂ اسلام اور کافر ہے

[تنبیہ الجہال ص۱۳]

ہوا خواہوں نے بھی شہر میں مشہور کیا کہ ہمارے مولوی صاحب نے توبہ کرلی۔

حالانکہ عقیدۂ سابقہ کو کفر ٹھہرانا کفر کا اقرار کرنا ہے ، نہ [کہ] **توبہ**۔

اور جو بالفرض وہ [اشتہار] توبہ تھا تو جس روز سے رسالہ توبہ شکن یعنی جواب مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا آیا ہے اب پھر اُسی عقیدہ [شش مثل] پر اصرار اور وجودِ خواتم کا اظہار اور وہی شور و غوغا ہے۔ [تنبیہ ص۲۴ ، ۲۵]

جس روز سے [احسن] نانوتوی صاحب نے اشتہار مطبوع مساجد میں آویزاں کرایا جسے ان کے اَتباع اور ہوا خواہوں نے توبہ نامہ مشہور کیا اِس جانب سے کسی طرح کی نزاع و بحث نہ ہوئی۔ **مگر** [احسن] نانوتوی صاحب نے اس کے بعد رسالہ حاجی قاسم صاحب [نانوتوی] چھاپ کر پھر اُسی عقیدہ [شش مثل] کو شہرت دی تو ہمیں بھی ان کی تحریرات اور عقیدہ کی کیفیات ظاہر کرنا ضرور ہوئی۔ [تنبیہ الجُہّال ص۴]

ختامِ سخن

دولتِ ایمان نہایت عزیز ہے۔ دنیا کی تکلیف وآسائش ایک وقتی چیز ہے۔ اسلافِ اہلسنت سے محبت اور اُن کی اتباع فلاحِ آخرت کی ضامن ہے۔ اور ـــ" بدمذہب کی محبت سمِّ قاتل ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ فرماتا ہے

وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ؕ تم میں جو اُن سے دوستی رکھے گا وہ اُنہیں میں سے ہے [پ۶ ع۸ ایت ۵۱]

رسول اللہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فرماتے ہیں

المرء مع من احب آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

رواه الائمة احمد و الستة الاابن ماجة عن انس والشيخان عن ابن مسعود واحمد ومسلم عن جابر وابوداؤد عن ابی ذر والترمذی عن صفوان بن عسال ، وفي الباب عن علي وابی هريرة وابی موسیٰ وغيرهم رضی اللّٰه تعالٰی عنهم.

[فتاوی رضویه ۵/۲۶۵ مترجم ۱۱/۳۹۱] ....

بد مذہب سے دوستی پیدا ہونی اس کی محبت دل میں آنی دین کو سخت نقصان دیتی ہے۔ فرماتے ہیں صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم

الرجل علی دين خليله فلينظر احدكم من يخالل. آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔

رواه ابوداؤد والترمذی عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه باسناد حسن.

[فتاوی رضویه ۵/۲۵۳ ، مترجم ۱۱/۳۶۸] .... علماء کتبِ عقائد میں فرماتے ہیں .... علامه

محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں

حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاھانۃ والطعن واللعن.

بدمذہب کے لیے حکمِ شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض وعداوت رکھیں روگردانی کریں اس کی تذلیل وتحقیر بجالائیں اُس سے لعن وطعن کے ساتھ پیش آئیں۔

[فتاوی الحرمین ص۵۱ ، ۵۲ ۔ فتاوی رضویہ ۲۶۸/۵ ، مترجم ۳۹۷/۱۱] ....

ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا رأیتم صاحب بدعۃ فَاکْفَھِرُّوا فی وجھہ فان اللّٰہ یبغض کل مبتدع ولا یجوز احد منھم علی الصراط لکن یتھافتون فی النار مثل الجراد والذباب.

جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے بررو اس سے ترش روئی کرو اس لیے کہ **اللّٰہ تعالی** ہر **بدمذہب کو دشمن رکھتا** ہے ان میں کوئی پل صراط پر گذر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹیری اور مکھیاں گرتی ہیں۔

[فتاوی الحرمین ص۵۹ ، ۶۰ ، فتاوی مترجم ۵۸۶/۱۴] ....

غنیۃ الطالبین شریف میں ہے

’’بدمذہبوں کے پاس جا کر اُن کی گنتی نہ بڑھائے ان کے پاس نہ پھٹکے ان پر سلام نہ کرے کہ ہمارے امام احمد بن حنبل نے فرمایا: بدمذہب کو سلام کرنا اُسے دوست بنانا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ﴿ آپس میں سلام کا رواج دو باہم دوست ہوجاؤ گے ﴾

بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھے اُن کے نزدیک نہ جائے عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں اُنہیں مبارکباد نہ دے مرجائیں تو اُن پر نماز نہ پڑھے اُن کا ذکر آئے تو اُن کے لیے دعائے رحمت نہ کرے بلکہ اُن سے جدا رہے اور **اللہ کے واسطے اُن سے دشمنی رکھے** اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا **مذہب** باطل ہے اور اس **جدائی** اور **عداوت** میں **ثوابِ عظیم** و اجرِ کثیر کی **امید** رکھے۔

فضیل بن عیاض نے فرمایا: جو کسی **بدمذہب** سے **محبت** رکھے اس کے **عمل حبط** ہوجائیں اور **ایمان** کا **نور** اس کے **دل سے نکل** جائے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ ہولو۔''

شرعۃ الاسلام میں ہے

'' سلفِ صالح کا طریقہ بدمذہبوں سے کنارہ کشی ہے۔ اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ گمراہوں بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو کہ اُن کی بلا کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔﴾

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قدریہ کو ابتداء بہ سلام اور اُن کی بیمار پرسی اور جنازے پر جانا اور بدمذہبوں کی بات سننا منع فرمایا۔

جہاں تک سخت بات سے ہو سکے اُنہیں جھڑکے اور جس قدر اُنہیں ذلیل کرسکے اُنہیں ذلیل کرے کہ حدیث میں ہے ﴿جو کسی بد مذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اس کا دل امن وایمان سے بھر دے اور جو کسی بد مذہب کی تذلیل کرے اسے روزِ قیامت اس بڑی گھبراہٹ سے امان بخشے۔﴾

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے

"گمراہوں بد مذہبوں سے ترکِ سلام وکلام ہمیشہ ہے کتنی ہی مدت گذر جائے جب تک اُن کی توبہ اور حق کی طرف پھرنا ظاہر نہ ہو۔" ....

جب بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا یہ حکم ہوا تو اُن کی محبت کا کیا حال ہوگا۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **متواتر حدیث** میں فرماتے ہیں

﴿آدمی جس سے محبت رکھے گا اُسی کے ساتھ ہوگا﴾

نسائی وغیرہ نے **متعدد حدیثوں** میں مولیٰ علی وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت کی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ ﴿جو شخص کسی قوم سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اُن کے ساتھ کردے گا۔﴾

ضیاء مختارہ اور طبرانی کبیر میں ابوقرصافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ﴿جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالی اسے انہی کے گروہ میں اٹھائے گا "۔

[فتاوی الحرمین ص۶۴ ، ۶۶ ، ۶۸]

انصاف طلب ہے

اللہ عَزَّ وَجَل بدمذہبوں کو دشمن رکھے میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن سے بیزار ہوں اُن سے محبت کرنے پر مسلمان کے عمل برباد ہوجائیں ایمان کا نور دل سے نکل جائے انہی کے گروہ میں حشر کے دن اٹھایا جائے۔

مسلمانو! احادیثِ مبارکہ کے ان ارشادات اور اکابر اسلاف کے ان فرمودات کے ہوتے

صحابہ تابعین سلف صالحین اوران کے متبعین کیا بدمذہبوں سے محبت جائز سمجھیں گے؟........

اور وہ بھی یوں کہ سب کے سب اس پر متفق ہوکر اجماع کریں گے؟........

مسلمان اگرچہ ان پڑھ ہو بے عمل ہو مگر جن اسلاف کے صدقے اس نے دین و سنیت کی نعمتِ بے بہا پائی اُن اسلاف سے اس کی سچی محبت اسلاف پر ایسی بری تہمت گوارا نہیں کرے گی۔

مگر صاحبِ ازالہ کو یہ تہمت گوارا ہے

چنانچہ اسنی المطالب شرح روض الطالب کے حوالہ سے انہوں نے لکھا

قالہ البیھقی وغیرہ من المحققین لاجماع السلف والخلف علی الصلاۃ خلف المعتزلۃ ومنا کحتھم وموادتھم.

پھر اس کا ترجمہ لکھا

امام بیہقی ودیگر محققین فرماتے ہیں: تکفیر قائل خلق قرآن والاقول مؤول ہے کیونکہ

سلف وخلف کا معتزلہ کے پیچھے نماز اوران سے باہمی نکاح و **مودت** جائز ہونے پراجماع ہے اھ۔ اسنی المطالب شرح روض الطالب [ازالہ ص۱۰]

مودت کا معنی ہے: **محبت**۔ قرآن کریم میں ہے

لَا تَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر وَالْیَوْمِ الْآخِرِیُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ کہ ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ [پ۲۸ ع۱۳ ایت ۲۲] نے خدا اور رسول سے مخالفت کی [تمہیدِ ایمان]

(۵۱) تو صاحبِ ازالہ نے سلف وخلف کو .... بالاجماع بدمذہبوں سے محبت جائز سمجھنے والا .... قبول کرلیا۔ یہ ہے ان کی اسلاف سے محبت اور بدمذہبوں سے نفرت۔

رہ گیا اُن کا اسنی المطالب کی طرف اسے نسبت کرنا تو

کیا اسنی المطالب میں ایسا ہے؟

''اسنی المطالب'' شیخ الاسلام زکریا انصاری قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تالیف ہے اُس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ اسنی المطالب پر حاشیہ ہے علامہ رملی کبیر انصاری قُدِّسَ سِرُّہٗ [م ۱۰۰۴ھ] کا۔ اُس حاشیہ میں یہ عبارت ہے

نقل العراقیون عن الشافعی تکفیر القائل بخلق القرآن ونافی الرؤیة قال النَّوَوِی فی صلاة الجماعة و الصواب انه لا یکفر ، وتأول النص علی ان المراد کفران النعم لا الاخراج عن الملة ، کذا قاله البیهقی وغیره من المحققین ، لاجماع السلَف والخلَف علی الصلاة خلْف المعتزلةومناکحتهم وموادتهم .

مگر یہ آخری لفظ ''موادتهم'' لااقل سہوِ کتابت ہے۔ کیونکہ علامہ رملی نے یہ بات

.... جیسا کہ دیکھ رہے ہو .... امام نَوَوِی کے اور اُنہوں نے امام بیہقی کے حوالے سے لکھی ہے۔ اور امام نووی کی المجموع اور روضۃ الطالبین میں موادتھم نہیں ہے۔ بلکہ اس کی بجائے موارثتھم ہے

چنانچہ المجموع میں فرماتے ہیں

قد ذکرنا ان من یکفر ببدعته لا تصح الصلاۃ ورائهٗ ومن لا یکفر تصِح.	ہم بتا آئے کہ جس بد مذہب کی بدعت کفری ہو جس کے سبب وہ کافر ہو اُس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ، یعنی باطل ہے ، ہوگی ہی نہیں۔ اور جس کی بدعت غیر کفری ہو اُس کے پیچھے نماز ہوجائے گی۔
ولم یزَلِ السلَف والخلَف یَرَون الصلاۃ وراء المعتزلة ونحوِھم ومناکحَتَھم و **مُوَارَثَتَھُمْ** واجراء سائر الاحکام علیھم.	سلف وخلف برابر مانتے آئے کہ معتزلہ اوران جیسے بد مذہب جن کی بدعت کفری نہیں ان کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے اوران سے نکاح [اگر کیا گیا تو] منعقد ہو جائے گا۔ اور انہیں اہلسنت مُورِث کا ترکہ اور اہلسنت وارث کو ان سے ترکہ ملے گا۔
وقد تأول الامام الحافظ	

ـــــــــــــــ

ـــہ ”عبارتِ درمختار وغیرہ تجوز مناکحة المعتزلة .... کے یہی معنی ہیں [کہ] نکاح کر دیں تو **ہوجائے گا** ، اس میں جماع زنا نہ ہوگا وطیِ حرام نہ کہلائے گا۔ رہا جوازِ فعل بمعنی عدمِ ممانعتِ شرعیہ یعنی کچھ گناہ نہ ہو یہ **نہیں**۔ ارشادِ مشائخِ کرام المناکحة بین اھل السنة واھل الاعتزال **لا تجوز** کے یہی معنی ہیں : سنّیوں اور معتزلیوں میں مناکحت مباح **نہیں**۔“ ملخصاً [فتاوی رضویہ ۲۶۳/۵ ، ۲۶۴ ، مترجم ۳۸۹/۱۱]

الفقیہ ابو بکر **البیہقی** وغیرہ من اصحابنا المحققین ماانقل عن الشافعی وغیرہ من العلماء من تکفیر القائل بخلق القرآن علی ان المراد کفران النعمۃ لا کفران الخروج عن الملۃ.

وحمَلهم علی هذا التاویل ما ذکرتہ من اجراء احکام الاسلام علیہم. مختصراً

یونہی بقیہ احکامِ اسلامی ان پر جاری ہوں گے۔

اور امام شافعی وغیرہ علماء سے جو قائلِ خلقِ قرآن کی تکفیر منقول ہے امام بیہقی وغیرہ ہمارے اصحاب محققین نے اسے مؤوّل ٹھہرایا کہ کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے کفرِ خروج از ملت نہیں [یعنی کافر بمعنی ناشکرا ہے ، بمعنی خارج از اسلام نہیں]۔

اور محققین کو اس تاویل پر باعث وہ اجماعِ سلف و خلف ہوا جسے ہم نے اوپر بیان کیا کہ معتزلہ اور ان جیسے بد مذہبوں پر احکامِ اسلامی جاری ہوں گے۔

اور روضۃ الطالبین میں ہے

ولم یزل السلف والخلف علی الصلاۃ خلف المعتزلۃ وغیرہم ومناکحتہم و **موارثتہم** واجراء احکام الاسلام علیہم.

نیز مغنی المحتاج خطیب محمدشربینی شافعی [م ۹۷۷ھ] میں ہے

واُوِّل نص الشافعی بتکفیر القائل بخلق القرآن بان المراد کفران النعمۃ لاالاخراج عن الملۃ. قالہ البیہقی وغیرہ من المحققین ، لاجماع السلف والخلف علی الصلاۃ خلف المعتزلۃ ومناکحتہم و **موارثتہم**.

دیکھو ہو بہو وہی عبارت ہے جو حاشیہ **علامہ رملی** [م۱۰۰۴ھ] میں ہے اور امام **بیہقی** ہی کے حوالے سے ہے ، مگر موادتھم نہیں ہے بلکہ **موارثتھم** ہے۔

یونہی یہی بد مذہب جن کی بدعت کفری نہیں ہے ان کے بارے میں

شفاء شریف [۲/۲۹۴] میں ہے

والصواب اجراء حکم الاسلام علیهم فی قصاصهم و **وراثاتهم** ومناکحاتهم ، لکنهم یغلظ علیهم بوجوه الادب وشدید الزجر والهَجْر حتی یرجِعوا عن بدعتهم. وهذهٖ کانت سیرة الصدر الاول فیهم. لا نهم فساق ضلال عصاة اصحاب کبائر عند المحققین واهل السنة. مختصراً [نسیم الریاض ۴/۵۳۰]	صحیح یہ ہے کہ ان پر قصاص و **وراثت** و نکاح وغیرہ میں احکامِ اسلام جاری کیے جائیں۔ مگران پر قیدوسزا کی کافی سختی برتی جائے اور نہایت زجر وتوبیخ کی جائے اور ان کا **مقاطعہ** کیا جائے تا کہ یہ اپنی بد مذہبی سے باز آئیں۔ حضراتِ **صحابہ تابعین** اور اُن کے متبعین کی ان **بدمذہبوں** کے بارے میں **یہی روش رہی**۔ کیونکہ محققین اہلسنت کے نزدیک یہ لوگ فاسق ہیں گمراہ ہیں مجرم ہیں کبیرہ گناہ والے ہیں۔

تو اُدھر احادیثِ مبارکہ اور اسلاف کے وہ ارشادات اور ادھر خود امام بیہقی سے یہ متعدد نُقُول صاف حاکم ہیں

کہ سلَف و خلَف کا اجماع ...... **بدمذہبوں** سے محبت روا رکھنے پر نہیں ...... **بلکہ موارثت روا رکھنے** پر ہے۔

مگر صاحبِ ازالہ بدمذہبوں کی محبت مسلمانوں کے دل میں پیرا دینے کے درپے ہیں۔

☆

نیز صاحبِ ازالہ بدمذہب کی اقتداء کرانے کے لیے فتاوی رضویہ [۱۲۹/۷] سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں ، پھر علامہ علی قاری سے نقل کرتے ہیں کہ

> ملاعلی قاری فرماتے ہیں: من ترک الجمعة او الجماعة خلف الامام الفاجر فهو مبتدع عند اکثر العلماء والصحیح انه یصلیها ولا یعیدها جوشخص فاجر کے پیچھے جمعہ یا جماعت ترک کردے وہ اکثر علماء کے نزدیک بدعتی ہے صحیح یہ ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے اور اعادہ نہ کرے۔ (شرح الفقہ الاکبر ص۹۱)
>
> [ازالہ ص ۲]

اقول:-

۵۲ یہ حکمِ ابتداع **اگر محض ترکِ عملی** پر محمول ہو تو **مسئلۂ مصرّحۂ عالمگیری** و **فتح** و **تبیین** و **بزازیہ** و **بحر** و **بہار** و **رد المحتار** کے صاف معارض ہے۔ عالمگیری اور اُس سے بہارِشریعت [۱۰۴/۱۲] میں ہے

__" بلاعذر **جمعہ ترک** کرنے والا فاسق ہے ....

اوراگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی **تاویل** کی بناءپر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا **فاسق نہیں**۔ ....

محض کاہلی اور سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے۔ اوراگر ترکِ جماعت کے لیے عذر ہو مثلاً **امام فاسق ہے** کہ

اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا **امام گمراہ و بدعتی** ہے اس وجہ سے اس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو فاسق نہیں اس کی **گواہی مقبول** ہے۔''۔ [عالمگیری ۴۶۶/۳]

اسی طرح بزازیه اور اُس سے بحرِرائق [۱۵۱/۷] میں ہے

لا تجوز شهادة من ترك الصلوة بجماعة ، الا اذا ترکها بتأويل ، ولا تارك الجمعة ، الابتأويل.

ایسا ہی فتح القدير [۳۹۴/۷] و تبيين [۱۸۶/۵] و رد المحتار [۴۲۴/۴] میں ہے۔

یہ صاف تصریح ہے کہ [غیر کفری بدعت والے] گمراہ بدمذہب کے پیچھے ترکِ جمعہ و جماعت کرنے والا فاسق بھی نہیں۔

تو شرحِ فقہ اکبر کی عبارت کا **اگر** یہی معنی ہو کہ ...... عملاً ترکِ جمعہ و جماعت کرنے والا اکثر علماء کے نزدیک مبتدع ہے ، یعنی خود گمراہ و بدمذہب ہے ....

تو وہ اس مسئلۂ مُصَرَّحِ کتبِ فقہ کے صاف معارض ہوگی۔

☆

بلکہ خود علامہ علی قاری کی اُس تقریر و تسلیم کے معارض ہے جو ان کی ابتدائے شرح میں موجود ہے کہ

فقد ذكر في غياث المفتي عن ابي يوسف انه لا تجوز الصلاة خلف المتكلم وان تكلم بحق	غیاث المفتی میں امام ابو یوسف سے روایت کیے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر چہ اس کی بحثِ کلامی حق کی

لانــه مبتـدع ولاتـجوز خلف الــمبتـدع. وعـرضـت هـذه الــروايـة عـلـى اسـتـاذى فقـال تـاويـلــه انــه لا يكون غَرَضـه اظهــار الـحق. والـذى قـال استــاذى رأيتــه فــى تلخيص الامــام الــزاهدى حيـث قـال وكـان ابـو حنيفة يكره الجدل عـلى سبيل الحق ، حتى روى عـن ابـى يوسف رحمه الله انه قال كنا جلوساً عند ابى حنيفة اذ دخـل عـليـه جـمـاعة فـى ايـديهـم رجلان فقالوا ان احد هـذيـن يـقـول القرآن مخلوق وهـذا يـنـازعـه ويقول هو غير مــخــلـوق ، قـال لا تـصـلـوا خلفهما. فقلت اما الاول فنعم فـانـه لا يـقـول بقدم القرآن ،

حمایت میں ہو۔ کیونکہ وہ مبتدع ہے۔ اور مبتدع کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

یہ روایت میں نے اپنے استاذ کے سامنے پیش کی [کہ حمایتِ حق کرنے والے پر ایسا حکم کیوں؟.....] فرمایا مطلب یہ ہے کہ بحث سے اس کا مقصود اظہارِ حق نہ ہو۔

پھر یہ مطلب میں نے تلخیصِ زاھدی میں دیکھا۔ زاہدی نے کہا: امام ابوحنیفہ روشِ حق پر رہتے ہوئے بھی بحث کو ناپسند رکھتے۔ حتی کہ امام ابو یوسف رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں ہم خدمتِ والائے امام میں بیٹھے تھے کہ کچھ لوگ دو اشخاص کو امام کی بارگاہ میں لائے اور عرض کیا ان میں ایک کا کہنا ہے قرآن مخلوق ہے۔ اور یہ دوسرا اُس سے بحث کرتا ہے اور کہتا ہے قرآن مخلوق نہیں۔

فرمایا: **ان دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔**

میں نے عرض کی پہلے کے بارے میں ممانعت تو ٹھیک ہے کیونکہ وہ قرآنِ کریم کو قدیم نہیں

واما الاخر فما باله لا يصلی خلفه فقال انهما يتنازعان فی الدين والمنازعة فی الدين بدعة. [شرح الفقه الاكبر ص۵]

مانتا۔ لیکن دوسرے کا کیا قصور ہے؟....... کہ اس کے پیچھے نماز ممنوع ہو؟......

فرمایا: یہ دونوں دین میں بحث کرتے ہیں۔ اور دین میں بحث **بدعت** ہے۔

اس وجہ کی توجیہ میں امام اہلسنّت نے فرمایا

لعل الامام اطلع منه علی انه يريد المراء لِيَخْجَلَ صاحبه لااظهار الحق. [فتاوی رضویه ۳/۲۹۵]

غالباً امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اطلاع تھی کہ اس بحث سے دوسرے کا مقصود اظہارِ حق نہیں ہے بلکہ اپنے مقابل کو شرمندہ کرنا اُس کا مقصود ہے۔

بہرحال یہاں تو علامہ علی قاری خود مبتدع کے پیچھے نماز سے ممانعت کو تسلیم کررہے اور برقرار رکھ رہے ہیں۔ تو یہاں اُن کی عبارت ابتدائے شرح میں خود اُن کی اپنی تسلیم و تقریر کے بھی معارض ہے۔

☆

۵۳ اور سنیے! جمعہ و جماعت کا ترک اگر گناہ ہو تو بھی عملی گناہ ہے اعتقادی نہیں۔ اور عملی گناہ کے سبب مسلمان سنیت سے خارج نہیں ہوتا۔ تو اکثر علماء اسے گمراہ بدمذہب کیسے ٹھہرادیں گے؟.......

لا جرم عبارتِ شرحِ فقہ اکبر میں **ترک** سے مراد یہ ہے کہ .... **عدمِ صحت** کے **اعتقاد** سے جو گمراہ کے پیچھے جمعہ و جماعت سے گریز کرے وہ اکثر

علماء کے نزدیک مبتدع ہے .... کیونکہ یہ اعتقاد جمہور اہلسنت کے خلاف ہے جیسا کہ المجموع و روضة سے ابھی گذرا۔

__" اور امام مالک کے مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں تو ان کے پیچھے نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیر منیہ میں فرمایا : یُکرَہ تقدیم الفاسق کراھة تحریم وعند مالک لا یجوز تقدیمه وھو روایة عن احمد وکذا المبتدع ." __ [فتاوی رضویه ۳/۲۹۴ ، مترجم ۶/۶۲۲]

اور عبارتِ امام جو صاحبِ ازالہ نے فتاوی مترجم [۷/۱۲۹] سے پیش کی حالتِ مجبوری کی ہے۔ خود اُس عبارت میں تصریح ہے

__" جس زمانے میں سلطنت فساق فجار بلکہ بدمذہبان فاسد العقیدہ کو پہنچی تھی وہ لوگ امامت کرتے اور صحابہ و تابعین و کافۂ مسلمین بہ مجبوری ان کے پیچھے نماز پڑھتے " __ [فتاوی رضویه ۳/۳۴۴] اور دوسرے مقام پر ہے

__" زمانہائے خلافت میں سلاطین خود امامت کرتے اور حضور عالمِ ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ ان میں فساق و فجار بھی ہوں گے کہ ﴿ستکون علیکم امراء یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا﴾ اور معلوم تھا کہ اہلِ صلاح کے قلوب ان کی اقتداء سے تنفر کریں گے اور معلوم تھا کہ اُن سے اختلاف آتشِ فتنہ کو مشتعل کرنے والا ہوگا اور دفعِ فتنہ دفعِ اقتدائے فاسق سے اہم و اعظم تھا

قال اللّٰہ تعالی ﴿ والفتنة اکبر من القتل﴾ ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے ﴿ [پ۲ البقرۃ ایت ۲۱۷] لہذا **دروازۂ فتنہ بند کرنے کے لیے** ارشاد ہوا ﴿**صلوا خلف کل بر و فاجر**﴾ یہ اس باب سے ہے من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما اور فقہاء کا قول **تجوز الصلاۃ خلف کل بر و فاجر** اسی معنی پر ہے جو اوپر گذرے کہ نماز فاسق کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اگرچہ غیر معلن کے پیچھے مکروہِ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہِ تحریمی ہوگی "۔ [فتاوی رضویہ ۲۰۶/۳ ،۲۰۷ ، مترجم ۵۱۹/۶]

اپنے **اختیار** سے **گمراہ** غیر کافر کو **امام بنانے** پر تو **یہ ارشاد** ہے

۔" انہیں **باختیارِ خود** امام کرنا تو ہرگز کسی سنی محبِّ سنت و کارہِ بدعت [جو سنیت سے محبت اور بدمذہبی سے نفرت رکھتا ہو اس] کا کام نہیں اور جہاں وہ امام ہوں اور منع [کرنے روکنے] پر قدرت نہ ہو سنی کو چاہیے دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتداء کرے۔ [فتاوی رضویہ ۲۹۱/۳ ، مترجم ۶۲۰/۶] .... بدمذہبوں سے محبت تو زہر قاتل ہے .... ہر طرح ان سے دوری مناسب۔ خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب۔ اور ان کی امامت پسند نہ کرے گا مگر دین میں مداہن یا عقل سے مجانب "۔ [۳۱۲/۳ ، مترجم ۷۲۰/۶]

۔" بدمذہبی فی نفسہٖ ایسی ہی چیز ہے جسے امامتِ دینی سے مباینت یقینی ہے اور اس کے بعد منع پر دوسری دلیل کی چنداں حاجت نہیں

ـــــ ولہذا فرمایا ۔" مبتدع کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو مُنفَرِداً پڑھیں۔ اگر اُس کے پیچھے نہ پڑھنے میں فتنہ ہو تو پڑھیں اور اِعادہ کریں "۔ مختصراً [۲۷۳/۳ ، مترجم ۶۳۳/۶]

کس کا دل گوارا کرے گا کہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا مناجاتِ الٰہی میں اس کا مقتدا ہو۔

علامہ یوسف چلپی ذخیرة العقبی فی شرح صدر الشریعة العظمی میں فرماتے ہیں : بدعة المبتدع تفضی الی عدم الاقتداء بہ سیما فی اھم امور الدین. رد المحتار میں ہے : المبتدع تکرہ امامتہ بکل حال.

علامہ ابراہیم حلبی نے تصریح فرمائی کہ فاسق و مبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے "۔۔۔ [فتاوی رضویہ ۲۹۴/۳ ، مترجم۶/۶۷۷]

مسلمانو! ایک ایمان و سنیت کی نعمت اور اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے مقرّبانِ بارگاہ اسلاف اہلسنت سے وفا کے سوا کیا نیکی رہ گئی ہے؟...... تو اس دولت ونعمت کو بچا کر اس عالَم سے گذرجانے کی فکر کرو۔

اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور اُس کی پیروی دے ، اور باطل کو باطل دکھا اور اُس سے اجتناب نصیب فرما ، ایمان کے ساتھ جینا اور ایمان پر مرنا روزی کر اور کل اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بنا۔ اٰمین و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسولہ سید المرسلین وعلی اٰلہ وصَحُبہ وحِزبہ وابنہ الکریم الغوث الاعظم الجیلانی وعلینا معھم و فیھم ولھم وبھم اجمعین . فقط

اسرار احمد نوری

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری نوری نگر بلرامپور

۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ روز شنبہ مطابق ۱/دسمبر ۲۰۱۸ء

حضرت تاج الفحول علامہ شاہ عبد القادر بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے تین خطوط

جو سلالہ خاندانِ شرف و سیادت حضرت علامہ مولٰینا **سید حسین حیدر** میاں مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ردِّ ندوہ کی اپنی تصنیف رَغْمُ الْھَازِل کے آخر میں **اعلان** کے ساتھ شائع فرمائے اور مع کتاب مطبع اہلسنّت و جماعت بریلی میں طبع ہوئے۔ اُن کی نقل یہاں ہے اور اصل کتاب رَغْمُ الْھَازِل سے عکس آگے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

اہل علم پر ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام و تابعین کے زمانے سے متاخرین تک بحکمتِ الٰہی یہ امر جاری ہے کہ بہت لوگ تہمت و افتراء پر کمر بندی کیا کرتے ہیں۔

دیکھو ایک فرقہ نے یہ افتراء کیا کہ صحابۂ کرام اہلِ بیتِ عظام کی توہین و تحقیر کرتے تھے۔

ایک فرقہ نے کہا کہ اہلِ بیتِ عظام اصحابِ کرام کی تضلیل و تکفیر کرتے تھے۔

حالانکہ اُن حضرات کی تو یہ شانِ عالی ہے کہ خود حق سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ الآیۃ

اسی طرح دیگر اکابر کی نسبت بھی کبھی زبانی روایات و حکایات بے سروپا مشہور کی گئیں۔ کبھی اُن کی کتابوں میں بعض الفاظ الحاق کر دیئے گئے تا آنکہ بعض اکابر کے نام سے تو رسائلِ مستقلہ باطلہ خود اُن کی حیات میں شائع کر دیئے گئے ، جس کے بُطلان کا

ــــ پ ۲۶ ع ۱۲ ایت ۲۹ ﴿اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل﴾

اُن کو اعلان کرنا پڑا۔

اس وقت میں بھی فرقۂ تفضیلیہ اور نیچریہ اور ندویہ طرح طرح کی تہمتیں علمائے اہلسنت پر اخباروں میں رسالوں میں شائع کرتے ہیں۔

چنانچہ ہم اس مقام پر چند **خطوط** جناب **مولوی عبد القادر** صاحب بدایونی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِیْ کے جو اُنہوں نے واسطے اعلانِ حقِ واقعی اور دفعِ مغالطۂ ناواقفی کے بعض سائلین کے جواب میں لکھے اُن کی اجازت سے شائع کرتے ہیں۔

خط بنام جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب واعظ بندر بمبئی ۱۳۰۷ھ

بعد سلام مسنون کے واضح ہو آپ نے جو مجھ کو اطلاع دی کہ پرچۂ مطبوعۂ کشف الاخبار بمبئی میں تیرے نام سے یہ مضمون چھاپا گیا ہے کہ

" میں نے اپنے مذہبِ باطل سابق انکارِ فضیلتِ جنابِ مرتضوی سے جنابِ شیخین پر توبہ کی لہذا یہ توبہ نامہ میرا اخبار میں چھاپ دیا جاوے فقط "

حال اس کا یہ ہے کہ یہ میرے اوپر محض افتراءِ قبیح ہے۔ نہ میرا یہ عقیدہ ہے نہ میں نے اس بارے میں کشف الاخبار وغیرہ میں کچھ چھپوایا ہے۔ میں بِفَضْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی مطابق عقیدۂ حقہ جماہیر اہلسنت کے اَفْضَلِیَّتِ حضراتِ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا کثرتِ ثوابِ عند اللہ و اَکْرَمِیَّتُ و تَقَرُّبِ اُخْرَوِی میں جناب مرتضوی پر معتقد ہوں ، اس کے منکر کو گمراہ جانتا ہوں ، میرے رسائلِ مطبوعہ فارسی و عربی میں اس کی تحقیق بخوبی موجود ہے۔

ہاں مفتریوں کا علاج میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ والسلام

خط بنام جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مدراسی زاد مجدہم ۱۳۱۱ھ

عنایت نامہ آپ کا موصول ہوا۔ آپ جو ارقام فرماتے ہیں کہ

تیری نسبت بعض اشخاص حیدرآباد میں مشہور کرتے ہیں کہ .... ''تو قائل تکفیر حضرت شیخ اکبر کا ہے''........

اس کی اصل کیفیت واقعیہ مع اس کی منشاء کے جو آپ کے خیال میں ہو امر حق کو ظاہر فرما دیجئے فقط

مگر ما حال یہ ہے کہ اس وقت میں بہت لوگوں نے پیشۂ تصنیف و تالیف میں کذب وافتراء کو اپنا معمول قرار دیا ہے نہ اس کے واسطے کسی منشاء کی احتیاج ہے نہ اس کا میرے پاس یا کسی اور کے پاس کچھ علاج ہے۔

بہرحال آپ خوب یقین کر لیجیے کہ اس فقیر کی طرف حضرت شیخِ اکبر کی تکفیر بلکہ تحقیر کی نسبت کرنا محض اتہام کسی شریر کا ہے۔

البتہ میرا طریقہ یہ ہے کہ جو قول حضرت شیخ کا یا دیگر مشائخ کا مخالف صریح مذہبِ جماہیر محققین سلف صالحین کے اُن کی کتبِ منسوبہ میں پایا جاتا ہے مانند قول فنائے نار و انقطاعِ عذابِ کفار کے میں ایسے اقوال کی حَقِیَّت کا ہرگز معتقد **نہیں** ہوں کہ ہر قول ہر بزرگ کا جو مخالف سوادِ اعظم جماہیر محققین کے ہو برتقدیرِ صحتِ نسبت بھی یا **مؤوّل** ہے یا مہجور ، اور اتباعِ جمہور لازم و ضرور ہے۔

اس قدر اور بھی جان لینا چاہیے کہ میں باوجود اعتقادِ ولایتِ حضرت شیخ [ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ] جن بعض علمائے شریعت نے مانند علامہ جزری و ملا علی قاری وغیرہ کے

حضرت شیخ پر اعتراضات کیے ، بلکہ بنظر بعض اقوالِ منسوبہ کے کلمات تحقیر بلکہ تکفیر کے بھی لکھ دیئے ہیں ، میں اُن کی جناب میں بھی بے ادبی کا روادار نہیں ہوں۔ کہ اُن کے ساتھ میں حُسنِ ظن رکھتا ہوں۔ یہ فعل اُن کا بھی موافق اُن کی فہم کے بحمایتِ شریعت وقصدِ حقانیت ہے ، نہ نفسانیت وشیطانیت سے۔ والسلام فقط

خط بنام جناب حضرت مولانا حاجی حافظ سید اسماعیل حسن صاحب سیتاپوری زادت برکاتھم ۱۳۱۴ھ

بعد تسلیمات مسنونہ کے عرض ہے آپ نے جو عنایت نامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"بعض اشخاص ندویہ مشہور کرتے ہیں کہ آپ نے علماء ومشائخِ سابقین ولاحقین مثل حضرت شیخ مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب اور مولانا عبد الحلیم صاحب اور مولانا عبد الحیٔ صاحب وغیرہم کی تکفیر کی ہے اس کا حال واقعی لکھنا چاہیے۔ فقط"

حال اس کا یہ ہے کہ نجدیہ و روافض مدت سے اکابر مشہورین علماء پر طرح طرح کی تہمتیں کرتے رہتے ہیں میں تو ایک ادنیٰ طالب علم ہوں میری نسبت بھی اگر کوئی تہمت کریں تو اُن سے کیا عجب ہے بالخصوص طائفۂ ندویہ سے کہ وہ تو ایک شاخ گستاخ نیچریہ کی ہے اور خوارج وشیعہ کو بھی گمراہ بدعتی کہنے کو خلافِ اسلام جانتے ہیں۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ فقیر حقیر متبعِ جمہور ہے۔ اور ہر قول ہر عالم مشہور یا غیر مشہور کا جو مخالف اکثر محققین کے ہے وہ میری فہم میں مطرود و مہجور ہے۔ اگر اسی کا نام تکفیر ہے تو یہ عاجز معذور ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے کہ یہ تو ہمیشہ سے علمائے کرام کا دستور ہے۔

دیکھو مسئلۂ ممانعت وانکارِ اشارۂ مُسَبِّحَہ میں وقت تشہدِ صلاۃ کے حضرت مجدد صاحب کو کس قدر تشدد ہے ، بایں ہمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی عبد الحئ صاحب اس مسئلہ میں منکر کی نسبت جو کلماتِ شدیدہ لکھتے ہیں اہل علم پر مخفی نہیں ہیں۔ وعلی هذا القياس.

بالجملہ اگر ندویہ یا نجدیہ یا نیچریہ کوئی تحریر معتبر اس فقیر کی متعلق تکفیر کے پیش کریں تو البتہ قابلِ التفاتِ اہلِ عقل وشعور ہے اور مجھ سے مطالبہ اہلِ علم وانصاف کا ضرور ہے ورنہ مفتری تو کس وقت میں کس جگہ نہیں ہوئے ہیں۔

میرے وطن میں بھی بہت نیچریہ ونجدیہ وشیعۂ تفضیلیہ وتبرائیہ موجود ہیں جو میرے ساتھ عداوت مذہبی رکھتے ہیں اور اُن کے اخبارِ کاذبہ پر اکثر ندویہ کا مدار ہے۔

بالجملہ یہ فقیر تکفیرِ حضراتِ مذکورین سے محض بَری ہے۔ جو مجھ پر ایسی تہمت کرتا ہے وہ مفتری ہے۔ سابق میں بھی مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری وغیرہ علماء کو بھی اس کی اطلاع میں نے دے دی ہے وَكَفىٰ بِاللّٰهِ شَهِيْداً.

علاوہ بریں حضرت مجدد صاحب اور شاہ صاحب اور مولوی عبد الحیٔ صاحب **مرحومین** کی تحقیقات سے ندویہ کے مذہب کا مردود ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے۔

والسلام فقط

الشہیر سید حسین حیدر قادری از سیتاپور اوَدھ

منشی سید محمد صادق صاحب وکیل کے مطبع صبح صادق ضلع سیتاپور میں

۱۴/مارچ ۱۸۹۷ء مطابق ۹/شوال ۱۳۱۴ھ کو چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

ہل علم پر ظاہر ہے کہ صحابہ کرام و تابعین کے زمانہ سے متاخرین تک بحکمت الٰہی یہ امر جاری ہے کہ بہت لوگ تہمت و افترا
پر بندی کیا کرتے ہیں۔ دیکھو ایک فرقہ نے یہ افترا کیا کہ صحابۂ کرام اہلبیت عظام کی توہین و تحقیر کرتے تھے۔
ب فرقہ نے کہا کہ اہلبیت عظام اصحاب کرام کی تضلیل و تکفیر کرتے تھے حالانکہ اون حضرات کی تو یہ شان عالی
ہے کہ خود حق سبحانہ تعالے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ الآیہ۔
یطرح دیگر اکابر کی نسبت بھی کیسی کیسی زبانی روایات و حکایات بے سر و پا مشہور کی گئیں کیسی اونکی کتابوں میں بعض الفاظ الحاق
دیے گئے تا آنکہ بعض اکابر کے نام سے تو رسائل مستقلہ باطلہ خود اونکی حیات میں شائع کر دیے گئے جسکے اعلان کا اونکو اعلان
پا پڑا۔ اسوقت میں بھی فرقہ تفضیلیہ اور نیچریہ اور ندویہ طرح طرح کی تہمتیں علماء اہلسنت پر اخباروں میں رسالوں میں شائع
تے ہیں چنانچہ ہم اس مقام پر چند خطوط جناب مولوی عبد القادر صاحب بدایونی مدظلہ العالی کے جو اونہوں نے
اسیطے اعلان حق واقعی اور دفع مغالطۂ ناواقفی کے بعض سائلین کے جواب میں لکھے اونکی اجازت سے شائع کرتے ہیں

خط بنام جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب واعظ بمبئی [illegible] ہجری بعد سلام مسنون کے واضح ہو آپ نے جو مجکو
اطلاع دی کہ پرچہ مطبوعہ کشف الاخبار بمبئی میں میرے نام سے یہ مضمون چھاپا گیا ہے۔ کہ میں نے اپنے مذہب باطل سابق
تفضیلیت جناب مرتضوی سے جناب شیخین پر توبہ کی لہذا یہ توبہ نامہ میرا اخبار میں چھاپ دیا جاوے فقط۔ حال اسکا
یہ ہے کہ یہ میرے اوپر محض افترا فبیح ہے نہ میرا یہ عقیدہ ہے نہ میں نے اسبارہ میں کشف الاخبار وغیرہ میں کچھ چھپوایا ہے
ن بفضل اللہ تعالے مطابق عقیدہ حقہ جماہیر اہلسنت کے افضلیت حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا کثرت ثواب عند اللہ
اکرمیت و اقربیت اخروی میں حضرت جناب مرتضوی پر معتقد ہوں اسکے منکر کو گمراہ جانتا ہوں میرے رسائل مطبوعہ
ارسی و عربی میں اسکی تحقیق بخوبی موجود ہے تاہم مفتریوں کا علاج میرے پاس کچھ نہیں ہے والسلام۔

خط بنام جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مدراسی زاد مجدہم [illegible] ہجری۔ عنایت نامہ آپکا موصول ہوا آپ جو رقم
فرماتے ہیں کہ تیری نسبت بعض اشخاص حیدرآباد میں مشہور کرتے ہیں کہ تو قائل تکفیر حضرت شیخ اکبر کا ہے اسکی
صل کیفیت واقعیہ مع اسکی منشا کے جو آپکے خیال میں ہو اور حق کو ظاہر فرما دیجیے فقط۔ مکرما عالی یہ ہے کہ اس وقت
میں بہت لوگوں نے پیشہ تصنیف و تالیف میں کذب و افترا کو اپنا معمول قرار دیا ہے نہ اسکے واسطے کسی منشا کی
احتیاج ہے نہ اسکا میرے پاس یا اور کسی کے پاس کچھ علاج ہے بہرحال آپ خوب یقین کر لیجیے کہ اس فقیر کیطرف حضرت
شیخ اکبر کی تکفیر بلکہ تحقیر کی نسبت کرنا محض اتہام کسی شریر کا ہے البتہ میرا طریقہ یہ ہے کہ جو قول حضرت شیخ کا یا دیگر مشائخ کا
مخالف صریح مذہب جماہیر محققین سلف صالحین کے اونکے کتب منسوبہ میں پایا جاتا ہے مانند قول فنائے نار و انقطاع عذاب
کفار کے میں ایسے اقوال کی حقیت کا ہرگز معتقد نہیں ہوں کہ ہر قول ہر بزرگ کا جو مخالف سواد اعظم جماہیر محققین کے
ہو بر تقدیر صحت نسبت بھی یا ماول ہے یا مہجور اور اتباع جمہور لازم و ضرور ہے۔ اسقدر اور بھی جان لینا چاہیے کہ
میں باوجود اعتقاد ولایت حضرت شیخ کے جن بعض علماء شریعت نے مانند علامہ جزری و ملا علی قاری وغیرہ کے حضرت
شیخ پر اعتراضات کیے ہیں بلکہ بنظر بعض اقوال منسوبہ کے کلمات تحقیر بلکہ تکفیر کے بھی لکھدیے ہیں میں اونکی جناب
میں بھی بے ادبی کا روادار نہیں ہوں کہ اونکے ساتھ میں حسن ظن رکھتا ہوں۔ یہ فعل اونکا بھی موافق اونکی فہم

۲

کے بحمایت شریعت و قصد حقانیت ہے نہ نفسانیت و شیطانیت سے والسلام فقط

خط بنام جناب حضرت مولانا حاجی حافظ سید اسماعیل حسن صاحب سیتاپوری زادت برکاتہم سنہ ۱۳۱۶ ہجری -

بعد تسلیمات مسنونہ کے عرض ہے آپ نے جو عنایت نامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اشخاص ندویہ مشہور کرتے ہین کہ آپنے علما و مشائخ سابقین و لاحقین مثل حضرت شیخ مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحب اور مولانا عبد الحلیم صاحب اور مولانا عبد الحی صاحب وغیرہم کی تکفیر کی ہے اسکا حال واقعی لکھنا چاہیئے فقط - حال اسکا یہ ہے کہ نجدیہ و روافض مدت سے اکابر مشہورین علما ہر طرح کی تہمتین کرتے رہتے ہین تو ایک ادنے طالب علم ہون میری نسبت بھی اگر کوئی تہمت کرین تو اون سے کیا عجب ہے بالخصوص طائفہ ندویہ سے کہ وہ تو ایک شاخ گستاخ نیچریہ کی ہے اور خوارج و شیعہ کو بھی گمراہ بدعتی کہنے کو خلاف اسلام جانتے ہین - ہان یہ بات ضرور ہے کہ یہ فقیر حقیر متبع جمہور ہے اور ہر قول ہر عالم مشہور یا غیر مشہور کا جو مخالف اکثر محققین کے ہے وہ میری فہم مین مطرود و مہجور ہے اگر اسیکا نام تکفیر ہے تو یہ عاجز معذور ہے اس مین میرا کیا قصور ہے کہ یہ تو ہمیشہ سے علماء کرام کا دستور ہے - دیکھو مسئلہ ممانعت و انکار اشارہ مسبحہ مین وقت تشہد صلوۃ کے حضرت مجدد صاحب کو کسقدر تشدد ہے باایں ہمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی عبد الحی صاحب اس مسئلہ مین منکر کی نسبت جو کلمات شدیدہ لکھتے ہین اہل علم پر مخفی نہین ہین و علے ہذا القیاس -

بالجملہ اگر ندویہ یا نجدیہ یا نیچریہ کوئی تحریر معتبر اس فقیر کے متعلق تکفیر کے پیش کرین تو البتہ قابل التفات اہل عقل و شعور ہے اور مجھ سے مطالبہ اہل علم ذوالانصاف کا ضرور ہے ورنہ مفتری تو کس وقت مین کس جگہ نہین ہوئے ہین - علم - میرے وطن مین بھی بہت نیچریہ و نجدیہ و شیعہ تفضیلیہ و تبرائیہ موجود ہین جو میرے ساتھ عداوت مذہبی رکھتے ہین اور اونکے افترا کا ذریعہ اکثر ندویہ کا مدار ہے - بالجملہ یہ فقیر تکفیر حضرات مذکورین سے محض بری ہے جو مجھپر ایسی تہمت کرتا ہے وہ مفتری ہے سابق مین بھی مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری وغیرہ علما کو بھی اسکی اطلاع دیدی ہے و کفی باللہ شہیدا - علاوہ برین حضرت مجدد صاحب اور شاہ صاحب اور مولوی عبد الحی صاحب مرحومین کی تحقیقات سے ندویہ کے مذہب کا مردود ہونا بخوبی ثابت کیا گیا ہے والسلام فقط

الشہیر سید حسین حیدر قادری مارہروی از سیتاپور ۱۰ دہ

منشی سید محمد صادق صاحب وکیل کے مطبع صبح صادق ضلع سیتاپور مین ۱۴ مارچ ۱۸۹۹ء مطابق ۲ شوال ۱۳۱۶ھ کو چھپا

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ **محمد مصطفےٰ رضا** قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

لَمُعَاتُ برسوالات

بقلم فیض رقم :

حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ **محمد کوثر حسن** صاحب قبلہ قادری رضوی مَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ بَقَائِہٖ

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری بلرامپور۔ یو۔ پی

باھتمام:

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹

گدرہوا بلرامپور یوپی۔ پن

۲۷۱۲۰۱

شائع کردہ :

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی شریف

یوپی۔ پن ۲۴۳۰۰۳

موبائل: 9319787312
8433284878

سنِ اشاعت بارِدوم **با اضافۂ و اصلاح**

شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

نام کتاب: لَمُعَاتُ بر سوالات

از: حضرت علامہ مولیٰنا مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب

قبلہ مُدَّ ظِلُّهُ الْعَالِیْ

صفحات: ۱۴۸

تعداد اشاعت: ۱۵۰۰

سنِ اشاعت بارِ اول: ۶ر ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق

۱۷ر فروری ۲۰۱۳ء

سنِ اشاعت بارِ دوم با اضافۂ و اصلاح:

شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ مطابق اپریل ۲۰۱۹ء

باہتمام:

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی۔

پن ۲۷۱۲۰۱

E-mail: reza.kashif786@gmail.com

Mob.:9838599786

طبع: بارِ دوم

با اضافۂ و اصلاح

شائع کردہ:

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ: ۱۰۵ خواجہ قطب بریلی

شریف یوپی۔ پن ۲۴۳۰۰۳

موبائل: 9319787312

8433284878

فہرست لَمُعَاتُ برسوالات

ب

☆

حضرتِ منصور حلاج انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ اَنَا الْاَحَقّ	۹۵
الزلال الانقی میں ''گیارہ سوالات'' کی خیانت کہ آخرت میں دیدارِ الٰہی[۱] حضور کی معراجِ[۲] آسمانی اور شفاعتِ[۳] کبریٰ کے بارے میں لکھ دیا .... '' ان پر اب عرب و عجم سب متفق ہیں ''....... یہ مشعر ہے کہ .... پہلے متفق نہ تھے بلکہ پہلے اختلاف رہا ہے	۹۷/۹۹
تو ائمۂ مابعد کا اجماع بھی .... جو کہ خبرِ مشہور کی منزل میں ہوتا ہے .... نہ رہا کیونکہ .... اجماع جب سلف میں مختلف فیہ ہو تو وہ خبرِ صحیح کی منزل میں ہوتا ہے .... [فواتح]۔	۶۹
حالانکہ یہ تینوں اہلسنّت کے اجماعی عقائد میں سے ہیں	۹۷ تا ۹۹
اَلزُّلَالُ الْاَنْقیٰ میں ان تین عقائدِ اہلسنّت کو ہرگز نہیں فرمایا کہ ان پر اب عرب و عجم سب متفق ہیں ...... بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ''نظر'' سے آس وامید اور ''وزن'' سے جانچ پرکھ مراد لینے میں عرب و عجم ایک دوسرے کے موافق ہیں	۹۹ تا ۱۰۲

●

باغی جو خود کو حق پر جانتے ہوئے امامِ برحق سے بغاوت کرے فاسق نہیں۔	۱۰۳
مگر عقیدے میں جو خود کو حق پر اور امامِ برحق کو باطل پر جانے وہ ضرور فاسق و گمراہ ہے	۱۰۳/۱۰۵ ، ۱۰۶
''گیارہ سوالات'' نے دونوں کا خلط کیا اس پر کشف و کلام	۱۰۳ تا ۱۰۷

●

امام ابن عبد البر کا کلام کہ ...... حق سے جو بے خبر ہو وہ کافر نہیں ......
یہ خود اُن کی تصریح کے مطابق خارجی معتزلی اذہان کو تکفیر میں افراط سے
روکنے کے لیے ہے ۱۱۰
جہاں فقہاء و محدثین کا اجماع ہو وہاں وہ تکفیر مانتے ہیں ۱۱۱
افراط وتفریط سے جدا مسلک اعتدال۔ ناصحانہ کلامِ امام و شاہزادۂ امام ۱۱۲/۱۱۱
جہاں تاویلِ مقبول نکلتی ہو اور مراد کا علم نہ ہو وہاں تکفیر میں جلدی سخت
جرأت ہے ۱۱۲
جہاں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہ ہو وہاں تکفیر میں تأمل ادنی شبہ
سخت عظیم وبال ہے //
''گیارہ سوالات'' نے اپنے وہم سے وہابیہ اور متشدّد جاہلوں کو علمائے دین
ٹھہرالیا۔ اور پھر علمائے دین کو تنبیہ بھی۔ ۱۱۳

●

صاحبِ ''گیارہ سوالات'' کا بھیانک اختراع۔ جلیل صحابی پر مقادیرِ زکوۃ
کے انکار کی شنیع تہمت ۱۱۴
وہ صحابی مقادیرِ زکوۃ کے منکر ہرگز نہ تھے ، بلکہ زکوۃ کے علاوہ بھی مال
میں کچھ اور حقوق ہونے کے قائل تھے۔ نیز کچھ اور صحابہ وتابعین
وغیرہ بھی۔ ۱۱۴ تا ۱۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۂ اولیں

''مسئلہ تکفیر کے بارے میں گیارہ سوالات'' کے عنوان سے ایک تحریر آئی جس کے آخر میں مسطور ہے

''السائل العبد العاجز المسکین لمولاہ تعالیٰ محمد فیض الرسول القادری المقیم بفیصل آباد''

اور اثنائے تحریر میں ہے کہ

''بندہ نے پچھلے کئی برسوں میں درس نظامی کی منتہی کتب کی تدریس کے ساتھ ساتھ کئی اہم موضوعات پر کثیر مقالہ جات لکھے ہیں'' [گیارہ سوالات ص۸]

یہ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی ذی علم ذی فہم شخص شبہات کے ایسے دلدل تو تیار کر لے جیسا کہ اس تحریر میں ہیں مگر ان سے نکلنے کی صورت اس سے نہ بن پڑے ــــ ہاں کسی ناخواندہ کجی کے دلدادہ کو کوئی سکھا پڑھا دے اور وہ اپنی طبعِ عوج پسند سے ایسے دلدلوں میں نازاں وفرحاں رہے تو بات دیگر ہے۔

بہر حال دارالافتاء کو ــــ زید وعمرو کی شخصیت سے کام نہیں ــــ بعد شیوع شبہ اس کا

کشف امرِ شرعی ہے۔

ـــ ’’ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جن قلوب کو ہدایت فرماتا ہے اُن کا قدمِ ثبات جادۂ حق سے لغزش نہیں کرتا اگر ذریتِ شیطان وسوسے ڈالے تو اس پر اعتماد نہیں کرتے پھر جب امرِ حق جھلک دکھاتا ہے معًا ہوشیار ہوجاتے اور اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ‘‘ ـــ

[رماح القهار علی کفر الکفار ، تمهیدِ خالص الاعتقاد ، فتاویٰ رضویه مترجم ۲۹/ ۴۲۸]

اِنَّ الَّـذِیۡـنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ

بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انھیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہوجاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

[پ ۹ ع ۱۴ سورہ الاعراف آیت ۲۰۱]

ورنہ

ـــ ’’ گمراہی کہہ کر نہیں آتی گمراہی کا پہلا پھاٹک یہی ہے کہ آدمی کے دل سے اتباعِ سبیلِ مومنین کی قدر نکل جائے ‘‘ ـــ [فتاویٰ رضویه ۳/ ۱۱۹]

وُرودِ سوال پر فقیر نے حمایتِ حق و نکایتِ باطل کے لیے نظر بیشتر ہدم مناشی پر مقتصر رکھ کر قلم اٹھایا ، بفضلِ الٰہی و بعنایتِ رسالت پناہی جَلَّ وَعَلَا و صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم یہ امر بوجہ حسن اختتام کو پہنچا۔

تو حمد ہے اللہ کے لیے اول بھی اور آخر بھی ، اور درود و سلام ہو اس کے محبوب پر جنھوں نے قیامت تک کے لیے اپنی امت کی رہنمائی کی ، اور حضور کے آل و اصحاب اور نام لیواؤں پر بھی۔ اٰمین.

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ المختار وعلی اٰلہ واصحابہ الاطہار وابنہ غوث الاعصار

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی **وحدانیت** اور **حضورِاقدس** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی **حقانیت** کا اعتقاد تمام ضروریاتِ دین کی اصل وبنیاد ہے اور وجود کہ وحدانیت کی بھی اصل ہے اس تک رسائی غوروفکر سے ہوتی ہے سیّدنا امام غزالی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

معرفۃ وجودہٖ تعالٰی۔ واول ما یُستضاء من الانوار ویُسلک من طریق الاعتبار ما ارشد الیہ القراٰن فلیس بعدَ بیان اللّٰہ سبحانہ بیان.

وجودِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کی معرفت۔ [اس کے لیے] اولین انوار جن سے روشنی حاصل کی جائے اور سب میں پہلا عبرت وغوروفکر کا راستہ جس پر چلا جائے وہ ہے جس کی طرف قرآن نے رہنمائی فرمائی۔ کہ بیان الٰہی سے بڑھ کر کوئی بیان نہیں

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَّ جَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَّبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ

کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام کیا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روز گار کے لیے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ

سَبۡعًا شِدَادًا ○ وَّ جَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ○ وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ○ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ○ وَّ جَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ○

رکھا اور بھری بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔ [ترجمہ کنزالایمان]

اور فرماتا ہے

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○

[پ ۲ ع ۴ سورۃالبقرۃ آیت ۱۶۴]

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔ [ترجمہ کنزالایمان]

اور فرماتا ہے

اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ○ وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡهِنَّ نُوۡرًا ○ وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا ○ وَاللّٰهُ اَنۡبَتَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ○ ثُمَّ یُعِیۡدُکُمۡ فِیۡهَا

کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیوں کر سات آسمان بنائے ایک پر ایک اور ان میں چاند کو روشنی کیا اور سورج کو چراغ اور اللہ نے تمہیں سبزے کی طرح زمین

وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ○ سے اگایا پھر تمہیں اس میں لے جائے گا اور دوبارہ نکالے گا۔

[پ ۲۹ ع ۹ سورۃ نوح آیت ۱۵ تا ۱۸] [ترجمہ کنزالایمان]

اور فرماتا ہے

اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ○ ءَ اَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ○ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِيۡنَ عَلٰٓى اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَكُمۡ وَ نُنۡشِئَكُمۡ فِىۡ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰى فَلَوۡلَا تَذَكَّرُوۡنَ ○ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ○ ءَ اَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ○ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰهُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ ○ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ○ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ○ اَفَرَءَيۡتُمُ الۡمَآءَ الَّذِىۡ تَشۡرَبُوۡنَ ○ ءَ اَنۡتُمۡ اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡزِلُوۡنَ ○ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ ○ اَفَرَءَيۡتُمُ النَّارَ الَّتِىۡ

تو بھلا دیکھو تو وہ منی جو گراتے ہو کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا اور ہم اس سے ہارے نہیں کہ تم جیسے اور بدل دیں اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جس کی تمہیں خبر نہیں اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم پر چٹی پڑی بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اُسے بادل سے اتارا یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں پھر کیوں نہیں شکر کرتے تو بھلا بتاؤ تو وہ

تُــــوْرُوْنَ ○ ءَ اَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَـــــحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ○ نَحْــــنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ○

[پ۲۷ ع۱۵ سورة الواقعة آیت ۷۱ تا ۷۳]

آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اُسے جہنم کا یادگار بنایا اور جنگل میں مسافروں کا فائدہ۔ [ترجمہ کنزالایمان]

فلیس یخفیٰ علی مَن معه ادنیٰ مُسْکة من عقل اِذا تأمّل بادنیٰ فکرةٍ مضمونَ هذه الآیات ، و اَدار نظرَه علی عجائب خلقِ اللّٰه فی الارض و السمٰوات ، و بدائعِ فطرة الحَیَوان والنبات ، اَنّ هذاالامر العجیبَ والترتیبَ المحکم لا یستغنِی عن صانع یُدبِّره وفاعلٍ یُحکِمه و یُقدِّره

تو جو آدمی بھی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا ہے ، جب ان آیات کے مضمون پر کچھ بھی غور کرے گا ، اور زمین اور آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی انوکھی انوکھی مخلوقات اور حیوان و نباتات کی نئی نرالی آفرینشات پر ہر چہار جانب اپنی نظر دوڑائے گا ، اُس سے یہ حقیقت اوجھل نہ رہے گی کہ یہ بے مثال صنعت اور مضبوط نظام خود بخود نہیں ہوسکتا ، ضرور اس کا کوئی بنانے والا ہے جو اس کی تدبیر کرتا ہے ، اور ضرور اسے کوئی چلانے والا ہے جو ٹھوس طریقے پر ایک مقررہ اندازے کے مطابق اسے چلاتا ہے۔

[احیاء العلوم جزء اول کتاب قواعد العقائد ، فصل ثالث ص ۱۴۸]

یہ **وجودِ باری تعالیٰ** کی معرفت حاصل کرنے کے لیے **غور و فکر** کا راستہ تھا۔

یوں ہی **حضورِ اقدس** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی **صداقت** و **حقانیت** **معجزہ** سے معلوم ہوتی ہے۔ اور معجزہ کا علم **نظری** ہے۔

[العلم بالمعجزة و هو نظری ــــ] [المعتقد المنتقد ص۱۵]

اور غور وفکر سے حاصل علم نظری ہوتا ہے۔ ولہذا المعتقد المنتقد کے مقدمہ میں ضروریاتِ دین کے بارے میں نقل فرمایا کہ

’’وما یقال لبعضها اِنّها من ’’ ضَروریّات الدین ‘‘ فمعناه اَنّه اشترَک فی معرفۃِ اضافتِه الی الدین ، خواصُّ اهلِ الدین و عوامُّهم ، مع عدَم قَبول التشکیک فساغ علیٰ ادراکِها اطلاقُ الضَرورة بطریق المشابهة ، لا لالتحاقه بالضَروریّات ، کذا قال اللاقانی

یعنی بعض قضایائے نظریہ شرعیہ اعتقادیہ کو جو ضَروریاتِ دین کہا جاتا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اِنہیں دینِ اسلام کی بات جاننے میں خواصِ اہلِ دین اور عوام اہلِ اسلام سب شریک ہیں ، اور یہ قضایا قابلِ تشکیک نہیں ، اِن میں کسی کے شک ڈالنے سے مسلمان کے نزدیک کچھ اثر نہیں پڑتا [جس طرح بدیہی قضایا کو سب جانتے ہیں اور اُن میں کسی کے شک ڈالنے سے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا] تو اس مشابہت کی راہ سے ان قضایا کی معرفت کو بدیہی کہنا روا ہوا ، اس لیے نہیں کہ یہ قضایا بدیہیات کی صف میں آ گئے۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ضَروریاتِ دین کا اولاً یہی معنی نقل کیا کہ

فُسرت الضَروریّاتُ بما یَشترِک فی علمه الخَواصُّ والعَوامُّ.

مگر التحقیق سے دوسرا معنیٰ بتایا کہ

والتحقیق عندی ان الضَرورة	اور تحقیق میرے نزدیک یہ ہے کہ ضرورت

ھھنا بمعنی البداھۃ ، وقد تقرّر اَنّ البداھۃ والنظریۃ تختلف باختلاف الناس.

فرُبّ مسئلۃ نظریۃ مُبتنیۃٍ علی نَظَریّۃٍ اُخریٰ اذا تبیّن المَبنیٰ عند قوم ، حتی صار اصلا مقرّرا و علما ظاھرا فالاُخریٰ الّتی لم تکن تَحتاج فی ظھورھا الّا اِلیٰ ظھور الاُولیٰ تَلتحِق عندہ بالضَروریّات واِنْ کانت نَظَریۃً فی نفسھا.

الا تریٰ ان کل قوس لم تبلُغ ربعا تامامن اربعۃ ارباع الدور وجود کل من القاطع والظل الاول لھا بدیھی عند المھندس لا یحتاج اصلا الی اعمال نَظَرٍ و تحریک فکر بعد ملاحظۃ المصادرۃ المشھورۃ

یہاں بداہت کے معنیٰ میں ہے۔ اور یہ ثابت شدہ ہے کہ بداہت ونظریت کا وصف ایسا ہے کہ مختلف اقسام کے لوگوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے

چنانچہ بہت سے نظری مسئلے جن کی بنیاد کسی اور نظری مسئلے پر ہوتی ہے جب وہ بنیادی مسئلہ کسی قوم کے نزدیک اس درجہ وُضوح و انکشاف پر آجاتا ہے کہ مُسلّمہ مقرّرہ قاعدہ اور ظاہروباہر علم ہوجاتا ہے تو دوسرا جو اپنے وُضوح وظُہور میں اسی پہلے کا محتاج تھا وہ بھی اُس قوم کے نزدیک بدیہیّات کے زمرے میں آجاتا ہے اگرچہ فی نفسہ نظری ہوتا ہے۔

دیکھو ہر وہ قوس جو دائرے کے چار حصوں میں سے ایک پورے چوتھائی کو نہ پہنچی ہو اس کے لیے قاطع اور ظلِّ اول دونوں کا ہونا ہندسہ داں کے نزدیک بدیہی ہے اور ایسی کھلی بات ہے کہ مشہور مسلم ثابت شدہ مصادرہ کی طرف اس نے بس نظرِ التفات کرلی تو اب اسے

المسلمة المقررة وان كان هو والمصادرة كلا هما نظريين فى انفسهما.

هكذا حال ضروريات الدين

[فتاویٰ رضویہ ۱/ ۷ ، مترجم ۱/ ۱۸۲]

سوچنے اور غوروفکر کو حرکت میں لانے کی کچھ بھی حاجت نہیں رہتی اگرچہ وہ وجودِ قاطع و ظلِّ اول اور یہ مصادرہ دونوں اپنی حدِّ ذات میں نظری ہیں ــــ

یہی شان ضروریاتِ دین کی ہے۔

کہ **عقیدۂ توحید** و **رسالت تمام ضروریاتِ دین** کی **اصل** و **بنیاد** ہے اہلِ اسلام نے جب اسے مان لیا ، اور یہ عقیدہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ظاہر و باہر واقعیت اور کھلی حقیقت ہوگیا ، تو **باقی ضروریاتِ دین بھی مسلمان کے لیے ایک واضح** اور **کھلی حقیقت** ہوگئے۔ تو ضروریاتِ دین بدیہیاتِ دین کے معنیٰ میں ہیں۔

یعنی دینِ اسلام کی وہ باتیں جو قومِ مسلمین کے نزدیک روشن و بدیہی ہیں **جاہل گنواروں کو بھی انہیں جاننے کے لیے غور** و **فکر کرنے اور سوچنے کی حاجت نہیں ہے**۔

ہاں صرف توجّہ کرنے اور دھیان دینے کی حاجت ہے اور یہ بداہت کے منافی نہیں۔ بدیہیات و واضحات پر بھی کبھی تنبیہ کی حاجت ہوتی ہے جیسا کہ کتبِ فنون بلکہ عرف میں بھی معروف و دستور ہے اور اس سے بدیہیّات نظری نہیں ہوجاتے۔

☆

تو تفسیرِ امام کا یہ مطلب نکالنا کہ ضروریاتِ دین میں

اشخاصِ مسلمین کے اعتبار سے اختلاف ہوتا ہے جیسا کہ سائل نے لکھا

فتاویٰ رضویہ (مترجم) ص۲۴۳ ج۱ کی رو سے سیدی اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ جو مسئلہ دینیہ قطعیہ جس پر واضح ہو وہ اس کے حق میں ضرورت دینی ہے اور جس پر واضح نہ ہو وہ اس کے حق میں ضرورت دینی نہیں

[گیارہ سوالات ص۲۲]

یہ سائل کی اپنی نافہمی اور مقصود و مَرامِ امام تک اس کی نارسائی ہے۔

توضیح:۔ اختلافِ بداہت ونظریّت میں تقریرِ امام دیکھیے تو لفظِ **قوم** فرمایا ہے — **مثال** دیکھیے تو مہندس فرمایا ہے جو جماعتِ ہندسہ داں ہے شخصِ واحد نہیں۔ اور اس کے بعد فرمایا

هکذا حال ضَرُوْرِيّاتِ الدين | یہی شان ضروریاتِ دین کی ہے

تو صاف مطلب ہوا کہ **ضروریاتِ دین بدیہی عند القوم المسلمین ہیں** — اگرچہ **غیر مسلمین کے نزدیک نظری ہیں** — ولہذا خود امام اہلسنّت نے جلد ششم میں ضروریاتِ دین کی یہی تفسیر کی، فرمایا

[ضروری فی الدین وبدیهی عند المسلمین] [۸۹/۶، مترجم ۴۰۰/۱۴]

نہ کہ بدیہی عند مسلم دون مسلم .... جیسا کہ سائل نے ادعا کیا

نیز **مثال** میں دیکھیے کہ **مصادرہ** جب ہندسہ داں کے لیے بدیہی ہے تو وجودِ قاطع و ظِلِّ اول میں بھی ہندسہ داں کو اِعمالِ فکر کی بالکل حاجت نہ رہی وہ بھی اس کے نزدیک روشن و بدیہی ہو گیا۔

تقریر میں دیکھیے کہ بنیادی مسئلہ جب اتنا روشن ہوگیا کہ ایک طے شدہ اصل و بنیاد اور ظاہر و باہر علم کی حیثیت اختیار کر گیا تو دوسرا مسئلہ جو اپنے بدیہی ہونے میں صرف پہلے کا محتاج تھا وہ بھی بدیہی کے زمرے میں آگیا۔

اب ضروریاتِ دین پر اسے منطبق کرلیجیے ــــ **عقیدۂ توحید و رسالت اَصْلُ الْاُصُوْل** ہے تمام ضروریاتِ دین کی بنیاد ہے اورکون ایسا مسلمان ہوگا جس کے لیے یہ روشن و بدیہی نہ ہو بغیر توحید و رسالت کو مانے کیا کسی کا مسلمان ہونا معقول ہے؟...... ہرگز نہیں۔ تو جاہل سے جاہل گنوار سے گنوار کے لیے بھی **عقیدۂ توحید و رسالت روشن و بدیہی ہے**۔

اور یہی باقی ضروریاتِ دین کی بنیاد اور مَبْنیٰ ہے کہ باقی ضروریات کو روشن و بدیہی ہونے میں صرف اسی عقیدۂ توحید و رسالت کے روشن و بدیہی ہونے کی حاجت تھی تو بنیاد کے روشن ہوتے ہی **وہ سب بھی مسلمان کے لیے روشن و بدیہی ہوگئے**

یہ ہے تحقیقِ امام کا صاف حاصل۔

خود علامہ بدایونی جنھوں نے علامہ لاقانی سے تمام ضروریاتِ دین کا نظری ہونا نقل کیا جگہ جگہ المعتقد میں انھیں بدیہی بتایا جیسے ما کان ثبوته ضرورةً ــــ [ص۲۱۰] الاصول المعلومة من الدين ضرورةً ــــ [ص۲۱۳]

ان مقامات پر ''ضرورةً'' بالبداہۃ ''بداہت'' کے معنیٰ میں ہے ــــ اور تصریحِ نقل بھی نہیں تو معلوم ہوا یہی علامہ بدایونی کا مختار ہے۔

اور بفرضِ باطل تحقیقِ امام میں اس مطلب کی کہ .... ضروریات کسی کسی کے لیے

نظری ہیں .... کچھ گنجائش ہو تو بھی اس سے ضروریاتِ دین کے حکم میں اختلاف کا کسی ایسے کو توہّم بھی نہیں ہوسکتا جو کلامِ علماء کی سمجھ رکھتا ہو۔

☆

یہیں دیکھیے جو تمام ضروریات کو صاف صاف نظری کہتے ہیں جیسا کہ المعتقد [ص۱۵] سے گذرا کیا وہ ضروریاتِ دین کا جو اجماعی حکم ہے کہ '' جو ان میں سے کسی کا انکار کرے بیشک کافر ہے '' اسے نہیں مانتے ؟......

وہی علامہ بدایونی جنھوں نے وہ نظری ہونا نقل کیا اُنہی نے ضروریاتِ دین کا یہی اجماعی حکم بالتصریح بیان کیا کہ

الا تفاق منهم على ان ما كان من اصول الدين و ضرورياته يكفر المخالفُ فيه. [المعتقد ص۲۱۲]

اہلسنت کا **اتفاق** ہے کہ جو عقائد، اصولِ دین اور **ضروریاتِ دین میں** سے ہیں ان کا **مُخالِف کافر** ہے۔

وما يُوجب التكذيبَ هو جحدُ كل ما ثبت عن النبى صلى الله عليه وسلم ادعاءُ ه ضرورةً فَجَحدُهُ المكلف حَكَمَ بانه كافر. ملخصاً [ص۲۰۹]

ہر اُس بات کا انکار مُوجِبِ تکذیب ہے جس کا ارشادِ حضور سیدِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہونا بداہۃً ثابت ہو ..... تو ایسی ضروریِ دینی بات کا جو مُکلّف بھی انکار کرے ...... یہ انکار اُسے کافر ٹھہرائے گا۔

من انكر الجنة والنار والبَعْث والحساب والقيامة فهو كافر

جو جنت و دوزخ کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا اور حساب اور قیامت کا انکار

بـاجـماعٍ [تنکیرہ لتعظیمه ای اجمـاع عـظیم لیس فوقه اجماع .المستند] للنص علیه واجمـاعِ الامة علـیٰ صحة نقله متواترا. [المعتقد ص۱۸۰]

کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔ ......
یہ اجماعٍ میں تنوین برائے تعظیم ہے ، یعنی اعلیٰ درجے کا اجماع ، جس سے بالا کوئی اجماع نہیں ......کیونکہ ایسے کے کافر ہونے پر وہ نص ہے جو ضروریاتِ دین سے ہوکر ہم تک آئی ہے۔

اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ جن کی تحقیق سے سائل نے وہ شبہ لایا اُن کی تو تصنیفات کے آسمان اس حکمِ اجماعی سے گونج رہے ہیں جلد چہارم و ششم میں فرمایا

—— " ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحًا خلاف کرے یہ قطعًا اجماعًا کفر ہے۔ [۲۶۶/۶ ، مترجم ۴۳۱/۱۵] اور معاذ اللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع ...(بر تکفیر)... رُک نہیں سکتا "— [۳۷۴/۴ ، مترجم ۹۴۲/۹]

ایمان کیا ہے؟......

— " سیدالعٰلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے ، اُن سب میں اُن کی تصدیق کرنا ، اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ، ایمان ہے "—

[فتاویٰ رضویه ۲۶۵/۶ ، مترجم ۴۳۱/۱۵]

الایـمان هو التصدیق ، ای قُبولُ القلب واذعانُه لِـمَا عُلِمَ بالضَرورةِ اَنّه مِن دینِ محمدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم [المعتقد ص۱۹۴]

ایمان تصدیق ہے۔ یعنی تمام ضروریاتِ دین کو دل سے مان لینا۔

اور کفر کیا ہے؟.......

__" ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اُس میں ادنیٰ شک لانا کفر ہے۔

[فتاویٰ رضویہ ۲۶۶/۶ ، مترجم ۴۳۱/۱۵] کفر ، تکذیب النبی صلی اللّٰہ

علیہ وسلم فی بعضِ ما جاء بہٖ مِن عند ربِّہٖ جَلَّ وَعَلا کا نام ہے"__

[فتاویٰ رضویہ ۱۸۸/۲ ، متر جم ۱۰۱/۵]

تو تکذیب ، بالبداہت کفرِ یقینی ہے ___ ولہذا تکفیر کا مدار ، تکذیب یا استخفاف پر ہے ___ المعتقد المنتقد [ص۲۱۲] میں ہے

لان مناط التکفیر و ھو التکذیب او الاستخفاف بالدین

اور انکارِ ضروریاتِ دین ، مُوجِبِ تکذیب ہے ___ المعتقد [ص۲۰۹] میں ہے

ومـا یُوجِب التکـذیـبَ ھـوجحد کلِّ ما ثبت عن النبی ادعاءُ ہ [ای الحکمُ بہ والقول بہٖ المستند] ضَرورةً ، ای بحیث صار العلم بکونہ ادعاءَ ہ ضروریا ، کالبعث والجزاء و الصلوٰات الخمس.

☆

(۱) تو جہاں شرع نے تکذیب نہیں مانی جیسے وہ شخص جسے کلمۂ کفر بولنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے صرف زبان پر کلمۂ کفر جاری کیا ، دل اُس کا ایمان پر جما رہا تو وہاں ضـروریـاتِ دین کا انکار بھی حقیقت میں نہیں ہے کہ موجِب و مُقتَضِی کا بغیر مقتضا کے وجود معقول نہیں۔

(۲) جو دارالحرب وغیرہ ایسی جگہ اسلام لایا جہاں مسلمانوں کی صحبت نہیں ملی اُسے

جن بعض تفصیلی ضـروریاتِ دیـن کی آگاہی نہیں ہوئی اور جہالت کے سبب اس کی بولی اُن کے خلاف ہوئی تو قبلِ آگاہی ، شرع نے اُسے معذور رکھا کیوں کہ جب وہ ایسی جگہ ہے جہاں جاننے کی سبیل نہیں تو اُس کی طرف سے تکذیب یعنی جھٹلانا نہیں ہوا توانکارِ ضروریِ دینی بھی حقیقت میں نہیں ہوا۔

بخلاف دارالاسلام میں رہنے والے کے ، کہ وہ موضعِ بداہت میں ہے یعنی جہاں ضروریاتِ دین روشن وبدیہی ہیں ، تواس کا عذرِ جہالت ، مقبول نہیں۔

(۳) جوصفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت سے غافل رہا اور نا سمجھی میں اُس سے ایسی بات نکل گئی جس سے اس صفت کی نفی ہوتی ہو تواس کی طرف سے ضروریِ دینی کے انکار کا التزام نہیں ـــــ جیسا کہ امام اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عدم تکفیر کی یہی وجہ بیان کی

(قال) الاشعری انما لم نکفره (لانه لم یعتقد ذلک) ای انتفاء تلک الصفة الذاتیة (اعتقادا یقطع بصوابه و یراه دینا و شرعا) انما قاله توهّما و جهلا [وقال القاری] انما یظنه ظنا وقع خطأ ـــــ [نسیم الریاض ۵۲۴/۴] ـــــ لم یعتقد ذلک اعتقادا یقطع بصوابه و یراه دینا و شرعا ـــــ [المعتقد ص۵۰]

یعنی وہ نفی اس کا عقیدہ نہیں۔ اُس کی درستگی کا اُسے یقین نہیں۔ اُس کی نظر میں وہ دین وشرع نہیں۔ بلکہ غفلت سے توہّماً بول گیا ، وہ ایک گمان تھا جو بطورخطاء وقوع میں آگیا ، یعنی وہ اس کی گہرائی میں نہیں پہنچا۔

اورمسئلۂ صفات دشوار ہونے کے سبب جیسا کہ اس کی تفصیل آ رہی ہے اس کے بارے میں فرمایا : **فان ھذا الجھل لا یخرجه عن اسم الایمان وان کان یخرجه عن کمال الایقان**

یعنی کمالِ اِیقان اسے حاصل نہیں مگر ہے وہ مسلمان۔ بخلاف مُستَبصِرانہ منکر کے ، کہ

(مستبصرا)ای علی بصیرة (فی ذالک) دون سھواوسبق لسان (کقوله لیس بعالم ولا قادروشبه ذلک)ھذا مذھب بعض الفلاسفة، ولا یدخُل فی ھذا المعتزلة الذین قالوا لاصفاتِ له زائدةً علیٰ ذاته وانما ھو عین ذاته ـــــ [نسیم الریاض ۵۲۳/۴ ، شفاء ۲۹۲/۲]

اور اسی میں آگے فرمایا

مستبصرا ای مستندًا لدلیل ـــــ [ص ۵۲۴]

یعنی مُستَبصِر خوب سوچ سمجھ کر یہ بول رہا ہے کہ ـــ ’’ **لیس بعالم** ’’وہ عالم نہیں ‘‘ــــ اس پر وہ اپنے زعم میں دلیل رکھتا ہے ـــــ تو اس کا اسے التزام ہے یہی اس کا عقیدہ ہے اور یہ مستبصرانہ منکر ، بعض فلسفی ہیں ـــــ معتزلہ اس میں نہیں۔

’’شفا شریف ‘‘ میں یہاں ایک حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے ، جس میں ایک واقعہ کا ذکر ہے ، اوراس کی تفصیل نسیم الریاض میں ہے ـــــ واقعہ مختصرًا یہ ہے کہ ایک شخص نے بوقتِ مرگ اپنے بال بچوں کو وصیت کی کہ بعدِ مرگ مجھے جلا کر ہوا میں اڑا دینا ، شاید عذابِ الٰہی مجھے نہ پائے ـــــ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا ، اللہ

عَـزَّوَجَلَّ نے اس کے اجزائے بدن کو جمع کیا اور فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟...... عرض کی مالک ومولیٰ تیرے خوف سے ــــ میرے آقا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اسے بخش دیا۔

علامہ شہاب الدین کہتے ہیں اس کی بولی میں صفتِ قدرت کی نفی ہوتی تھی مگر یہ اس نے گھبراہٹ اور انتہائی خوف میں کہہ دیا تھا جبکہ اس کا ایمان وعقیدہ یہ تھا کہ ــــ اللہ پاک ہر شئ پر قادر ہے۔ [دیکھو شفا شریف ۲/۲۹۳ ، نسیم الریاض ۴/۵۲۵ ، ۵۲۶]

اس سے واضح ہے کہ غیر مستبصر کون ہے؟ــــ وہ عامی ہے ، بے خبر ہے ، صفاتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا سے غافل ہے۔

اور مسئلۂ صفات وہ کہ

(لوبحث اکثرُ الناس) المسلمین عما یعلمون و یعتقدون ای (عن الصفات لَمَاوُجِد مَن یعلمها الا الاقل)وهم الخواص. [نسیم الریاض ۴/۵۲۶]	اکثر مسلمانوں سے صفات کے بارے میں ان کے علم واعتقاد کی تفتیش کروگے تو بہت کم ہی ملیں گے جو باخبر ہوں اور وہ صرف خواص ہیں۔

تو اُدھر قائل کی وہ غفلت و بے خبری ، ادھر مسئلے کی یہ باریکی و دشواری ، جو کچھ کہا خود اس کی گہرائی کو نہ پہنچا ، اس کے اپنے ذہن میں کوئی واضح نقشہ نہ کھنچا ، اور صفاتِ الٰهیه ضَروریاتِ دینیه کا انکار اُس کے دل میں نہ بسا ، اس پر قولِ معتمد یہ آیا کہ اس کا ایمان نہ گیا۔

اس میں ایسوں کے لیے کیا سند ہوئی ؟...... جو مدعیِ علم وفہم ہیں بلکہ انا ولا غیری کی

جنہیں ترنگ ہے ، اپنی بات پالنے کے لیے دلیلیں لاتے ، کتابیں چھانتے ، اوراہلِ حق کے حملوں سے بچنے کے لیے حیلے تراشتے ہیں ، جو کچھ بولتے ہیں خوب سمجھتے ہیں ، اور اجلیٰ ضروریاتِ دین و اَوضح بدیہیات عند المسلمین کو نشانۂ طعن بناتے ہیں — تو کہاں یہ اور کہاں وہ — اُس سے اِس پر سند نہ لائے گا مگر وہ جو کجی کا خواہاں ہو ، مثل اُن لوگوں کے جن کے بارے میں قرآنِ کریم نے فرمایا

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ [پ۳ ع ۹ سورۃ ال عمران آیت ۷]	وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اوراس کا پہلو ڈھونڈنے کو [ترجمہ کنزالایمان]

اورجب مذکورہ تین صورتوں میں ضروریاتِ دین کا انکارنہیں توان سے اُس حکمِ اجماعی پر کیا شبہ آئے گا جن سے کتبِ اصول گونج رہی ہیں — کہ **ضروریاتِ دین کے منکر کی تکفیر ، اجماعی ہے۔** تلویح علامہ تفتازانی عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَانُ میں ہے

والحقّ اَنّ نحو العباداتِ الخمس مِمّا عُلِمَ بالضرورة کونُه من الدین یکفر جاحده **اتفاقا** ، وانما الخلاف فی غیرہٖ. [توضیح تلویح ص ۵۲۳]	حق یہ ہے کہ عباداتِ خمسہ جیسی چیزیں جو کہ **ضروریاتِ دین** سے ہیں ان کے منکر کی تکفیر **اجماعی** ہے۔ خلاف صرف ضروریاتِ دین کے علاوہ میں ہے۔

المعتقد [ص۲۱۲] **میں ہے**

اختلف اهل السنة فی تکفیر المخالف	کچھ عقائد ایسے ہیں جن کے مخالف کی

فی بعض العقائد ، بعد **الاتفاق** منهم علی ان ما کان من اصول الدین وضروریاته یکفر المخالف فیه | تکفیر میں اہلسنت باہم مختلف ہیں ــــ جبکہ **ضروریات دین کے منکر کی تکفیر میں سب کا اتفاق ہے**

فتاوی رضویہ میں ہے

ــ" انکارِ التزامی یہ کہ **ضروریاتِ دین** سے کسی شیٔ کا **تصریحًا خلاف** کرے یہ **قطعًا اجماعًا کفر** ہے "ــ [فتاوی ۲۶۶/۶ ، مترجم ۴۳۱/۱۵]

ــ" اصالۃً اس مسئلہ (تکفیر) کا فن ، علمِ عقائد وکلام۔ وہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریاتِ دین سے کسی شیٔ کا انکار نہ ہو کفر نہیں۔ تو اِن کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہوگا۔ اور معاذ اللّٰہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو **اجماع** [بر تکفیر] **رک نہیں سکتا** "ــ

مختصراً [فتاویٰ رضویہ ۳۷۴/۴ ، مترجم ۹۴۲/۹]

شفاء شریف میں علامہ قاضی عیاض عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے مکہ مکرّمہ مسجد حرام وغیرہ کا جو انکار کرے اُس کے لیے فرمایا

لا مِریۃ فی تکفیرہ | اسے بلاشبہ کافر کہا جائے گا

علامہ شہاب الدین عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے نسیم الریاض [۵۱۵/۴] میں اس کی یہ وجہ بیان فرمائی

لانکارہ ما علم من الدین بالضرورۃ | کیونکہ اس نے ضروریِ دینی کا انکار کیا

وہیں آگے شفاء شریف میں فرمایا

والمرتاب فی ذلک والمنکر لذلک کافر باتفاق

نسیم الریاض میں ''ذٰلک'' کی شرح میں فرمایا : المعلوم من الدین بالضرورة

اور علامہ علی قاری نے ''اتفاق'' کی شرح میں فرمایا

للائمة والاُمّة ــــ [نسیم الریاض ۴/۵۱۶]

یعنی جو اس دینی ضروری میں شک کرے یا انکار کرے وہ باجماعِ ائمہ و باجماعِ امت کافر ہے۔

یہ اجمال تھا اس کا کہ ضروریاتِ دین کو بتمامہا نظری کہو یا بفرضِ باطل بعض کا بعض کے لیے نظری ہونا مانو بہرحال **حکم متفق علیہ** ہے کہ جو کسی **ضروریِ دینی کا بالتصریح و الالتزام منکر ہو وہ بالاجماع کافرِ یقینی ہے۔** اب تفصیل لیجیے

☆

شفاء شریف اور اس کی شرح نسیم الریاض میں ہے

(وکذالک ان انکر مُنکِر مکةَ او البیت او المسجد الحرامَ او صفةَ الحج) من واجباته وارکانه و نحوها ؛ (فهذا و مثلُه) ممن یشکّک فی معانی النصوص المتواترة ، (لا مِریة فی تکفیره)، لانکاره ما عُلِمَ من الدین

ایسے ہی اگر مکۂ مکرمہ یا خانۂ کعبہ یا مسجد حرام یا حج کے طور طریق یعنی واجبات فرائض وغیرہ کا انکار کرے تو یہ ......اور ہر ایسا شخص جو معانیِ نصوصِ متواترہ میں شک لائے ...... تو چونکہ اُس نے ضروریِ دینی کا انکار کیا لہذا اُسے بلاشبہ کافر

بالضرورۃ(ان کان ممّن یُظَنّ به علمُ ذالک، و ممن خالط المسلمین) فی دار الاسلام (و امتدّت صحبتُه لهم).

[شفاء ۲/۲۸۸ ، نسیم ۴/۵۱۴ ، ۵۱۵]

کہا جائے گا ، اگر اُس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ ان ضروریاتِ دین کو جانتا ہے یعنی وہ دارالاسلام میں مسلمانوں کے ساتھ ایک عرصہ رہ چکا ہو۔

دیکھو موضعِ بداہت میں یعنی دارالاسلام میں حکم تکفیر کے لیے اتنا گمان کہ وہ ان ضروریات سے آگاہ ہوگا کافی مانا۔

ہاں ایسے تفصیلی ضروریاتِ دین کے انکار میں **بے خبری اس کے لیے عذر ہے** جو نیا نیا مسلمان ہوا ، اور مسلمانوں کے ساتھ رہ کر ایسے تفصیلی ضروریات کو معلوم کرنے کا موقع نہ پایا ہو۔ چنانچہ یہیں شفاء و شرح نسیم میں فرمایا

(اِلّا ان یکون حدیث عهدٍ باسلامٍ) بان اسلم بعد کفره فی غیر دار الاسلام ، فهو معذور لجهله بما ذکر ، کمن نشأ فی بادیة او جزیرة ولم یسمع احکام الاسلام.

[نسیم الریاض ص ۵۱۵ ج ۴]

ہاں یہ صورت ہو کہ جلد ہی مسلمان ہوا ہے یعنی دارالحرب میں کفر سے نکل کر اسلام لے آیا ، تو وہ مذکورہ ضروریاتِ دین کو نہ جاننے میں معذور ہے۔ جیسے جو شخص بیابان و جزیرہ میں بڑھا پلا اور اسلام کے احکام اس کے کان تک نہ پہنچے۔

مگر یہ بے خبری کا عذر ایسے کے لیے بھی پروانۂ آزادی نہیں ہے ، چنانچہ آگے فرمایا

(فیقال له ، سبیلک) الذی یجب علیک سلوکه(ان تسأل کافّة

اسے کہا جائے گا — تم پر واجب ہے کہ تم یہ باتیں مسلمانوں سے معلوم کرنے کا راستہ

المسلمین ، فیقع لک العلم کما وقع لھم ، ولا ترتاب بذالک ، والمرتاب فی ذلک) المعلوم من الدین بالضرورة (والمنکر) لذالک(بعد البحث و صحبة المسلمین **کافر با)لا(تفاق)** . [شفاء ۲/۲۸۸،۲۸۹ ، نسیم الریاض ۴/۵۱۵،۵۱۶]

اختیارکرو ، توجان جاؤ گے جیسے مسلمان جان گئے ، اورشک میں نہیں رہو گے ۔

اور جو معلوم کرنے اورمسلمانوں کے ساتھ رہنے کے بعد بھی ان ضروریاتِ دین میں شک کرے ، یاان کا انکارکرے ، **تو وہ باجماعِ امت کافرہے** ،

للائمة و الامّة (ولایعذربقولہ لاادری ، بل ظاھرہ التسترعن التکذیب اذ لا یمکن انہ لایدری)بعد البحث والسؤال من المومنین ، او مخالطةِ المسلمین وھو عاقل ولیس من المجانین. [شفاء ۲/۲۸۹ ، وشرحِ شفا لعلی قاری برحاشیہ نسیم الریاض ۴/۵۱۶]

اس کا بے خبری کا عذر نہیں سناجائےگا ــــ بلکہ اس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے کفروتکذیب پر پردہ ڈال رہاہے ، کیونکہ مسلمانوں سے پوچھنے یا مسلمانوں کی صحبت میں رہنے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ وہ بےخبررہے ، جبکہ وہ عقل رکھتاہے ، پاگل دیوانہ نہیں ہے۔

مسلّم الثبوت میں ہے

حرمتھا من ضروریاتِ دار الاسلام.

شراب کی حرمت دارالاسلام کے ضروریات و بدیھیات سے ہے۔

اور اس کی شرح میں فواتح الرحموت میں فرمایا

فمن نشأ فیھا یعلم ان الخمر محرمۃ فی الاسلام. [فواتح الرحموت ۴۲۵/۲]

تو جو دارالاسلام میں پروان چڑھا اُسے معلوم ہوگا کہ شراب اسلام میں حرام ہے۔

اور امام اہلسنّت نے اسی کی شرح میں فرمایا

فکان عالمًا بہ قطعًا. [رحمۃ الملکوت مخطوطہ جزء رابع ص۹۷]

توجودارالاسلام میں ہے یقیناً اس حرمت کو جانے گا۔

اس سے واضح ہوگیا اُن عباراتِ علماء کامحمل جن میں انکارِ ضروری دینی پر منکر کی تکفیر میں یہ قید لگائی کہ وہ اُس ضروری دینی سے آگاہ بھی ہو کہ وہ ایسے شخص کے لیے ہے جو ایسی جگہ ہو جہاں اسے آگاہی حاصل کرنے کا موقع نہ ملا، اور پھر وہ آگاہی حاصل کرنے سے فرار بھی نہ کرے اور بعد آگاہی انکار نہ کرے۔ ورنہ پھر حکمِ اجماعی اُس کے لیے بھی وہی ہے کہ وہ کافر ہے۔

اور ظاہر ہوگئی انکارِ ضروریِ دینی پر حکم میں ارشادِ امام کی حقانیت کہ

"_ محققین محتاط تارکینِ افراط وتفریط صاف فرماتے ہیں کہ جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہولے کافر نہ کہیں گے۔ اصالۃً اس مسئلہ کا فن علمِ عقائد و کلام۔ وہاں تحقیق ہوچکا ہے کہ جب تک ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا انکار نہ ہو کفر نہیں۔ تو اِن کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہو گا۔ اورمعاذاللہ ان میں سے کسی کا انکار ہو تو اجماع [برتکفیر] رک نہیں سکتا "_ مختصراً [فتاویٰ رضویہ ۳۷۳/۴ ، ۳۷۴]

☆

ذات وصفاتِ والٰہ جَلَّ مَجْدُہٗ مخلوق کی عقل وفہم میں آنے سے متعالی ہیں

صفات ، مثلِ ذات ، تعقل سے متعالیات ــــ [خطوط رضا ص۲۰]

ولا غَرُ وَلو حار العقل فی الصفات الالٰهية ولا عجب. [تهافت الفلاسفه مسئلۂ ثانی عشر ، تعاقبِ فلاسفه ص۳۶۰]

عقل اگر صفاتِ الٰہیہ جَلَّ وَعَلا میں حیران ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ولہذا ارشاد ہوا

تَفَكَّرُوْا فِیْ خَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَفكَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ. [تهافت الفلاسفه آخر مسئله ثالثه ، نیز مقامع الحدید ص۴۲]

اُس کی مخلوق میں غور وفکر کرو ، ذاتِ الٰہی میں غور وفکر نہ کرو۔

اور الملفوظ میں ہے

حدیث میں فرمایا : تَفَكَّرُوْا فِیْ اٰلَاءِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ فَتَهْلِكُوْا [مقامع الحدید ص۴۲ بحوالہ طبرانی ، ابن عدی ، بیهقی وغیرہ]

اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اُس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

ــــ " اُس کی صفات میں فکر ، ذات ہی میں فکر ہے۔ ادراکِ کُنہِ صفات بے ادراکِ کُنہِ ذات ممکن نہیں۔ کہ اُس کی صفات کو کسی مَوطِن میں ذات سے جدائی محال۔ اسی لیے اُنہیں لا عین و لا غیر کہا جاتا ہے۔ اور کُنہِ ذات کا ادراک مخلوق کو محال۔ کہ وہ بِکُلِّ شَيْءٍ مُّحِيط ہے ، کوئی اُسے محیط نہیں ہوسکتا۔ لَا جَرَم کُنہِ صفات کا بھی ادراک

محال ''۔ [الملفوظ حصہ دوم ص۵۴،۵۵]

اور جلد پنجم میں فرمایا

۔'' ائمۂ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جاہلوں سے اگر کوئی مسئلۂ ذات وصفات ، عقائد اسلامیہ کے **متعلق** ، پوچھو تو جواب پہلے بتادو ''۔

[فتاویٰ رضویہ ۶۴۱/۵ ، مترجم ۴۰۳/۱۲]

جب یہ مسئلہ ایسا **دشوار** ہوا تو اس **دشواری** کے سبب وہ **قولِ معتمد آیا** کہ

ومن جہِل صفةً من ھذہ الصفات ونفاھا غیرَ مستبصر فیھا **فاختلف** العلماء فی تکفیرہ ۔ **والمعتمد** عدمہ ، فان ھذا الجھل لا یُخرجہ عن اسم الایمان ، وان کان یخرجہ عن کمال الایقان ، ولم یعتقد ذالک اعتقادا یقطع بصوابہ و یراہ دینا و شرعا.

[المعتقد المنتقد ص۵۰]

جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفاتِ ذاتیہ میں کسی صفت سے غافل ہے اور ناسمجھی میں ایسی بات بول گیا جس سے کسی صفت کی نفی ہوتی ہو تو علماء کا اس کی تکفیر میں اختلاف ہے ۔ اور معتمد ، عدمِ تکفیر ہے ۔ کیونکہ یہ غفلت ، گو کمالِ ایقان سے اُسے خارج کرے ، تاہم ایمان سے خارج نہیں کرتی ، اور جو نفی کی بات بول گیا اُس کا اُس نے ایسا اعتقاد نہیں کیا جس کے صحیح ہونے کا اُسے یقین ہو اور وہ اُسے دین و شرع مانتا ہو۔

خود شفاء شریف میں جس سے یہ مسئلہ المعتقد میں منقول ہوا ، اس حکم کی وجہ ، اس کی دشواری ہونے کی طرف اشارہ مذکور ہے

لو بُوحِث اکثرُ الناس عن الصفات لَمَا وُجِدَ مَن یعلمها الاالاقل [شفاء ۲/۲۹۳]

زیادہ تر لوگ ایسے ہی ہیں کہ اُن سے صفات کے بارے میں پوچھا جائے تو بہت کم ہی باخبر ملیں گے۔

تو نہ یہ مسئلۂ صفات ، ناسمجھ کے حق میں ، ضروریِ دینی ہونے سے خارج ہوا ، اور نہ ضروریاتِ دین کے انکار میں منکر کی جہالت اس کی عدم تکفیر کے لیے ڈھال ہوئی ـــــ جیسا کہ سائل نے سمجھا اور لکھ دیا کہ

تاویل باطل وشبہ فاسد دراصل امر حق سے جہالت پر مبنی ہے جبکہ الشفاء میں عند الامام الاشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ جہالت کو عذر جانتے ہوئے کافر ہونے سے مانع بتایا گیا ہے [گیارہ سوالات ص۲۱]

اور یہ فرق بھی نہ جانا کہ امرِ صفات میں عامی ناواقف لوگ جو توہمًا بول جاتے ہیں اس کے لیے ان کے ذہن میں کسی تاویلِ باطل یا شبہۂ فاسد کا گذر نہیں ہوتا ـــــ تاویلِ باطل و شبہۂ فاسد سے آلودہ ذہن گمراہ لوگ ہوتے ہیں جن کا بیان شفاء شریف میں نیز المعتقد میں اس کے بعد فرمایا کہ

ومن اثبت الوصف ونفی الصفة علی طریق التاویل الفاسد والخطأ المفضی الی الهواء والبدعة فهذا مما اختلف السَلَف والخَلَف فی تکفیر قائلهٖ و معتقد ہ. [ص۵۰]

اور جو وصف کو مان کر صفت کی نفی ، تاویلِ فاسد اور ایسی خطا کی راہ سے کرے جو خواہش اور بدعت کی طرف مُنجِر ہو ، تو ایسے عقیدے والے کی تکفیر میں سلف و خلف مختلف ہیں۔

اورانہی کو آخرمیں فرمایا کہ

لانهم باعتقادهم ما يخالف الحق مما لايكفرون به ، فُسَّاق ضُلّال عُصاة اصحابُ كبائر. [المعتقد المنتقد ص۵۱]	یہ لوگ ایسا عقیدہ ، جس پر ان کی تکفیر نہیں مگر ہے وہ حق کے خلاف ، رکھنے کے سبب فاسق ہیں گمراہ ہیں نافرمان ہیں کبیرہ گناہ والے ہیں ــــ

●

مقامع الحدید میں ردوالزام کے سوا امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ .... زید جس کے اقوال سے سوال ہے اس نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکارکیا .... اپنی فہمِ نافہم سے گڑھ لینا کہ

ایک شخص نے صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکارکیا تھا

اوراس گڑھت پر اختراعِ شبہ کے جوش میں یہ تہمت امام اہلسنّت پر رکھ دینا کہ

اس کے باوجود اعلیٰ حضرت نے اس کی تکفیر سے توقف کرنا پسند کیا [گیارہ سوالات ص۱۶]

یہ کونسا دین ہے؟...... کیسی دیانت ہے؟...... کیا یہی خوفِ آخرت ہے؟...... یہاں زبان قابو و اختیارمیں ہے .... جو چاہو بول لو .... جو چاہو لکھ دو ....

مگر یہ بتاؤ کہ غیر متعلقہ عبارات کی حرف بہ حرف نقل میں تو وہ زوروشور تھا ــــ یہاں ٹھنڈا کیوں پڑا اور خلاصہ پر اکتفا کیوں ہوا؟...... ہاں یہ کہو کہ اختراعِ شبہ کے لیے اس کے سوا یہاں چارہ نہ تھا۔

خیر ہم سے سنیے زید جس کے قول سے سوال تھا اُس پر حکم میں امام اہلسنّت

قُدِّسَ سِرُّہٗ نے زیرِ **تنبیہ النبیہ** اُس کے اقوال تین طرح کے گنائے۔ بعض کفر لزومی۔ بعض وہ صریح کلماتِ کفر جن کے بیان میں زید کی طرف سے کوئی ایسا لفظ آ گیا جس نے زید کی طرف ان کی نسبت میں احتمالِ بعید پیدا کر دیا۔ اور قسمِ ثالث کے بارے میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے الفاظ یہ ہیں

و منها مالا عذر فيه لزيد ، كالاقوال الاربعة الاُوَل و غيرها ، فانه قد ناضل فيها ضروريات الدين ، وقد علمتَ انه اذا كان عن علم وعَمَد و طوع ، ولا ريب في وجودها هٰهنا ، فلا تنفع العزائم. ــــ

مختصرًا [مقامع الحدید ص۵۵ ، فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۷۹/۲۷]

اس ''قد ناضل '' سے بڑھ کر اور کوئی لفظ امام اہلسنّت کا زید کے بارے میں نہیں ہے۔

اور اُسے اسلام کا اقرار تھا اور جو قوسِ قلم سے سہم مبانی وہ نکالے جو ضروریات دین پر پڑے یعنی فلسفے کے مخالف اسلام نظریات کا ایراد کیا انہیں نیاچرہ وقادیانیہ ودیابنہ کی طرح اپنے مزعوم اسلامی عقیدے کے بطور نہ لکھا۔

تو جس طرح ایرادِ مقیّد بہ مثلِ عندھم مع امارتِ ظاہرہ قبول نے برأت وبیزاری کا احتمال دیا اور التزام نہ رکھا اسی طرح اس سے ادون احتمالِ عدمِ نیت واعتقاد نے مطلق میں وُرود کیا اور نہایت نازل احتمالِ عدم التزام ہونے اور اس حکایت ضعیفہ کے آنے کو گنجائش دی۔

اور ردعذر رأسًا اس کی بے اعتباری کو مستلزم نہیں جیسا کہ ذی نظر صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں۔

☆

جبکہ قادیانیہ دیوبندیہ اپنے اقوالِ کفریہ کے خود بادی وموجد تھے ، اورانہیں اسلامی عقیدہ ثابت کرنے کے درپے تھے۔

تھانوی صاحب سے سائل نے عقیدہ ہی پوچھا تھا کہ سوال میں لکھا ــــ '' زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے ''ــــ

توجواب میں اس عقیدہ کو انہوں نے جیسا بتایا یعنی حضورِاقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں ، پاگلوں ، جانوروں سے ملایا ــــ یہی اُن کے نزدیک اسلام کا عقیدہ ہوا ــ معاذاللّٰہ

پھرنیت نہ ہونے کو گنجائش کہاں؟...... کہ وہ حکایتِ ضعیفہ واردہو اورعند اللّٰہ کافرنہ ہونے کا نہایت ضعیف ومضمحل احتمال لائے۔

تحذیرالناس کو دیکھیے کہ وہ بھی سوالِ عقیدہ کے جواب میں لکھی ہے۔ پھر اس میں شروع کلام اسی سے ہے کہ

> عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں
> [تحذیرالناس ص۳]

یہ صحابہ سے لیکرآج تک سب مسلمانوں کاعقیدہ ہی ہے کہ ......حضوراقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں ...... اسی کو نانوتوی صاحب نے جاہلوں کا خیال بتایا کہ لکھا عوام کے خیال میں

نیز نانوتوی صاحب نے حضوراقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسی وصفِ کریم

یعنی ''آخری نبی ہونے'' میں کوئی فضیلت نہیں مانی ، کہ لکھا

تقدم یا تاخرِ زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں [تحذیر الناس ص۳] **معاذاللہ**

اور یہ ـــــ ''''بالذات'' کا شاخسانہ دھوکہ دینے کو بڑھایا۔ آگے تصریح کردی کہ

یہ مقامِ مدح میں ذکر ہی کے قابل نہیں ''ـــــ مختصراً [حاشیہ الموت الاحمر ص۲۲]

چنانچہ لکھتے ہیں

پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ـــــ [تحذیر الناس ص۳] **معاذاللہ**

ـــــ'' کیا مقامِ مدح میں صرف ذاتی فضائل مذکور ہوتے ہیں؟........ کیا انبیائے سابقین عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مدح ، نبوت سے نہ ہوگی؟........ جو نانوتوی دھرم میں عرضی ہے؟........ ''ـــــ

[حاشیہ اَلْمَوْتُ الْاَحْمَر عَلیٰ کُلِّ اَنْحَسَ اَکْفَرص ۲۲]

بالجملہ نانوتوی صاحب سے [۳۷] سائل نے عقیدہ [۱۳] ہی پوچھا تھا اور اُنہوں نے جو لکھا اپنا عقیدہ ہی لکھا ـــ تو نیت نہ ہونے اور حکایتِ ضعیفہ سے احتمالِ اضعف آنے کو راہ کدھر ہے؟

یہی حال براہینِ قاطعۂ گنگوہی و انبیٹھی صاحبان کا ہے کہ

.... علمِ محیطِ زمین کا حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے لیے ماننے کو ایسا شرک کہا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں ـــ اور شیطان کے لیے یہی علم ، نُصوصِ قطعیہ سے ثابت مانا [اخذ الموت الاحمر ص۱۱] تو ...... شیطان کا علم میں حضورِ اقدس

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زیادہ ہونا .... ہی اُن کا عقیدہ ہوا ـــ تو نیت واعتقاد نہ ہونے کو یہاں گذر کہاں۔

اور کذب کا فتوائے گنگوہی تو فتوائے گنگوہی ہی ہے۔

تو **دیوبندیہ** کی **تکفیر قطعی** کلامی اجماعی ...... سے **گنجائشِ خلاف** کی ہوس رکھنے والے کسی بھی شخص کو ...... "**مقامع الحدید**" ...... میں ذرہ برابر بھی **امان ہرگز نہیں**۔

●

سائل نے بہارشریعت [حصہ دوم ص ۷] کی اس عبارت سے کچھ اقتباس کیا کہ

فرضِ اعتقادی ، جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا ائمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے .... اور اگر اس کی فرضیت ، دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو .... جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماعِ قطعی ہے .... ایسا کہ جو اُس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

اور فتاویٰ رضویہ کے اس بیان سے کچھ اقتباس کیا کہ

مجتہد جس شیٔ کی طلبِ جزمی ، حتمی اذعان کرے.......اگر وہ اذعان بدرجۂ یقین معتبر فی اصولِ الدّین ہو .... اور اس تقدیر پر مسئلہ نہ ہوگا مگر مُجمع علیہ جمیع ائمۂ دین .... تو وہ فرض اعتقادی ہے .... جس کا منکر عِند الفقہاء مطلقاً کافر........ یعنی عامۂ مصنفین اصحابِ فتاویٰ وغیرہ متاخرین کے نزدیک .... اور متکلمین کے نزدیک جب کہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہو ـــ اور ضَروریاتِ دین

کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ دینی مسائل جنہیں عوام وخواص سب جانتے ہوں

[فتاویٰ رضویہ ۱/۶ ، مترجم ۱/۱۸۰ ، ۱۸۱]

پھر فتاویٰ سے یہ نقل کیا

بلکہ مذہبِ معتمد ومُحقّق میں استحلال بھی علی اطلاقہٖ کفر نہیں .... جب تک زنا یا شُربِ خمر یا ترکِ صلوٰۃ کی طرح اُس کی حرمت ضروریاتِ دین سے نہ ہو ....غرض ضروریات کے سوا کسی شئ کا انکار کفر نہیں ، اگرچہ ثابت بالقواطع ہو ......کہ عند التحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا تھا....... اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۰۱/۵]

ضروریاتِ دین، ان کا ثبوت قرآنِ عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی ،قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے ، جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ ــــ اوران کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب ، کافر ہوتا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۹/ ۳۸۵]

پھر نقل واقتباس کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا مسلمان یا کافر ہونا دلیلِ قطعی (قطعی الدلالۃ آیت، قطعی الدلالۃ حدیثِ متواتر ،قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ) سے تو ثابت ہو مگر اس کے مسلمان یا کافر ہونے کو عوام وخواص نہ جانتے ہوں تو اس صورت میں اس کے مسلمان یا کافر ہونے کا منکر کافر نہیں ہوتا۔

[گیارہ سوالات ص ۱۵]

یعنی **جس طرح** جو مسائل دینیہ نصِّ قطعی سے ثابت اور ضروریِ دینی ہوتے ہیں .... ان کا منکر کافر ہوتا ہے ۔ **اسی طرح** جس شخص کا کافر ہونا .... اس کے نام و تعیین کے ساتھ .... نصِّ قطعی سے ثابت .... اور ضروری دینی ہو......... اُس کے کافر ہونے کا منکر........ کافر ہوگا۔

ورنہ کسی شخص کے کافر ہونے پر .... اُس کے نام یا تعیین کے ساتھ نصِّ قطعی ضروریِ دینی نہ ہو .... تو ایسے کو کافر نہ ماننے والا .... کافر نہیں ہوگا۔ یہ ہے سائل کے نتیجے کا خلاصہ .... لہذا وہ پوچھتا ہے

> **اوّلاً:** یہ بتائیں کہ جس شخصِ معین کا مسلمان یا کافر ماننا دلیل قطعی (قطعی الدلالۃ آیت، قطعی الدلالۃ حدیث متواتر، قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ) سے ثابت نہ ہونے کے سبب فرض اعتقادی نہ ہو اس کو فرض اعتقادی قرار دینا اور اس کے منکر کی تکفیر کرنا شرعاً کیسا ہے؟ **ثانیًا:** یہ بتائیں کہ جس شخص معین کا مسلمان یا کافر ہونا ثابت بالقواطع نہ ہونے اور تمام خواص و عوام مسلمانوں کے اس کو نہ جاننے کے بسبب ضروریاتِ دین میں سے نہ ہو اس کے مسلمان یا کافر ہونے کو ضروریاتِ دین قرار دینا اور اس کے منکر کی تکفیرِ کلامی کرنا شرعًا کیسا ہے؟

[گیارہ سوالات ص ۱۶]

یہاں سائل نے .... اشخاص کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی کو .... مسائلِ دینیہ کے منکر کی تکفیر کی طرح .... بداہتِ دینی پر .... موقوف ٹھہرا کر .... اشخاص کی تکفیرِ قطعی میں

شبہ لایا ـــ حالانکہ یہ ضلالت آشام ہوسِ خام ہے۔

وہ مسائلِ دینیہ ہیں جن کا قطعی ہونا نص قطعی پر موقوف ہے ، اور ضَروریِّ دینی ہونا بداہتِ دینی پر موقوف ہے

رہا کسی شخص کا کافرِ قطعی کلامی اجماعی ہونا .... کہ جو اُسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر .... یہ اُس شخص کے بارے میں .... بالتعیین نصِ قطعی ضَروریِّ دینی ...... ہونے پر .... ہرگز موقوف نہیں۔

شاید ابلیس وابولہب وغیرہ کے کافر ہونے پر .... بالتعیین نص قطعی ضروری دینی دیکھ لیا .... تو سمجھا کہ .... تکفیر قطعی بس ایسے ہی ثبوت پر موقوف ہے ...... اس کے سوا تکفیرِ قطعی کا ثبوت شرعًا ناممکن ہے۔

بہارِ شریعت ہی میں اسی مقام پر دیکھا ہوتا کہ .... مسئلے کے منکر کی تکفیرِ قطعی کو تو .... اس مسئلے کی بداہتِ دینی پر .... موقوف بتایا ہے ـــ مگر **کافرِ قطعی** کو .... کافر ماننے سے **منکر** ہونے والے .... کی تکفیر کو .... اُس کافرِ قطعی کی کافریت .... عام خاص سب پر روشن ہونے .... پر موقوف نہیں بتایا۔

وجہ یہ ہے کہ ـــ ضروریاتِ دین .... جو دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہیں .... اُن کی بداہت کا دائرہ ، جمیع بلادِ اسلام ہیں۔

تو جس مسئلے کی بداہت کا دائرہ ایسا وسیع نہ ہو .... یعنی وہ مسئلہ صرف اہلِ علم پر روشن ہو .... اور عوام پر روشن نہ ہو .... تو وہ مسئلہ ، ضَروریِّ دینی نہیں ہوگا ، اور اُس کے منکر کی تکفیر قطعی اجماعی نہیں ہوگی۔

جبکہ کسی شخص کا .... اپنے کفری قول یا فعل کے سبب .... صاف صریح واضح کافر ہونا .... اس پر موقوف نہیں .... کہ جمیع بلادِ اسلام .... اُس کی اس ملعون حالت پر آگاہ ہوں

ولہذا اُس کا کفر .... اگر طشت از بام ہے .... اگرچہ صرف کہیں کہیں ہے .... تو اُس کی تکفیر .... یقیناً قطعی اجماعی کلامی ہے۔

☆

یہی وجہ ہے کہ امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے .... وہابیۂ دیوبندیہ کا صریح کفر .... جب طشت از بام دیکھا .... تو حسام الحرمین سے بھی تین چار سال پہلے .... تیرہ سو بیس ہجری ۱۳۲۰ھ میں ....

وہابیۂ دیوبندیہ کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی فرمائی۔

اُس وقت تمام بلادِ اسلام کے عوام خواص سب کہاں اس پر مطلع ہوئے تھے؟ .... مگر حکم آپ نے یہی دیا کہ

وبالجملة هٰؤلآء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال فی البزازيه والدرر والغرر والفتاوی الخيريه ومجمع الانهر والدر المختار وغيرها من معتمدات الاسفار فی مثل	**خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماعِ امّت اسلام سے خارج ہیں** اور بیشک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاویٰ خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں

هٰؤلآء الکفار من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر. [المعتقد المنتقد مع شرح المعتمد المستند ص۲۳۱]

کے حق میں فرمایا کہ **جو اِن کے کفرو عذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔**

[حسام الحرمین ص۹۰]

☆

اور جیسے .... حارث مُتنبّی کے متعلق .... شفاء شریف میں فرمایا

وقد قتل عبد الملک بن مروان الحارث المُتَنَبّیَ و صَلَبَہٗ ، و فعل ذلک غیر واحدمن الخلفاء والملوک باشباھھم ، واجمع علماء وقتھم علی صواب فعلھم و المخالف فی ذلک من کفرھم کافر...... قال القاری:لجحدہ کفرَھم ــ وقال الشھاب: لانہ رضِی بکفرھم.

[شفا ۲/۲۹۷ ، نسیم الریاض۴/۵۳۶]

یعنی عبدالملک بن مروان نے .... حارث کو جس نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا تھا ، قتل کیا اور سولی دی۔

اور کئی خلفاء اور بادشاہوں نے ایسوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا ، اورعلمائے وقت نے اجماع کیا کہ یہ برتاؤ صحیح ہے ، اور اس برتاؤ میں ایسوں کے کفر کے اعتبار سے جومخالفت کرے کافر ہے۔

کیونکہ اس نے ایسوں کو کافر نہ مانا ، اور ان کے کفرکو پسند کیا۔

اس کے کفرکو تمام بلادِ اسلام نے کہاں جانا تھا؟...... مگراس کے باوجود اُس وقت کے حضراتِ علماء نے .... اُس کی تکفیرِ قطعی کلامی اجماعی کی۔

☆

مگر سائل لکھتا ہے

کوئی شخص کسی مفتی کا بہت زیادہ معتقد ہو اور اس کی تکفیر شخصی کو قطعی اور ضروریات دین میں سے سمجھتا ہو اور اگر کوئی عالم دین ثابت کرے کہ یہ فتویٰ شرعی اعتبار سے درست ہونے کے باوجود ہر مسلمان کے حق میں ایسی ضرورت دینی نہیں ہے کہ جس میں شک کرنے والا ہر عام وخاص کافر ہو جائے کیونکہ مفتی کا فتویٰ ظنی ہوتا ہے مثلاً ــــ فلاں آدمی مدعی الوہیت ہے اور ہر مدعی الوہیت کافر ہے لہذا فلاں آدمی کافر ہے۔ اس میں پہلا مقدمہ مفتی کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنی ہے جس میں خطأ وصواب دونوں کا احتمال ہے اس لیے یہ نتیجہ کہ ''فلاں آدمی کافر ہے'' ظنی ہے جب تک پہلا مقدمہ قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی قطعی الدلالات واضحۃ الافادات سے ثابت نہ ہو تو کیا مذکورہ نتیجہ ضرورت دینی ہوسکتا ہے؟ [گیارہ سوالات ص ۷]

یہ سائل کی طویل عبارت کا اختصار ہے جو اب بھی بجائے خود طویل ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ

کسی بھی کفر بکنے والے کا کافر قطعی اجماعی ہونا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے اس کی سائل کے نزدیک صرف یہ صورت ہے کہ اُس کے کافر ہونے پر اُس کے نام یا تعیین کے ساتھ کتاب سنت یا اجماع سے نصِ قطعی متواتر ہو ــــ اور اگر نہیں ہے تو اُس کا کافر ہونا ظنی ہے۔

یہ سائل کی جہالت ہے یا پھر فریب دہی کہ جس بات کا ثبوت نصِ قطعی یا

بداہتِ دینی پر موقوف نہیں اس پر بھی نصِّ قطعی اور بداہتِ دینی مانگتا ہے۔ اس کو دسیوں جگہ اپنی تحریر میں باربار دہرایا ہے۔

حالانکہ ثبوتِ قطعی کے تین ذرائع کا ذکر تو کتبِ کلام میں متواتر ہے۔ (۱) خبرِ صادق (۲) خبرِ متواتر (۳) حواسِ سلیمہ .... معدودے چند وہ اشخاص ہیں جن کے کافر ہونے پر ان کے نام وتعیین کے ساتھ نص وارد ہے جیسے ابلیس ابولہب وغیرہ .... تو وہ ثبوت خبرِ صادق سے ہے ، جو ہم تک متواتر ہو کر آئی ، لہذا ضروریِ دینی ہوئی۔

ابوطالب کا ایمان نہ لانا بھی اگرچہ شرع میں وارد ہے مگر وہ اس درجۂ ثبوت پر ہم تک نہیں آیا لہذا تکفیر قطعی اجماعی یا ضروریِ دینی نہیں ہوئی۔

ان کے علاوہ

بے شمار اشخاص وفرق کی صحابہ وائمہ وعلماء نے جو تکفیر کی ان کے قول یا فعل پر کی۔ جیسے علامہ فضل حق خیرآبادی عَلَیۡهِ الرَّحۡمَة نے تحقیق الفتویٰ میں یزیدیوں کی ان کے افعال پر اور صاحبِ تفویت کی اس کے اقوال پر تکفیر کی۔

ضروریاتِ دین میں سے کسی بھی ضروریِ دینی کا انکارِ التزامی قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے .... جیسا کہ اس کے نصوص کتاب میں ہم نے جابجا نقل کیے .... اور ضروریاتِ دین کی بداہتِ دینیہ .... یعنی عوام وخواصِ اہلِ اسلام سب پر اُن کا روشن ہونا .... اُن کے اثبات سے مستغنی کرتا ہے .... امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّهٗ فرماتے ہیں

تنبیہ جلیل

مسلمانو! اصل مدارِ ایمان ، ضروریاتِ دین ہیں ـــــ اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتی ہیں ، یہاں تک کہ اگر بالخصوص اُن پر کوئی نصِ قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی اُن کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر ہے۔

[فتاویٰ رضویہ رسالہ ردالرفضہ ۱۰/۵۲۶]

تو قائل کی بولی میں جو معنیٰ ہے وہ اگر ضروریاتِ دین کے خلاف ہے اور صراحۃً ہے تو اس کا کفر ہونا بیشک ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

رہا یہ کہ اس بولی کا یہی معنیٰ ہے .... یہ شعبۂ بداہتِ دینیہ سے متعلق بات نہیں .... بلکہ شعبۂ عرف و زبان کی بات ہے....... تو اس کی قطعیت کو نصِ قطعی یا بداہتِ دینیہ پر موقوف ٹھہرانا حماقت ہے یا پھر فریب دہی۔

یہاں ماورائے نص میں قطع بداہتِ عرف ولغت سے آئے گا ، اور بداہت تواترِ عرف ولغت یا قرائنِ قطعیہ سے آئے گی۔

اور تواتر بیشک علمِ قطعی یقینی بدیہی کا افادہ کرتا ہے۔
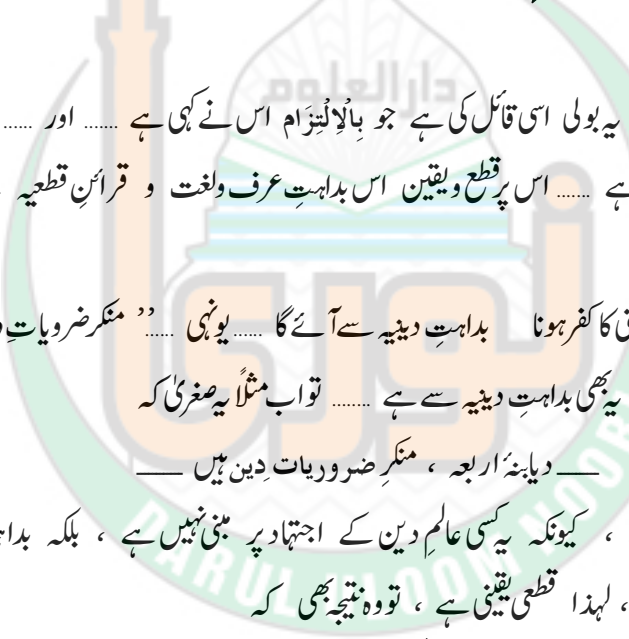
یونہی قائل سے اس بولی کے بالالتزام صدور کا ثبوت اس پر موقوف نہیں کہ نصِ قطعی یا بداہت دینی اس صدور کو بتائے تب یقین ہو ـــــ بلکہ یہ بھی بداہتِ عرف سے متعلق بات ہے۔

تو قائل سے اس بولی کا صدور اگر طشت از بام ہو تو اس تواتر سے بداہۃً یقین ہوگا کہ

یہ بولی اسی قائل کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہاں **تعینِ معنیٰ اورنسبت بداہتِ دینیہ سے متعلق امر نہیں** کہ وہ نہ ہو تو قطع نہ ہو

بلکہ یہاں **بداہتِ عرف ولغت سے متعلق امر** ہے۔

تو نسبت وتعین پر اگر یہ **بداہت شاہد ہے** تو اس راہ سے **تکفیر کا قطعی ہونا** بے شک حاصل ہے ...... اور **بداہتِ دینی نہ ہونے کے حوالے سے تکفیر کو ظنّی ٹھہرانا باطل ہے** ......

الحاصل .... یہ بولی اسی قائل کی ہے جو بِالْاِلْتِزَام اس نے کہی ہے .... اور ...... اس بولی کا یہی معنی ہے .... اس پر قطع ویقین اس بداہتِ عرف ولغت و قرائنِ قطعیہ سے آئے گا۔

اور ...... اس معنی کا کفر ہونا بداہتِ دینیہ سے آئے گا ...... یونہی ...... ''منکرِ ضروریاتِ دین کافر ہے'' .... یہ بھی بداہتِ دینیہ سے ہے .... تو اب مثلاً یہ صغریٰ کہ

ــــــ دیابنۂ اربعہ ، منکرِ ضروریاتِ دین ہیں ــــــ

ہرگز ظنی نہ ہوا ، کیونکہ یہ کسی عالمِ دین کے اجتہاد پر مبنی نہیں ہے ، بلکہ بداہت سے ثابت ہے ، لہذا قطعی یقینی ہے ، تو وہ نتیجہ بھی کہ

.... **یہ لوگ کافر ہیں** ....

بیشک قطعی یقینی ہوا۔

☆

دیوبندیہ کی عبارتوں میں ضروریاتِ دین کا انکار ہے ، اورصراحۃً ہے ، حضورِاقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین ہے ، اورمتعین ہے ـــ الموت الاحمر میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ سے منقول فتویٰ میں ہے

محقق حیث اطلق نے فتح میں فرمایا

مَا غَلَبَ استعمالُه فِی معنًی بحیثُ یَتبادَر حقیقةً او مجازًا صریحٌ ، فان لم یُستعمَل فی غیره فاولیٰ بالصراحة	جس لفظ کا استعمال کسی معنی میں اکثر بیشتر ہو ، یوں کہ اس لفظ سے وہ معنی بطورِحقیقت یا مجاز فوراً سمجھ میں آتا ہو تو وہ صریح ہے [یعنی مُتَبَیَّن] پھر اگر اس کا استعمال کسی اور معنیٰ میں ہوہی نہیں تو وہ اعلیٰ درجہ صریح ہے [یعنی مُتَعَیَّن]۔

براہینِ قاطعہ و حفظ الایمان کے اقوال ـــ یقیناً قسمِ دوم سے ہیں ـــ جن کی نسبت علمائے کِرامِ مکۂ معظّمہ و مدینۂ مُنورہ حکم فرماچکے کہ ـــ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ ـــ جو ان کے کفر و استحقاقِ عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ـــ

[الموت الاحمر ص۵]

یہ دیوبندیوں کی بولیوں کا معنئ کفروتوہین میں متعین ہونا کیا امام اہلسنّت کے اجتہاد سے ثابت ہے؟...... کہ ظنّی قرار پائے؟ ...... ہرگز نہیں۔

بلکہ بداہت سے ثابت ہے۔ ولہذا قطعی یقینی ہے۔

کیونکہ لفظ کا کسی معنیٰ میں تَبَیُّن یا تَعَیُّن یہ عرف و محاورہ وزبان وبیان کی بات ہے اور جو بات جس شعبہ کی ہو یا جہاں سے متعلق ہو اس میں اسی شعبہ والوں کی یا وہیں کے لوگوں کی بات لی جاتی ہے۔

زید نے تمہارے شہر میں ہزاروں کے مجمع میں بت پوجا ـــ تو کیا یہاں ان ہزاروں کی بات نہیں مانو گے؟...... اور یہی پوچھو گے کہ وہ ہزاروں مجتہد ہیں یا نہیں؟......

اور کیا یہی کہو گے؟...... کہ ہوں بھی تو اُن کا زید کے کافر ہونے پر یہ اتفاق ، اجماعِ قطعی للصحابہ نہیں

یا تمہارے شہر کے عالمِ دین نے زید کے بت پوجنے پر ہزاروں کی یک زبان متفق اللسان عینی خبر سے زید کی تکفیر کی ، تو وہاں اپنی آنکھیں اندھی اور کان بہرے کر کے یہی کہو گے؟...... کہ

بت پوجنے والا بیشک کافر ہے مگر ـــ زید نے بت پوجا لہذا زید کافر ہے ـــ یہ اُس عالم دین کے اجتہاد پر مبنی ہونے کی وجہ سے ظنّی ہے؟......

اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو قادیانی و دیابنہ نے جو اپنی بولیوں سے ـــ عالم آشکار ـــ دیو کفر لعین کو پوجا ـــ جس کے سبب امام اہلسنّت اور علمائے حَرَمَیْن شَرِیْفَیْن وغیرہ شَکَرَ اللّٰہُ مَسَاعِیَھُمُ الجَمِیْلَۃ نے اُن لوگوں کو کافر کہا ، اور اُن لوگوں کی تکفیرِ قطعی اجماعی کا حکم دیا ـــ یہ کیوں ظنّی ہو جائے گا۔

لفظ کا ظاہرِ معنیٰ تو ہر کس و ناکس اپنے روزمرہ کے محاورہ و عرف سے خوب جانتا پہچانتا ہے ـــ کہ وہ اس کے لیے بدیہی ہوتا ہے ـــ ولہذا علامہ فضل حق

خیرآبادی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے .... دہلوی کی بولی میں توہین کا معنیٰ **ظاہر** و **مُتَبَادر** ہونا .... بیان کرکے فرمایا

کسے کہ دلالتِ ایں کلام را بر استخفاف انکار کند ، یا زبان نمی فہمد و **مُتَبَادِر** از سیاقِ کلام نمی داند ، یا بے چارہ معنیٔ استخفاف نمی داند ، یا متعنّد است کہ بانکارِ ضروریات باکے ندارد۔

[تحقیق الفتویٰ فارسی ص۳۷۷]

جو شخص اِس بولی کی توہین کے معنیٰ پر دلالت کا انکار کرتا ہے ، وہ یا تو ، زبان نہیں سمجھتا اور سیاقِ کلام سے جو معنیٰ **مُتَبَادِر** ہے اُسے نہیں جانتا ، یا بے چارہ یہی نہیں جانتا کہ توہین کسے کہتے ہیں ، یا سرکش ہے کہ **بدیہیّات** اور کھلی ہوئی باتوں کے انکار میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتا۔

اور تَعیُّن پر بھی واقفانِ زبان تواترِ لُغت یا قرائنِ قطعیہ سے وقوف پا لیتے ہیں۔

تنقیح و توضیح میں حضرت صدر الشریعة عبید اللّٰہ بن مسعود رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا

(وھذا باطل) ای ماقیل ان الدلیل اللفظی لا یفید الیقین (لان بعض اللغات بَلَغَ حدَّالتواتر) کاللغات المشھورۃ ، غایۃ الشھرۃ ، فکل ترکیب مؤلّفٍ من ھذہ المشھورات قطعیٌّ ،

یہ اعتراض کہ .... دلیلِ لفظی مفیدِ یقین نہیں .... باطل ہے۔ اس لیے کہ بعض لغات ، حدِّ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جیسے نہایت مشہور لغات۔ تو جو کلام بھی ان مشہورات سے مرکب ہوگا وہ متعین و یقینی ہوگا۔

ومــن ادّعـــی ان لاشـئ مــن التر کیبات بمفید للقطع بمدلوله ، فقـد انکر جمیع المتواترات ، کـوجود بغداد ، فماھوالا محض السفسطة والعناد. مختصرًا

[توضیح تلویح ص۲۹۵]

اور جو یہ دعویٰ کرے کہ .... کوئی کلام بھی اپنے معنیٰ میں متعین ویقینی نہیں ہوتا........ اُسے تمام متواترات سے انکار کرنا پڑے گا۔

مثلاً شہرِ بغداد کے وجود کا علمِ یقینی جو تواتر سے حاصل ہے اس کا بھی وہ انکار کرے گا۔ اور یہ نری دھوکہ دہی اور سرکشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اور اس کے ذیل میں علامہ تفتازانی نے تلویح میں فرمایا

فیـجـوز ان یـنضمّ الیه قرینة قطعیةُ الدلالةِ علیٰ انّ الاصل ھـو المراد بهٖ ، و حینئذٍ یُعلم قطعا انّ الاصل ھوالمراد، والّا لزِم بُطلانُ کون المتواتر قـطـعیا ، لانه خبرٌ انضم الیه قـریـنـة دالة علی تحقق معناه قطعا ، و ھی بلوغُ رُواتِه حدّا یـمـتـنـع تـواطـؤُھـم عـلـی الکذب.

فـاذا لـم یـکن مثلُ ھذا

لفظ کے ساتھ ایسا قرینہ ہوسکتا ہے جو یقینی طور پر بتائے کہ اس لفظ سے اصل معنیٰ موضوع لہ ہی مراد ہے۔ اور جب ایسا ہوگا تو تعیّنِ مراد کا علمِ قطعی یقینی حاصل ہوگا۔

ورنہ پھر لازم آئے گا کہ متواتر بھی قطعی یقینی نہ ہو۔

اس لیے کہ متواتر کیا ہے؟..... ایسی خبر ہے جس کے ساتھ ایک قرینہ لگ گیا اور وہ قرینہ اس خبر کے معنیٰ کا قطعی یقینی ہونا بتاتا ہے۔

وہ قرینہ کیا ہے؟...... مخبرین کا اس حد کو پہنچ جانا کہ اُن کا جھوٹ پر ایکہ کرلینا عقل

الکلام قطعیّ الدلالۃعلی انّ معناہ ھو المراد ، لم یکن المتواتر قطعیا [توضیح تلویح ص۲۹۵]

محال جانے۔
اب ایسے قرینۂ قطعیہ کے حامل کلام کی تَعیُّنِ معنی پر دلالت ، قطعی یقینی نہ ہو تو متواتر بھی قطعی یقینی نہیں رہ جائے گا۔

اور کونسا معنیٰ کفر ہے؟....... یہ اصولِ دین سے متعلق بات ہے۔ دین سے لگاؤ رکھنے والے بلاتنبیہ یا بادنیٰ تنبیہ اسے بھی جان لیتے ہیں

__"عقائد معلوم و متعین ہوچکے __ جو متون یا تراجمِ ابواب و فصول و فہرست و فذلکۂ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا مُعتقَد ہوتا ہے"__ [فتاویٰ رضویہ ۱۱/۱۲۴ ، ۱۲۵]

توکسی لفظ کے معنیٔ کفر میں تَبیُّـن یا تـعیُّـن کا فیصلہ اب کسی اجتہادِ مُتَـجَـدِّد پر موقوف نہیں۔

ولہذا نہ صرف صاحبانِ بصیرت حضراتِ علماء دانایانِ زبان وبیان بلکہ ان کی صحبت سے اکتسابِ فیض کرنے والے واقفانِ زبان بھی اس پر آگاہ ہوتے ہیں۔

قادیانیہ و دیوبندیہ کی بولیاں بہ تواترِ لغت ومحاورہ ایسی ہی معنی کفر میں متعین تھیں کہ امامِ اہلسنّت اور علمائے حرمین شریفین نے ان کے قطعی یقینی اجماعی کافر ہونے کا فتویٰ دیا __ مثلاً حفظ الایمان کی یہ بولی

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب ، اگر بعض علوم غیبیہ مراد

ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے (الی قولہ) اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے [حفظ الایمان ص ۷] **معاذاللّٰہ**

اس عبارت میں علمِ غیب کی دو ہی قسمیں کیں۔ ایک کل علمِ غیب ـــــ دوسرے بعض علمِ غیب ـــــ کل علمِ غیب کو عقلی و نقلی دلیلوں سے حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے باطل بتایا ـــــ رہا بعض علمِ غیب تو اسے حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے لیے باطل نہیں بتایا بلکہ حضور کے بعض علمِ غیب کے لیے یوں منہ بھر کر بک دیا کہ

.... اس بعض علمِ غیب میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو یعنی ہر خاص وعام شخص کو بلکہ ہر صبی ومجنون یعنی ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی سب جانوروں اور چارپایوں کو بھی حاصل ہے ....

یہ کتنی گھنونی گالی اور کھلی گستاخی ہے جو دیوبندیہ کی زبان و قلم سے نکلی ، دیوبندیہ نے کس ناپاک جرأت و جسارت سے حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے علمِ پاک اور عام انسانوں بچّوں پاگلوں اور جانوروں کی معلومات میں برابری کی اور بُری تشبیہ دی ـــــ

کیا وہ نہیں جانتے کہ عام انسان وغیرہ وہ مخلوقات جن کا انہوں نے نام لیا انہیں

غیب کی کوئی بات اگر معلوم ہوگی بھی تو **محض ظنّی** و **تخمینی** ہوگی **گمان** کے طور پر ہوگی۔

غیب کی باتوں کا **علمِ یقینی** تو **اصالۃً خاص انبیائے کرام** عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام کو ملتا ہے اور غیرِ انبیاء کو غیب کی جن باتوں پر یقین حاصل ہوتا ہے وہ انبیائے کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کے بتانے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَـلَا یُظۡهِرُ عَلیٰ غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضیٰ مِنۡ رَّسُوۡلٍ [پ۲۹ ع۱۲ ایت۲۶ ، ۲۷]	اللہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ ص [پ۴ ع۹ ایت۱۷۹]	خدا اس لیے نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں اپنے غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں جس کو چاہے چُن لیتا ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ نے اپنی کتاب ’’حفظ الایمان‘‘ میں قرآن عظیم کو جھٹلایا ــــ بچّوں پاگلوں کی ایک دوحرفی معلومات اور حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کے علم کے چھلکتے دریاؤں میں کچھ فرق نہ کیا اور صاف بک دیا کہ

.... بعض علمِ غیب میں حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو عام انسانوں ، تمام بچّوں ، پاگلوں ، جانوروں کو

بھی حاصل ہے .... معاذ اللّٰہ

پھر اس بولی کے معنئ کفروتوہین میں فی نفسہٖ متعین ہونے پر .... حضراتِ علماء دانایانِ زبان وبیان اوران کے صحبت یافتگان واقفانِ زبان کے تواتر .... کے علاوہ ایک قرینۂ قطعیہ وہ ہے .... جس سے اس بولی کا معنئ کفرو توہین میں متعیّن ہونا ہرکس و ناکس پر عیاں ہے۔

وہ کیا ہے؟........ یہ کہ ان لوگوں کے سامنے ان کے رد ہوئے تکفیریں ہوئیں ، سارے کے سارے دیوبندیوں کی کمیٹیاں جڑیں ، دانتوں پسینے آئے ایڑی چوٹی کے زور لگائے ، مگر کفرنہ ہلنا تھا نہ ہلا ، اور ان بولیوں میں کوئی اسلام کا پہلو نہ نکلنا تھا نہ نکلا (۱)

تووہ صغریٰ کہ

ـــــ یہ لوگ ضروریاتِ دین کے منکر اورصریح توہین کے مرتکب ہیں ـــــ

کیا ہرشخص کے لیے بدیہی نہ ہوگیا؟...... کہ اُدھرتواتر دیکھ رہاہے اور اِدھرحالات کا قرینۂ قطعیہ ـــ اورکبریٰ یعنی

ـــ منکرِضروری دینی و گستاخِ یقینی کافرومرتد ہے ـــ

یہ مسلّمہ روشن و بدیہی ـــ تو اپنے ہی ایمان و علمِ بدیہی سے .... یہ نتیجہ کہ

ـــ دیوبندیہ بیشک کافر ہیں ـــ

---

(۱) ملاحظہ ہو الموت الاحمر [ص۳۶]، نیز تمہیدِ ایمان [ص۳۸ ، ۳۹] میں **مکرِ چہارم** کا ردِّ متین۔ نیز الاستمداد [ص۷۳ ، ۷۴]

مسلمان کے لیے قطعی یقینی ہوا — تو اسے ظنی وتخمینی کہنے کا کسی کو کیا منہ رہا۔

☆

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی سچی محبت اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت دے۔

سچی محبت جب دل میں جاگزیں ہوتی ہے تو اسے ایمانی فیصلہ کرتے دیر نہیں لگتی۔ حضرت شاہ عبداللطیف دہلوی ثم سنبھلی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے جب دیوبندیوں کی کتابیں دیکھیں اور اُن پر فتوائے حُسام الحرمین ملاحظہ فرمایا — یہ شبہ یہ وسوسہ کہ ...... یہ ایک عالم یا چند علماء کا اجتہاد ہے .... اُنھیں آڑے نہ آیا — بلکہ اپنی محبتِ ایمانی و نورِایقانی سے صاف فرمایا کہ

یہ تو اعلیٰ حضرت قبلہ کا ہم پر احسان ہے کہ — اِن عباراتِ کفریہ پر — علمائے کرام حرمین طیبین سے بھی فتوائے شرعیہ حاصل فرما کر .... کتاب حُسام الحرمین میں شائع فرما کر .... ہم سنیوں کے لیے مزید اطمینان کا سامان بھی مہیا فرمادیا۔

اگر یہ فتاوائے مبارکہ ہمارے سامنے موجود نہ ہوتے تو بھی ہم پر اور ہر ایک سنی مسلمان پر فرض تھا — ان عبارات کو دیکھتے ہی ان کے معانی کو سمجھتے ہی .... فوراً اِن کو کفر و ارتداد اور ان کے لکھنے والوں کو کافر مرتد کہتے۔

مجھ پر ظاہر ہوگیا کہ یہ لوگ وہابی دیوبندی کافر مرتد ہیں۔

[ترجمان اہلسنت ۴۲/۲]

☆

تکفیرِ دیوبندیہ سے فرار کرنے والوں نے اسماعیل دہلوی کی بولیوں کے متعلق امام اہلسنّت اور علامہ فضل حق خیرآبادی کی تحقیق میں ۔

اپنی جدّتِ فکر کے عصائے کورانہ سے اختلاف کا شوشہ چھوڑ کر اُسے اپنی بڑی ڈھال بنایا تھا

اور جب **کشف نوری ، تحقیق جمیل** اور **اعلام بہ لزوم والتزام** میں فضلِ الٰہی وکرمِ رسالت پناہی جَلَّ وَعَلاوَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے حق کا آفتاب فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ کی تجلیوں سے دمکتا ہوا آیا شوشۂ اختلاف کو جلاکر خاکستر کردیا

اور ہرادنیٰ عقل والے پر آشکارا کردیا کہ

دہلوی کی بولیوں میں **امام اہلسنّت** نے کفر کا **لــزوم** و **تبیــن** ثابت کیا ہے ۔

تو یہی **لــزوم** و **تبیــن** دہلوی کی بولیوں میں **علامہ خیرآبادی** نے بھی ثابت کیا ہے

تو آسمان سر پر اٹھانے والوں کے سارے لوہے ٹھنڈے پڑ گئے۔

☆

پھر عقل بھی کوئی چیز ہے ۔ سالہا سال منتہی کتابوں کی ورق گردانی کیے بغیر بھی آدمی اگر اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ رکھتا ہے تو سوچ سکتا ہے کہ

ائمۂ مجتہدین علی الاطلاق سے بڑھ کر کس کا اجتہاد ہوگا ؟...... اور پھر
کوئی مجتہدِ مطلق اپنے اجتہاد سے جس مسئلہ میں یقین کو پہنچا ، غیر مجتہد
بلا دلیل اُس کا انکار کرے ، تو اس پر کیا حکم آتا ہے؟...... یہی نا! کہ وہ
گمراہ قرار پاتا ہے

اور یہ دیوبندیہ کی تکفیر وہ ہے کہ ــ جو نہ مانے کافر ہو جائے ــ

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ ائمۂ دین کا ارشاد سناتے ہیں ــ دیکھو آخرِ تمہید ایمان میں کہ

جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین ، و دُشنام دہیِ ربّ العٰلمین وسید المرسلین صَــــلَّی اللّٰہُ تَعَــالیٰ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ آنکھ سے دیکھی ـــــ تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا ــ کہ اکابر ائمۂ دین کی تصریحیں سُن چکے کہ

ــ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ ــ

جو ایسے کے مُعذَّب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

اپنا اور اپنے دینی بھائیوں **عوامِ اہلِ اسلام** کا **ایمان بچانا ضروری** تھا

ــ لَاجَرَم حکمِ کفر دیا ، اور شائع کیا ــ وَذٰلِکَ جَزَآءُ الظّٰلِمِیْنَ ط ــ

دیوبندیہ کی تکفیر اگر اجتہاد سے ہوتی تو اُسے نہ ماننے سے ایمان کیوں جاتا؟......

اور فرماتے ہیں

عجب اُن سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سنتے ، اور پھر ان کی **تاویل کرتے** ، **قائل کو کافر کہتے**

ہچکچاتے ہیں ـــــ **لَاوَاللّٰہ وہ خود اپنا ایمان** اس دُشنام دِہندہ **پر لٹاتے** ہیں ـــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ [پ۲۸ ع۳ ایت ۲۲]

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں" ـــ [فتاویٰ رضویہ ۱۱/۱۳۰]

کتنا صاف ارشاد ہے کہ ـــ دیوبندیوں کو اُن کفریات پر کافر نہ ماننے سے ایمان چلا جاتا ہے۔

تو صاف واضح ہوا کہ ـــ دیوبندیہ کی تکفیر وہ محض امام اہلسنّت کے اپنے اجتہاد سے نہیں۔ کیونکہ اجتہادی حکم کو نہ ماننے سے آدمی گمراہ اگر چہ ہوتا ہے ، مگر اُس کا ایمان نہیں لٹ جاتا۔

☆

اجتہاد سے مجتہد کسی مسئلے میں اگر یقین کو پہنچ جائے تو بھی اپنے مخالف کی تکفیر ہرگز نہیں کرتا ـــ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ [فتاوی رضویہ ۱/۷ میں] فرماتے ہیں

فھو مع علم الخلاف جازم بالحکم ومع جزمہ بہٖ منکر للاکفار بالخلاف. [مترجم ۱/۱۸۴]

مجتہد جانتا ہے کہ اس مسئلے میں اورلوگ مخالف ہیں پھر بھی خود حکم پر جزم رکھتا ہے ـــــ اور اس جزم کے باوجود ، مخالف کی تکفیر نہیں کرتا۔

اور یہاں دیوبندیہ قادیانیہ پر حکمِ کفر کا جزم ویقین رکھنے والے علمائے اہلسنّت ، اس حکم کی مخالفت کرنے والے کی بھی تکفیرِ یقینی فرمارہے ہیں۔

تو دونوں میں فرقِ زمین و آسمان ہوا۔

وہاں مسئلہ فی نفسہ گنجائشِ خلاف رکھتا ہے ـــ اور یہاں مسئلہ فی نفسہ جزم ویقین کا مقتضی اور گنجائشِ خلاف کا نافی ومنافی ہے۔

لہذا وہاں مخالف کی تکفیر سے صاف انکار معمول وماثور ـــ اور یہاں مخالف کی تکفیر پر ائمۂ دین کا صریح ارشاد ـــ اور وہ بھی جزم ویقین کے ساتھ یعنی اجماعی ، مسطور۔ (۱)

ہاں خارج سے ایسا احتمال آئے جس سے انکار وخلاف ہی ثبوتِ یقینی کو نہ پہنچے تو امر دیگر ہے ـــ مگر انکار وخلاف ثابت ہو ، اور پھر تکفیر نہ ہو ، ایسا ہرگز نہیں ـــ بلکہ اس صورت میں تکفیر اجماعی ہے۔ (۱)

تو کالشّمس فی النہار واضح ہوا کہ دونوں مسئلوں میں فرقِ زمین وآسمان ہے۔

ـــ یعنی اپنے **ثبوت** یا **اثبات** یا **دونوں** میں۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ [۱۱/۱] میں نصوصِ طلبیہ کی ستائیس قسمیں گنا کر فرمایا

ثلثة تفيد الوجوب وهو ظنی الثبوت او الاثبات او كليهما مع الطلب الجازم.	جو نصوصِ طلبیہ اپنے ثبوت میں یا دلالت میں یا ثبوت ودلالت دونوں میں ظنی ہوں تو ان تین اقسامِ نصوص سے وجوب ثابت ہوگا

(۱) چنانچہ تمہیدِ ایمان سے گذرا ، اور رسالہ رَدُّ الرَّفَضَة ۱۳۲۰ھ میں ہے ←

← ــــ"بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکمِ یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ **علی العموم** کفار مرتدین ہیں ، جو اُن کے ملعون عقیدوں پر **آگاہ ہوکر** پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا اُن کے کافر ہونے میں **شک** کرے **باجماعِ تمام ائمۂ دین خود کافر** بے دین ہے"ــــ مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۲۶۸/۱۴]

نیز جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَائِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّة میں شفاء شریف سے فرمایا

اجماع علی کُفر من لم یُکفِر کلَّ من فارق دین المسلمین او وقَف فی تکفیرهم او شک. مختصراً [فتاوی رضویہ مترجم ۶۳۱/۱۵]

دین اسلام سے جدا ہونے والوں کی جو کوئی تکفیر نہ کرے یا اُن کی **تکفیر** میں **توقف** کرے یا **شک** کرے تو خود اس کے کافر ہونے پر **اجماع** ہے۔

قال القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرهم فمن وقف فی ذلک فقد کذب النص والتوقیف او شک فیه والتکذیب والشک فیه لا یقع الا من کافر.

قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوصِ شرعیہ و اجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔

[فتاوی رضویہ ۲۷۱/۶ ، مترجم ۴۴۴/۱۵ از شفاء شریف ۲۸۱/۲ فصل تحقیق القول فی اکفار المتأولین]

تو مرتدینِ دیوبندیہ و قادیانیہ کی **تکفیر** سے بعد اطلاعِ یقینی **انکار و خلاف** کرنے والے کی تکفیر بھی قطعی ہے ، کیونکہ وہ **باجماعِ تمام ائمۂ دین** کا+فر ہے۔

●

ضروریاتِ دین کا انکار ، بالاجماع کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ [۲۶۶/۶] میں ہے

'' ضروریاتِ دین سے کسی شئ کا تصریحًا خلاف کرے یہ قطعًا اجماعًا کفر ہے ''

توکسی متعین کافرکو کافر جاننا یوں ضروریاتِ دین سے ہے کہ جوبھی اُس متعین شخص کے انکارِضروریِ دینی پر مطلع ہے اس پر فرض ہے کہ اُس شخص کو کافر جانے۔

کیوں کہ اُس شخص کے انکارِضروری دینی پر **مطلع** ہوکر پھراُسے کافر نہ جانا تو اِس نے انکارِضروریِ دینی کو ، جوکہ بالاجماع کفر ہے ، کفر نہ جانا۔

جبکہ کفرکو کفرجاننا ضروریاتِ دین سے ہے .... تو جس نے کفرکو کفرنہ جانا .... وہ خود ضروریِ دینی کا منکرومخالف ہوا .... توبےشک کافرہوا۔

خلاصہ یہ کہ ــ کفرکوکفرجاننا ــ ضروریاتِ دین سے ہے۔ اور کسی کےکفرِیقینی پر **اطلاعِ یقینی** کے بعد اُسے کافر نہ ماننا یوں ہی ممکن ہے کہ خودکفرہی کو کفر نہ مانے ــ تویوں کافرکو کافرماننا بھی ضروریاتِ دین سے ہوا۔

فتاویٰ رضویہ [نہم نصف آخر ص۳۱۴ ، مترجم ۲۸۶/۲۱] میں ہے

اُسے کافر جانتا ہی نہیں تو خوداس کے کافرہونے میں کیا کلام ہے۔
کہ اس نے کفرکو کفرنہ جانا۔ توضرورکفرکو اسلام جانا ، لـــعـــدم الواسطة. تواسلام کو کفرجانا۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ

☆

یونہی مسلمان کو مسلمان جاننا جو بیشک ضروریات دین سے ہے ، اُس کا حاصل ہے

اس کے عقائدِ دینیہ ضروریہ کو اسلام ماننا۔ اور عقائدِ دینیہ ضروریہ کو اسلام جاننا، یعنی اسلام کو اسلام ماننا، بیشک ضروریاتِ دین سے ہے۔

ہاں **مسلمان** کے اعتقاد میں **ضروریاتِ دین** کے علاوہ **قطعیات** و **ظنّیاتِ عقائد** بھی ہیں۔

تو جو مسلمان کو کافر کہتا ہے، اور اعتقاداً کہتا ہے، نہ کہ بطورِ سب وشتم، تو دیکھا جائے گا کہ مسلمان کے کس عقیدے کی بنا پر اُسے کافر کہتا مانتا ہے؟...... جس عقیدے کی بنا پر مسلمان کی تکفیر کرے گا اُسی کے اعتبار سے اس پر حکم آئے گا۔

خلاصہ یہ کہ **مسلمان** کو **اعتقاداً کافر** کہنا **ہوسکتا** ہے **یوں** ہو کہ **اس** کے عقائد دینیہ **ضروریہ** کو **کفر نہ ٹھہراتا** ہو، ولہذا **صراحۃً ضروریِ دینی** کا **انکار نہ ہوا** تو اس کی **تکفیرِ قطعی اجماعی نہیں** ہوتی۔

خوارج اور **اگلے روافض** و **وہابیہ** کی **عدمِ تکفیر** کی **یہی** وجہ تھی۔

☆

جبکہ کافر میں **صرف** ایک صریح کفری عقیدہ ہو، باقی تمام **ضروریات دین** کا **مدّعی** و **مُقِرّ** ہو **تو بھی** اُس کے **صریح کفری عقیدے** کو **جانتے** ہوئے **اُسے مسلمان کہنا**، **بغیر اس صریح کفری عقیدے** کو **اسلام ٹھہرائے نہیں ہوسکتا**۔

تو **کافر** کے **صریح کفری عقیدے** کو **جانتے** ہوئے **اُسے مسلمان** کہنے میں **بلاشبہ کفر** کو **اسلام ماننا**، یعنی **ضروریِ دینی** کا

یقیناً انکارکرنا ہے۔ ولہذا یہاں **تکفیر قطعی اجماعی ہے۔**

تو واضح ہوا کہ ــــ تکفیرِ مسلم .... اور .... عدمِ تکفیرِ کافر ــــ یعنی ① قطعی مسلمان کو معاذ اللہ کافر کہنا ...... اور .... ② قطعی کافر کو معاذ اللہ مسلمان کہنا ــــ ان دونوں میں فرق ہے۔

سائل نے اس فرق سے آنکھ بند کرکے ایک کا دوسرے سے خلط کیا اور لکھ دیا

> جس کا کافر ہونا قطعی الدلالۃ آیت یا قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابۃ سے ثابت نہ ہو ایسے کافر کو جو شخص مسلمان کہے وہ عند المتکلمین بالاجماع کافر ہوگا یا کہ نہیں؟ اور اگر وہ عند المتکلمین کافر ہے تو پھر مسلمان کو کافر کہنے والا عند المتکلمین کافر کیوں نہیں؟
>
> [گیارہ سوالات ص ۱۸]

اور نہ جانا کہ کسی کلمہ گو کا مسلمان کو کافر ٹھہرانا اسلام کو کفر ٹھہرانے میں صریح التزامی نہیں ہے لہذا اُس کلمہ گو کو متکلمین کافر نہیں کہتے ....

جبکہ کافرِ قطعی اجماعی کے قطعی کفری عقیدے پر .... خواہ اس سے بالمشافہ دیکھ سن کر .... یا بہ تواتر جان کر مطلع ہوجانے کے بعد .... پھر اُسے مسلمان ٹھہرانا صراحۃً کفر کو اسلام ٹھہرانا اور صراحۃً ضروریِ دینی کا انکار کرنا ہے .... لہذا ایسے کافر کو مسلمان ٹھہرانے والا قطعاً یقیناً بہ اجماعِ فقہاو متکلمین کافر ہے۔

☆

سائل لکھتا ہے

فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد ۶ ص ۱۱۷ تا ص ۱۴۷ میں ثابت کیا ہے جو کسی مسلمان کو

اعتقاد کے ساتھ کافر کہے وہ عند الفقہاء خود کافر ہے لیکن فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد٦ ص١٤١ میں مواقف کے حوالے سے بتایا ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا عند المتکلمین بالاجماع کافر نہیں ہے

پھر اپنی جہالت سے اس کی یہ وجہ تراشتا ہے کہ

> پس اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کا مسلمان ہونا قطعی الدلالۃ آیت قرآنی یا قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ سے ثابت نہ ہو اس کا مسلمان ہونا ضروریات دین میں سے نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس مسلمان کو کافر کہنے والا عند المتکلمین بالاجماع کافر نہیں ہے ـــــــ [گیارہ سوالات ص١٧ ، ١٨]

قطع نظر اس سے کہ **اجماع** سے مراد رائے **جمہور متکلمین** ہے کیونکہ جو مبتدعین ہمیں کافر کہیں استاذ ابو اسحاق اسفرائنی ان کی تکفیر کرتے ہیں جیسا کہ **المعتقد المنتقد** [ص ١٠ ، ١١] میں ہے

واتفقوا علیٰ ان ما کان منھا [ای المسائل الاعتقادیۃ] من اصول الدین ضرورۃ یکفر المخالف فیه ،	جو اصولی عقائد ، ضروریاتِ دین سے ہیں اُن کا منکرو مخالف بالاجماع کافر ہے۔
وما لیس من ذلک فذھب جماعۃ الی تکفیر المخالف ،	اور جو اصولی عقائد ، ضروریاتِ دین سے **نہیں** اُن کے **مخالف** کو بھی ایک جماعتِ علماء نے **کافر کہا**۔
و الاستاذ ابو اسحاق الی تکفیر من کَفَّرَ نا منھم ،	اور استاذ ابو اسحاق اسفرائنی کا ماننا ہے کہ جو **مخالف** ایسا ہو کہ ہمیں کافر کہتا ہو اس کی ہم تکفیر

وجمهورًا لفقهاء و المتکلمین الی انه لا یحکم بکفر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومة ضرورة من الدین ، ولکن المخالف فیها یبدع و یفسق.

کریں گے۔
جبکہ **جمہور فقہاء و متکلمین** کا مذہب یہ ہے کہ ضروریاتِ دین سے نازل درجہ جو اصولی عقائد ہیں اُن کا جو کوئی مخالف ہو [ہمیں کافر کہتا ہو یا نہیں بہرحال] اُسے کافر نہ ٹھہرائیں گے ، ہاں گمراہ بدعتی فاسق قراردیں گے۔

یہاں بتانا یہ ہے کہ متکلمین کے تکفیر نہ کرنے کی وجہ وہ نہیں ہے جو سائل نے تراشی ، یعنی بداہتِ دینی کا فقدان ....

بلکہ عدمِ تکفیر کی وجہ ہے **ضروریِ دینی** کے **انکار** کا **عدمِ التزام** .... جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور اسی کی طرف '' النھی الاکید '' میں امام اہلسنّت نے رہنمائی فرمائی کہ

لایُخرِج الانسانَ من الاسلام الا جُحودُ ماادخله فیه [فتاویٰ رضویه ۳/۳۱۱ ــ اورایسا ہی بحر رائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ۵/۲۰۹ میں ہے]

'' عندالتحقیق آدمی کو اسلام سے خارج نہیں کرتا مگر انکار اُس کا جس کی تصدیق نے اُسے دائرۂ اسلام میں داخل کیا اور وہ نہیں مگر ضروریاتِ دین۔ کما حققه العلماء المحققون من الائمة المتکلمین. '' [فتاویٰ رضویه ۲/۱۸۸]

انما محل الاکفار باکفار المسلم اذا کان ذلک لا عن

کسی مسلمان کو کافر کہنا جبکہ بغیر کسی شبہ یا تاویل کے ہو تو اسی صورت

شبهة او تاویل والا فلا . [فتاویٰ رضویہ رسالہ النہی الاکید ۳/۳۱۱]

میں کافر کہنے والے کو کافر قرار دیا جائے گا ، ورنہ نہیں۔

☆

پہلے کے وہابیہ نیز دیگر مبتدعینِ ماضیہ نے سچے مسلمانوں کو جو کافر کہا اس بناء پر نہیں کہ وہ مسلمان ضروریاتِ دین پر عقیدہ و ایمان رکھتے ہیں۔ اگر اس بناء پر کافر کہے ہوتے تو قطعاً یقیناً اجماعاً خود کافر ہوگئے ہوتے۔

رد المحتار بیانِ تعزیر [۳/۲۰۱] ، نیز جد الممتار [۵/۳۸۷] میں ہے

ان اعتقد المسلم كافراً [در مختار] باعتقادِ عقائد الاسلام [جد الممتار] يكفر [در مختار] واما اذا اعتقده كافراً بسببٍ فلا [جد الممتار]

مسلمان عقائدِ اسلام کا عقیدہ رکھتا ہے اس وجہ سے اگر اُسے کسی نے کافر مانا تو خود کافر ہو جائے گا۔ اور کسی اور وجہ سے مسلمان کو کافر مانا تو یہ ماننے والا کافر نہیں ہوگا۔

مگر نہیں اُن لوگوں نے سچے مسلمانوں کو ان کے اعتقادِ ضروریاتِ دین کی بناء پر کافر نہ کہا تھا۔

بلکہ اس بناء پر کافر کہا تھا کہ مثال کے طور پر مسلمان محبوبانِ خدا سے تَوَسُّل کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

تو متکلمین نے یہ لحاظ فرمایا کہ تکفیرِ مسلماناں سے ان گمراہوں کا مقصود انکارِ تَوَسُّل ہے کسی ضروریِ دینی کا انکار ان کا مقصود نہیں۔ تو ان گمراہوں کی طرف سے ضروریِ

دینی کے انکار کا التزام نہ ہوا۔ (۱)

یہی .... انکارِ ضروریِ دینی کا عدمِ التزام .... متکلمین کی طرف سے ان گمراہوں کی عدمِ تکفیر کی وجہ تھی۔

ہاں جن مسلمانوں کی یہ گمراہ تکفیر کررہے تھے وہ سچے مسلمان جب تمام ضروریاتِ دین پر عقیدہ و ایمان رکھتے ہیں تو اُن کی تکفیر سے ضروریاتِ دین کو کفر ٹھہرانا اور ضروریاتِ دین کا انکار وخلاف کرنا لازم ضرور آتا ہے۔ مگر متکلمین لازمِ مذہب کو مذہب نہیں ٹھہراتے اور لازمِ قول پر قائل کی تکفیر نہیں کرتے۔

☆

خوارج نے جو سیدنا علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْکَرِیْم پر تکفیر کی ناپاک جسارت کی وہ کسی ضروریِ دینی کے بالالتزام انکار و ناگواری سے نہ کی ، جیسا کہ فتح القدیر کتاب السیر باب البغاۃ وغیرہ میں ہے ، [اور فواتح سے ص۶۶ میں اجمالاً آرہا ہے نیز ذیلِ لمعات میں تفصیلاً ص۱۳۱ سے ہے] اس وجہ سے خوارج کو کافر قرار نہیں دیا گیا۔

جبکہ کافرِ قطعی اجماعی کو جانتے بوجھتے کافر نہ کہنے میں .... ضروریاتِ دین کا صراحۃً التزامًا انکار اور کفر پر رضا و پسندیدگی ہے .... جیسا کہ شروحِ شفاء سے [ص۳۸ میں] گذرا .... لہذا یہاں تکفیر قطعی اجماعی ہے۔

---

(۱) ولہذا تَوَسُّل وغیرہ امورِ متعلقہَ انبیاء و اولیاء کے سبب وہابیہ نے مسلمانوں کو جو .... مشرک ٹھہرایا .... اسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے [فتاوی ۵/۲۵۸ ، ۲۷۲ میں] وہابیہ کا کفرِ لزومی فرمایا۔

●

سائل لکھتا ہے

> ہوسکتا ہے کہ اس کلمہ میں ایسی ضرورت دینی کا انکار ہو جس پر ائمہ مجتہدین نے تکفیر نہ فرمائی ہو
[گیارہ سوالات ص۲۱]

حالانکہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴/۱۲۳ میں] کلیۃً فرماتے ہیں

فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے .... ضروریاتِ اسلام مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے کا۔

مگر سائل لکھتا ہے

> کیونکہ فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد۱۴ صفحہ ۲۸۸ میں کئی کتب کے حوالہ سے حجیت اجماع کو ضرورتِ دینی قرار دیا ہے مگر اس کے باوجود ائمہ مجتہدین نے اس کے منکر گمراہ فرقوں کی تکفیر نہیں فرمائی ہے نیز فتاویٰ رضویہ جلد۱۴ صفحہ ۲۸۹ میں تصریح ہے کہ خوارج ضروریاتِ دین میں تشکیک پیدا کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی تکفیر نہیں کی گئی۔
[ایضاً]

حالانکہ یہاں عدمِ تکفیر کا منشاء عدمِ التزام ہے .... دیکھتے نہیں کہ خوارج کو خلافتِ شیخین سے انکار نہیں جبکہ وہ اجماع ہی سے ثابت ہے۔

سائل نے فتاویٰ رضویہ میں فواتح سے منقول یہ تو دیکھا کہ

یشککون فی ضروریّات الدین — خوارج ضروریاتِ دین میں تشکیک کرتے ہیں۔

[فواتح الرحموت ۲/۲۶۲] [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴/ ۲۸۹]

اور یہ **نہ جانا** کہ وہ **خوارج** پر **الزام** ہے۔

جیسے دہلوی پر لکھا گیا کہ اُس کا مذہب ضروریاتِ دین کو باطل و بے دلیل ٹھہراتا ہے ، امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ سُبحٰنَ السُّبُوح عَنْ عَیبِ کِذْبِ مَقْبُوح میں اسماعیل دہلوی کے کفریاتِ لزومیہ گناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> اس نے تو صرف اُنہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزومی کی سات اصلیں تیار کیں ....
>
> **اصلِ دوم**:۔ خدا کے لیے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لیے ان سے قصداً اپچتا ہے (ہذیان دوم) ـــــ اس اصل کے کفر ، اصلِ اول سے صدہا درجے فزوں ، جس سے **لازم** کہ اس بے باک کے مذہبِ ناپاک پر اہلِ اسلام کے عامّۂ عقائدِ تنزیہ و تقدیس ، کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں ، سب باطل و بے دلیل۔ [فتاویٰ رضویہ ۶/ ۲۶۷ ، مترجم ۱۵/۴۳۲ ، ۴۳۳]

اور جیسے فرمایا ـــــ "واہ بہادر! کیا نیم گردشِ چشم میں تمام عقائدِ تنزیہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا" ـــــ [ایضاً ۶/ ۲۳۶ ، مترجم ۱۵/۳۷۰]

روافضِ ماضیہ نے خلافتِ حقّۂ راشدۂ حضراتِ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمَا کا ، جو کہ جمیع صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمْ اَجمَعِین کے اجماعِ قطعی سے ثابت ہے ، انکار کیا ، تو یہ انکارِ حُجِّیَّتِ اجماع کے التزام سے نہ تھا ، بلکہ ...... یہ اجماع ہوا ہے ..... اس کے وہ اپنے ایک شبۂ باطلہ سے منکر تھے۔

یونہی خوارج نے امیرالمؤمنین سیدنا علیِّ مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعالیٰ عَنہُ کے قطعی اجماعی فضائل کا جو انکار کیا ، اس کا بھی منشاء انکارِ حُجّیّتِ اجماع نہ تھا ...... بلکہ اس اجماع کا ہونا ، انہیں اپنے ایک شبہۂ فاسدہ کے سبب تسلیم نہ تھا ، علامہ بحر العلوم عبد العلی قُدِّسَ سِرُّہُ فَوَاتِحُ الرَّحمُوت میں فرماتے ہیں

وامـا انكـارهـم الـمجمع عليه وان كـان انكـارَ جلي و نشأ من سفـاهة لكن ليس انكـارًامع اعترافهم أنه مجمع عليه.

روافض نے جو مُجمَع عَلَیہ کا انکار کیا وہ اگرچہ امرِ واضح کا انکار ہے ، اور سفاہت سے پیدا ہے مگر اجماعی کو اجماعی مان کر نہیں ہے۔

بـل ينكـرون كـونـه كذلک لشبهة نشأت لهم ، وان كانت باطلةً فی نفس الامر.

بلکہ اُس کا اجماعی ہونا اُنہیں تسلیم نہیں ہے ، ایک ایسے شبہ سے جو اُنہیں عارض آیا ، اگرچہ واقع میں وہ شبہ باطل ہے۔

وهـی زعـمهم أن أمير المؤمنين عـليًـا انـمـا بـايع تقية و خوفًا وان كـان هذا الزعم منهم باطلًا مما يـضـحَک بـه الصِبيان ، وأمير الـمـؤمـنـيـن عـلـی بـرئ عـن نـحو هذه التقية الشنيعة ، والله

یعنی ان لوگوں کا یہ زعم کہ شیرِ خدا سیّدنا علی مرتضیٰ نے اَفضَلُ الاَوْلِیَاء حضرتِ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمَا کے ہاتھ پر محض براہِ تقیہ ڈر سے بیعت فرمالی تھی۔

یہ ان کا زعم اگرچہ باطل ہے ، جس پر بچے تک ہنستے ہیں ، اور امیرالمؤمنین شیرِ خدا اس جیسے شنیع تقیہ سے بَری ہیں ، خدا کی قسم بَری ہیں ، اُن

ــه ملاحظہ ہو ذیلِ لمعات ص ۱۳۱ ، ۱۳۲

هو بریء لاریب فی أنه بریء ، فهذه الشبهة وان کانت شبهة شیطانیة وانما جرأهم علیها الوساوس الشیطانیة ، لکنها مانعة عن التکفیر.

وانما الکفر انکار المجمع مع اعترافه أنه مجمع علیه من غیر تاویل ، وهل هذاالا کما اذا أنکر المنصوص بالنص القطعی بتأویل باطل ، وهولیس کفرًا ، کذا هذا.

ومن ههنا ظهَر لک سر عدم تکفیر الخوارج مع أنهم ینکرون ماأجمع علیه قطعًامن فضائل أمیر المؤمنین علی ، و ینسُبونه الی الکفر مع أن ایمانه وفضائله ثابتة کالشمس و مجمع علیه اجماعًا قطعیًا. [فواتح الرحموت ۲/۲۹۴]

کے بَری ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ، تو یہ شبہ اگر چہ شیطانی ہے ، جس پر روافض کو جری نہیں کیا مگر شیطانی وسوسوں نے ، تاہم مانعِ تکفیر ہے۔

اورکفر توصرف مجمع علیه کا وہ انکار ہے ، جو اُسے مجمع علیہ تسلیم کرکے ہو ، اور بلا تاویل ہو۔

جبکہ روافض کا یہ انکار تو ایسا ہے جیسے منصوص بہ نَصِّ قطعی کا تاویلِ باطل سے انکار ، کہ وہ کفر نہیں ، یوں ہی یہ۔

یہیں سے تم پر واضح ہوگیا کہ خوارج کو کافر قرار نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟.......

حالانکہ وہ امیرالمومنین سیدنا علیِ مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے قطعی اجماعی فضائل کے منکر ہیں ، اور تکفیر پر جرأت کرتے ہیں ، جبکہ آپ کا مومن ہونا اور آپ کے فضائل مثلِ آفتاب ثابت اور قطعی اجماعی ہیں۔

نیز روافض کے انکارِ خلافت کا کفرِ لزومی ہونا بیان کرتے ہوئے امامِ

اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ نے لکھا

روافض ، اہلِ بیتِ عِظام وغیرہم چند اکابرِ کرام علی مَوْلَاھُمْ وَعَلَیْھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے .... اورخلافتِ صدیقی و فاروقی پر اُن کے توافُقِ باطنی سے انکار .... رکھتے ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ۲۶۶/۶ ، مترجم ۴۳۲/۱۵]

تو یہ ایک شبہُ فاسد سے تحققِ اجماع کا انکار ہوا۔ اگر نفسِ اجماع کی حجیت سے انکار ہوتا تو یہ کہا جاتا .... کہ خلافتِ راشدۂ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا چونکہ اجماعِ قطعی سے ثابت ہے اور روافض کو حجیتِ اجماع سے انکار ہے اس لیے وہ خلافت کے منکر ہوئے۔

تو بہ تاویلِ فاسد **تَحَقُّقِ اجماع** نہ ماننا اور ہے ...... اور نفسِ **حُجِّیَّت** سے انکار کرنا اور ہے۔ علامہ بحرالعلوم عبدالعلی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اس مطلبِ شریف کی کلامِ امام فخر الاسلام کی تقریر میں تقریر فرمائی لکھتے ہیں

لفظہ الشریف ھکذا : فصار الاجماع کآیۃ من الکتاب او حدیث متواتر فی وجوب العلم والعمل،فیکفر جاحدہ فی الاصل ، ثم ھو علی مراتب ، فاجماع الصحابۃ مثل الآیۃ والخبر المتواتر

امام فخر الاسلام بزدوی قُدِّسَ سِرُّہ کے مبارک کلمات یہ ہیں: تو اجماع وجوبِ علم وعمل میں آیتِ قرآنی یا حدیثِ متواتر کی طرح ہوگیا ، لہٰذا اصل اجماع کے اعتبار سے جو اجماع کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

پھر اجماع کے چند مراتب ہیں چنانچہ

، واجماع من بعدهم بمنزلة المشهور من الحديث ، واذا صار الاجماع مجتهدا فی السلف کان کالصحیح من الاخبار ،

[فواتح الرحموت ۲/۲۹۵]

اجماعِ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم آیت اور خبرِ متواتر کے مثل ہے اور ائمۂ مابعد کا اجماع حدیثِ مشہور کے مرتبہ میں ہے۔ اور اجماع جب سلف میں محلِ اجتہاد یعنی مختلف فیہ ہوجائے تو وہ خبرِ صحیح کے مثل ہے۔

پھر اس کی یہ تقریر مع تقریر فرمائی

ان مقصوده قدس سره اَنّ الاجماع مطلقا فی القطعیة کالآیة والخبر المتواتر وأصله أن یکفر جاحده ، لأنه انکار لحکم مقطوع ، الا أنه لایکفر لعروض عارض.

ان امام اجل قُدِّسَ سِرُّہٗ کا مقصود یہ ہے کہ نفسِ اجماع ، قطعیت میں آیت اور خبرِ متواتر کی طرح ہے ، اور اجماع کی اصلیت یہ ہے کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ٹھہرے گا ، کیونکہ وہ حکمِ قطعی کا انکار ہے۔

ہاں اگر تکفیر نہیں کی جاتی ہے تو عارض کے آجانے سے نہیں کی جاتی ہے۔

وأشار الیه بتقییده بقوله فی الأصل ، ولذا لم یکفر الروافض والخوارج ،

اسی طرف اُن امامِ اجل نے اپنے قول میں ''فی الاصل'' کی قید لگا کر اشارہ کیا۔

اور یہی وہ دقیقہ ہے جس کے سبب روافض اور خوارج کی تکفیر نہیں کی گئی۔

ثم بین مراتب الاجماع ، فالأعلی فی القطعیة

اجماع الصحابة المقطوعُ اتفاقُهم بتنصيص الكل بالحکم أو بدلالة توجب أنهم اتفقوا قطعًا. وهذا ظاهر

[فواتح الرحموت ۲/ ۲۹۵ ، ۲۹۶]

پھر آپ نے اجماع کے مراتب بیان فرمائے ، کہ اعلیٰ درجہ **قطعی** وہ **اجماعِ صحابہ** ہے ، جس میں اُن حضرات کا کسی حکم پر متفق ہوجانا قطعی یقینی ہو ، یوں کہ سب نے اس حکم کی صراحت فرمادی ہو ، یا ایسا قرینہ ہو جو ان حضرات کے قطعی یقینی اتفاق کو مقتضی ہو ، اور یہ ظاہر ہے۔

قرینے کی مثال وہیں اوپر بیان فرمائی ہے کہ

السکوتی الذی علم بقرائن الحال ان سکوت من سکت لِاَجْل الموافقة علما قطعیا ، والسکوت علی قتال مانعی الزکوة من هذا القبیل.

[فواتح الرحموت ۲/ ۲۹۵]

اجماع سکوتی وہ ہے جہاں قرائنِ حال سے اس بات کا قطعی یقینی علم حاصل ہوجائے کہ ساکتین کا سکوت بر بنائے موافقت ہے ، اور منکرینِ زکوۃ سے قتال پر صحابہ کا سکوت اسی قسم کا تھا۔

ثم اجماع من بعدهم ، وجه الفرق أن الصحابة کانوا معلومین بأعیانهم فتعلم أقوالهم بالبحث والتفتیش ، فاذا أخبر جماعة عدد التواتر حصل العلم باتفاقهم

پھر **ائمۂ مابعد کا اجماع** ہے۔ وجہِ فرق یہ ہے کہ صحابہ بالتعیین معلوم تھے لہذا اُن کے اقوال بحث وتفتیش سے معلوم ہوجاتے ، تو جب جماعتِ تواتر خبر دے گی ان حضرات کے اتفاق کا علمِ قطعی حاصل ہوجائے گا۔

رہے ائمۂ مابعد تو وہ کثیر التعداد

قطعًا ،

وأما من بعدهم فتكثروا ووقع فيهم نوع من الانتشار فوقع شبهة فی اتفاقهم واحتمل أن يكون هناک مجتهدلم يطلع على قوله الناقلون.

لكن لما كان هذا الاحتمال بعيدًا لعدم وقوع الانتشار كذلک مع كون الناقلين جماعة تكفِی للعلم صار بمنزلة الخبر المشهور الذی فيه احتمال بعيد ، وصار أدون دَرَجة من اجماع الصحابة.

[فواتح الرحموت ۲/۲۹٦]

ہوئے ، اور ایک طرح سے پھیلے ہوئے رہے ، تو ان کے اتفاق میں ایک شبہ آیا ، اور یہ احتمال لایا ، کہ ہوسکتا ہے وہاں کوئی مجتہد ہو جس کے قول پر ناقلینِ اجماع نے اطلاع نہ پائی۔

لیکن یہ احتمال چونکہ بعید ہے ، کیونکہ حضراتِ ائمہ کچھ زیادہ دور دراز مقامات پر پھیلے ہوئے نہ تھے ، اوران کے اجماع کی ناقل ایک ایسی جماعت ہوئی جو علمِ یقینی کے لیے کافی ہے ، لہذا یہ اجماع خبرِ مشہور کے مرتبے میں آگیا ، جس میں احتمالِ بعید ہوتا ہے ، اوراجماعِ صحابہ سے دوسرے مرتبہ میں ہوگیا۔

دیکھو! یہ تَنَزُّل نفسِ اجماع کی حجیّت میں کوئی شبہ آجانے سے نہیں ہوا ، بلکہ شبہ جو کچھ آیا ہے وہ **تحققِ اجماع** اور **وقوع و وجودِ اتفاق** میں آیا ہے ، جس نے اجماعِ اعلیٰ سے نازل کیا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ علامہ بحرالعلوم قُدِّسَ سِرُّہ نے فرمایا

الادلة الدالة على حجية الاجماع | حجیتِ اجماع کے دلائل بلا فرق ہر

غیر فارقةٍ بین اجماع واجماع. [فواتح الرحموت ۲/۲۹۵]	اجماع کی حجیت کو بتاتے ہیں کسی ایک اجماع کی حجّیت کو نہیں۔

تونفسِ اجماع کی حجیت سے انکار کفر ہے .... مگر خوارج اور روافضِ ماضیہ وغیرہ کی طرف سے اس کا التزام نہ تھا .... اور یہی ان کی عدمِ تکفیر کی وجہ ہے۔

اور نظّام جیسوں کا انکار ''عن شبہ'' ہے بہ التزام نہیں۔ نور الانوار مبحث اجماع میں ہے

قد ضل بعض المعتزلة والروافض فقالوا ان الاجماع لیس بحجة لان کل واحد منهم یحتمل ان یکون مخطئًا فکذا الجمیع ولا یدرُون قوة الحبل المؤلف من الشَّعرات.

یہ احتمال انوار البروق میں جو نارسائی بیان کی اُس کے جملہ اسباب میں سے ہے اور انکار عن شبہ مرتبۂ احتیاط میں مانعِ تکفیر ہے۔

اور اگر نہیں بلکہ حکمِ بداہت میں نظرین ہیں جیسا کہ تعبیر امام اهلسنّت فی الفتاویٰ و عبارتِ سیدنا امام غزالی فی التفرقه وغیرہ سے ظاہر و معلوم و مفہوم اثنین ہے تو اس سے عموم سریان کا ایراث اجماعِ اہلسنّت بلکہ جمیع امت کا ابطال ہے ، وہ تکفیر سے دادِ امان نہیں بلکہ دین وشریعت سے یکسر رفعِ امان و فتحِ باب خــذلان کــل الخذلان ہے۔

ضــروریاتِ دیـن کے انکار پر بھی رسائی نہ پانے کا عذر دکھا کر تکفیر نہ ماننا جو کسی سے حکایت کیا گیا امام اہلسنّت نے اس پر صاف صریح فرمایا

هذاان ثبت فکفر قطعًا. [المعتقد المنتقد ص ۲۱۴] | یہ اگر ثابت ہو تو بلاشبہ کفر ہے۔

اور شفاء شریف میں فرمایا

قائل ھذا کلّہٖ کافر بالاجماع [مختصرًا شفاء ۲/۲۸۱] | ان سب باتوں کا قائل بالاجماع کافر ہے

اور علامہ علی قاری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے فرمایا

وبقولہ المقلد للکفار لایدخل النار داخل فی جملۃ الکَفَرَۃ. [ھامش نسیم الریاض ۴/۴۹۳] | اور جس نے یہ کہا کہ ...... بے سمجھے بوجھے محض کافروں کی تقلید میں جو لوگ کفر کرتے ہیں انہیں جہنم کا عذاب نہیں ہوگا ...... یہ اپنی اس بولی سے خود کافروں کے زمرے میں چلا گیا۔

☆

اور سیّدنا امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہٗ مُسْتَصْفٰی میں فرماتے ہیں

فان قیل فلو ترک بعض الفقھاء الاجماع بخلاف المبتدع المکفَر اذا لم یعلم أن بدعتہ توجب الکفر وظن أن الاجماع لاینعقد دونہ فھل یُعذَر من حیث ان الفقھاء لا یطلعون علی | **سوال**:۔ اگر کوئی فقیہ ...... کسی ایسے کلمہ گو بدعتی کا ...... جس کی کہ تکفیر کی گئی ...... اجماع میں خلاف دیکھ کر ...... اجماع کو ترک کردے ...... اس وجہ سے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس بدعتی کی بدعت موجبِ کفر ہے یا نہیں ...... اور یہ گمان کر بیٹھے کہ ...... اس بدعتی کے شامل ہوئے بغیر اجماع منعقد نہیں ہوگا ...... تو کیا وہ فقیہ معذور ٹھہرے گا؟ ...... اور اس کا یہ عذر

معـرفة ما يكـفر بـه مـن التاويلات.

قلنا للمسئلة صورتان

احداهما أن يقول الفقهاء نحن لا نَدرِى أن بدعته تُوجِب الكفر أم لا ففي هذه الصورة لايُعذَرون فيه اذ يلزَمهم مراجعة علماء الاصول ويجب على العلماء تعريفهم.

فاذا أفتَوا بكفره فعليهم التقليد.

فان لم يُقنِعهم التقليد فعليهم السؤال عن الدليل حتى اذا ذكر لهم دليله فهِموه لا مَحالة لان دليله قاطع.

فان لم يُدرِكه فلا يكون معذورًا كمن لا يدرك دليل

سن لیا جائے گا؟......

اس لیے کہ جس نے صرف فروع کا علم حاصل کیا ، وہ نہیں جانتا کہ کون کون سی بات مُوجِبِ کفر ہے۔

جواب:۔ اس مسئلے کی دو صورتیں ہیں

① فقیہ اگر یہ کہے کہ ...... میں نہیں جانتا کہ اُس بدعتی کی بدعت مُوجِبِ کفر ہے؟...... یا نہیں ؟...... تو اس صورت میں وہ معذور نہیں ٹھہرے گا ، کیونکہ اس پر اس سلسلے میں علمائے اصول وعقائد کی طرف رجوع کرنا لازم ہے ...... اور ان علماء پر اسے بتادینا واجب ہے۔

...... تو جب یہ حضرات بدعتی کے کافر ہونے کا فتویٰ دیں ...... فقیہ پر ان کی تقلید واتباع واجب ہے۔

...... اور اتباع سے اُس کی سیری نہ ہو تو دلیلِ تکفیر پوچھے ...... دلیل جب بتادی جائے گی تو لامَحالہ سمجھے گا ......

کیونکہ **دلیلِ تکفیر قطعی ہوتی** ہے ...... اور اگر نہ

صدق الرسول صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم فانہ لاعذر مع نَصب اللّٰہ تعالیٰ الادلة القاطعة.

سمجھے تو معذور نہیں ٹھہرے گا۔

جیسے کوئی حضورِ اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کی صداقت و سچائی کی دلیل نہ سمجھے تو معذور نہیں ٹھہرتا ہے

[بلکہ کافر قرار پاتا ہے]

کیونکہ جب اللہ عَزَّ وَ جَلَّ کی طرف سے یقینی دلیلیں قائم فرمادی گئیں تو اب کوئی عذر نہیں رہ گیا۔

الصورة الثانية أن لا يكون قدبلَغته بدعته و عقيدته فترک الاجماع لمخالفته فهو معذور فی خطئه وغیر مؤاخذ به وکان الاجماع لم ینتهض حجة فی حقه.

② اُس بدعتی کی بدعت اور کفری عقیدے کی فقیہ کو اطلاع نہیں پہنچی بنابریں اُس بدعتی کے خلاف کو دیکھ کر فقیہ نے اجماع کو ترک کیا تو فقیہ اپنی خطاء میں معذور ہے اس پر مواخذہ نہیں ہے ، اور اجماع اس کے حق میں حجت ہوکر قائم نہیں ہوگا۔

کما اذالم یبلُغه الدلیل الناسخ لانه غیر منسوب الی تقصیر.

جیسے دلیلِ ناسخ جب اُسے نہ پہنچے .... کہ ایسے میں وہ تقصیروار نہیں۔

بخلاف الصورة الاولی فانه قادرعلی المراجعة والبحث فلاعذر له فی ترکه

بخلاف پہلی صورت کے ....کہ وہ رجوع کرسکتا ہے ، معلوم کرسکتا ہے ، تو ترکِ اجماع میں معذور نہیں ٹھہرے گا۔

[المستصفی الاصل الثالث الباب الثانی فی بیان ارکان الاجماع ۱/۲۵۹ ، مع الفواتح ۱/۱۸۴]

●

سائل نے خوف وخشیت کے بلند بانگ اظہارات کے ساتھ جو افتراءات اورنقلِ عبارات وترجمہ میں جوکتر پیوند اورتفریع میں جواپنے شبہات کے من چاہے مطلب کی سمائی کی ہے یہ اس کے اظہارِخوف وخشیت کی حقیقت کو اجاگر کردیتے ہیں۔ مثلاً اس کا یہ کہنا کہ

علامہ قرافی اور جہالت کو عذر ماننے والے دیگر علماء کے نزدیک ضرورتِ دینی کا منکر اس وقت کافر ہے جب اسے اس ضرورتِ دینی کا علم ہو ـــــ [گیارہ سوالات ص ۲۵]

یہ علم کی قید اپنے اطلاق پر ماننے کو امام قرافی کا عندیہ بتانا سائل کا افتراء ہے۔ وہ عبارت جس سے سائل نے یہ مطلب آفرینی کی ''امام قرافی'' کی نہیں ، بلکہ حاشیہ '' ابن الشاط '' کی ہے۔ امام قرافی مالکی عَلَیۡهِ الرَّحۡمَةُ وَالرِّضۡوَان کی اپنی کتاب ''انوار البروق فی انواء الفروق'' [۱۱۷/۴] میں عبارت وہ ہے جو سائل نے ماتن کے نام سے لکھی یعنی

ولا یُعتقد انّ جاحدَ ما اُجمع علیه یکفر علی الاطلاق بل لا بد ان یکون المجمع علیه مشتهرًا فی الدین حتیٰ صار ضروریًا.

اس عبارت میں امام قرافی نے .... جو مسئلہ قطعیہ حدِّ ضرورت کو نہ پہنچا اُس کے منکر کو کافر ماننے سے روکا ..... اور بتایا کہ قطعی اگر ضروریاتِ دین سے ہو تب اس کے منکر کو کافر مانو ـــــ اور یہ آپ نے پہلے بھی فرمایا ہے کہ

ویکون الکفر بفعلٍ کالسجود للصنم | کفر کسی فعل سے بھی ہوتا ہے۔ جیسے

او جَحَد ما عُلِمَ من الدين بالضرورة.

مختصرًا [انوارالبروق ۴/۱۱۵ ، ۱۱۶]

بت کوسجدہ کرنا ، یا ضروریاتِ دین کا انکارکرنا وغیرہ۔

نیز فرمایاہے

بل لو جحَد بعض الاباحات المعلومة بالضرورة كَفَرَ.

[انوار البروق ۴/۱۱۶]

بلکہ جن چیزوں جن باتوں کا مباح ہونا ضروریاتِ دین سے ہے ان میں سے کسی کے مباح ہونے کا انکارکیا تو کافر ہے۔

رہی حاشیہ ابن الشاط کی عبارت جسے سائل نے امام قرافی کی بتایا یعنی

قلت ما قاله فی ذلک صحیح الا کونه اقتصر علیٰ اشتراط شهرة ذلک الامر من الدین بل لا بدمع اشتهار ذلک من وصول ذلک الیٰ هذا الشخص و علمه بهٖ فیکون اذ ذاک مکذبا للّٰه تعالیٰ ولرسوله فیکون بذالک کافرا اما اذا لم یعلم ذلک الامر و کان من معالم الدین المشتهِرة فهو عاص بترک التسبّب الیٰ علمه لیس بکافر ، واللّٰه تعالیٰ اعلم

یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس نے موضعِ بداہت میں بودوباش نہیں پائی — جیساکہ وہیں آگے امام قرافی نے صراحۃً فرمایا —

کماانّ متجددالاسلام اذا قدِم من ارض الکفر وجَحَدَ فی مبادئ امرهٖ بعضَ شعائرالاسلام المعلومةِ لنا من

جس طرح نومسلم جب دارالحرب سے آیا اورشروع شروع میں کسی دینی ضروری شِعار کا انکارکیا توہم اس کی

الدین بالضرورۃ لا نُکفرہ لعذرہ بعدم الاطلاع ، و اِنْ کُنّا نُکفر بذلک الجحد غیرَہ	لاعلمی کے عذر سے تکفیر نہیں کرتے حالانکہ اوروں کی اسی انکار پر ہم تکفیر کرتے ہیں۔

مگر امام قرافی نے یہ بات ''جحدما علم من الدین بالضرورۃ'' پر تکفیر کے تحت نہیں فرمائی جیسا کہ دیگر حضراتِ مصنفین بھی کبھی اس صورت کے صریح ذکر سے سکوت کر کے اِسے فہمِ مخاطبِ ذی فہم پر چھوڑ جاتے ہیں لہذا ناظر قاصر کی تنبیہ کے لیے محشی نے یہ بات حاشیہ میں ذکر کردی۔

اوراگر کسی اور کے لیے عذر ہونا مرادِ محشی ہو تو بھی وہ عالم ہرگز نہ ہوگا ـــــ کہ عالم اور ضروریات سے جاہل یہ بداھۃً قول بالمتنافیین ہے۔ ضروریات سے نازل درجہ قطعیات تک کا اُسے علم ویقین ہوتا ہے پھر ضروریات کو نہ جاننا کیا معنیٰ ؟.......

اور جاہل سے بھی وہ خود عذرِ جہالت ہرگز نہ سنیں گے ، اسی طرح مولفانِ عالمگیری و بحر رائق و بغیہ بھی

بلکہ عباراتِ بحر و ھندیہ و بغیہ تو متعین میں متعین بھی نہیں کہ اپنی ہی بولی میں معنی سے عدمِ آگاہی اور اعتقادِ قلبی کی اس سے تبری لزوم و تبیّن میں ہوتی ہے۔

بہرحال یہ حضرات امثالِ مقام پر احکامِ کفر ہی دیں گے۔ کیونکہ عالمِ دین محافظِ اسلام و مسلمین ہے اس کی شان ہے ہلاکت وفتنہ کا سدباب کرنا۔ آخر نہ دیکھا کہ

اسی عالمگیری میں آخر باب میں فرمایا

رجل كفر بلسانه طائعًاوقلبه مطمئن بالايمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مؤمنا. [فتاویٰ عالمگیری باب تاسع فی احکام المرتدين ٢/٢٨٣]	جو بلا اکراہ زبان سے کفر بولے اور دل اس کا ایمان پر مطمئن ہو وہ کافر ہو جائے گا ، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مسلمان نہ رہے گا۔

اور بحر رائق میں وہیں [کتاب السیر باب احکام المرتدین ۵/۲۱۰ میں] فرمایا

من تكلم بها عالما عامدا كفر عند الكل.	جو جانتے بوجھتے قصدًا کلمۂ کفر بولے بالاجماع کافر ہے۔

نیز دیکھتے نہیں لزومِ کفر پر متکلمین گو تکفیر نہیں کرتے تاہم فقہاء کے حکمِ تکفیر کو ظنی کہہ کر ملزوم الکفر کو پروانۂ آزادی ہرگز نہیں دیتے بلکہ تکفیر کے سوا دیگر احکام میں فقہاء سے موافقت فرماتے اور توبہ و تجدید ایمان وغیرہ کا حکم خود بھی دیتے مانتے برتتے ہیں۔ صرف تکفیر نہیں کرتے ، جس کا منشاء احتمالِ بعید ابعد ہوتا ہے ، جسے فقہاء نہیں سنتے ، مگر جانتے وہ بھی ہیں ، لہذا قائل کی تکفیر کو قطعی اجماعی نہیں کہتے۔

☆

جس طرح سائل نے یہ ایک اور افتراء کیا ، جہاں کوکبۂ شھابیه سے کچھ عبارات نقل کر کے لکھ دیا

اس سے معلوم ہوا کہ جو افراد کافر باجماعِ ائمہ ہوں ان کی تکفیر کرنا بھی ضروری نہیں

| اسی لیے سیدی اعلیحضرت نے تکفیر نہ فرمائی | مختصراً [گیارہ سوالات ص۱۳]

اَستَغفِرُ اللّٰہ امام اہلسنّت نے کوکبۂ شھابیہ میں کہاں فرمایا ہے کہ اسماعیل دہلوی اور اُس کے متبعین کافر باجماعِ ائمہ ہیں؟...... یا کوکبۂ شہابیہ کے کس جملے کس لفظ سے یہ باطل معنیٰ پیدا ہے؟

کوکبۂ شھابیہ کے آخر میں دہلوی اور اس کے متبعین کے بارے میں امام اہلسنّت کے الفاظ یہ ہیں

وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام پر جزماً

قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہِ کثیرہ کفر لازم

اس میں **لزومِ** کفر کو قطعی اجماعی فرمایا ہے۔ اور وہ بیشک قطعی اجماعی ہے۔

لزوم متکلمین بھی بیشک مانتے ہیں۔ ہاں لزوم پر تکفیر نہیں مانتے۔ اور لزوم کو فقہاء بھی لزوم ہی جانتے ہیں، اسے التزام نہیں سمجھتے، مگر لزوم پر تکفیر مانتے ہیں۔

تو لزوم بیشک قطعی اجماعی ہوا۔ مگر تکفیر قطعی اجماعی نہیں ہوئی۔ اور ایسے ہی اذہان کے لیے امام اہلسنّت نے آگے صاف صراحت بھی فرمادی، یعنی تکفیر کو صاف صاف جمہور فقہاء کی طرف نسبت کر کے فرمایا

اور بلاشبہ جماہیر فقہائے کرام و اصحاب فتویٰ و اکابر واعلام

کی تصریحاتِ واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر۔

تو کلماتِ امام سے یہ دونوں مطلب کتنے صاف واضح وروشن ہیں کہ **لزوم باجماعِ**

فقہاء و **متکلمین** ہے ــــ اور ــــ **تکفیر صرف فقہاء** کی طرف سے ہے۔

پھر **متکلمین** لزوم پر تکفیر نہ کرنے کے باوجود .... **قائل کے ذمہ** .... **توبہ و تجدیدِ ایمان وغیرہ** کا حکم .... لازم کرنے میں .... فقہاء کے ساتھ ہیں کہ

مافیه خلاف یومر بالتوبة وتجدید النکاح درمختار و عالمگیری و بحر و نهر وغیرہا ــ [الموت الاحمر ص۳۵ ، رد المحتار باب المرتد ۳/۳۲۸]

تو احکامِ **توبہ** و **تجدید** وغیرہ پھر **باجماعِ فقہاء** و **متکلمین** ہوئے۔

ولہذا اُس تکفیرِ فقہی مذکور بالا کے بعد یہ حکمِ اجماعی امام اہلسنّت نے بایں الفاظ دیا کہ

باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریاتِ ملعونہ سے بالتصریح **توبہ** و **رجوع** اور ازسرِنو کلمۂ اسلام پڑھنا فرض وواجب

توکس لفظ سے دہلوی کی تکفیرِ قطعی اجماعی پیدا ہے؟......

اثنائے کتاب میں امام اہلسنّت نے جو کچھ فرمایا وہ

☆ **حکمِ قول** ہے ، اور

ــــ " کفریتِ قول مطلقاً مذہبِ کلامی میں کفرِ قائل نہیں۔ کہ اُسے تبیّن کافی ، اور اِسے تعیّن درکار۔ فتح القدیر و بحرِ رائق و نہرِ فائق و منح الروض میں ہے **ذلک المعتقَد فی نفسه کفر ، فالقائل به قائل بماهو کفر وان لم یکفر** "ــــ [الموت الاحمر ص۲۹]

مثلاً کوکبۂ شہابیہ میں فرمایا

ــ " یہ صریح سب ودشنام کے لفظ "ــــ یہ

حکمِ کلمہ ہے۔ اور بیشک وہ کلمۂ ملعونہ ایسا ہی ہے ــ جوکلمہ اپنے صاف صریح متبیّن معنی پر گستاخی و دشنام ہو ضرور اُسے گالی ہی کہا جائے گا اورضرور مُوجِبِ ایذا ہوگا ـــــ [الموت الاحمر ص۳۲]

☆ اور براہِ **تَبَیُّن** و **لزوم** ہے ، اور

جمہور فقہاء کے نزدیک اکفار کو متبیّـــن کافی۔ عامّۂ حنفیہ و مالکیہ و حنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک۔ اور اکثر متکلمین و فقہائے محققینِ حنفیہ وغیرہم شارطِ تعیین۔ منح الروض میں ہے ــ عدم التکفیر مذھب المتکلمین ، والتکفیر مذھب الفقھاء ، فلایتحدالقائل بالنقیضین ــ [الموت الاحمر ص۲۷]

مثلاً .... " جابجا قرآنِ عظیم ایک بات فرمائے اور یہ صاف اُسے غلط وباطل کہہ جائے " .... [کوبۂ شھابیہ ص۳۹] اور

یہاں انبیاء و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا ـــــ [کوبۂ شھابیہ ص۱۹]

اس مقام پر

ـــ " دہلوی کا قول تھا .... اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے ، اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو ، اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ..... یہ سلبِ کلّی ہیں۔ چوتھے لفظ تھے ...... اوروں کو ماننا محض خبط ہے ...... یہ ایجابِ کلّی ہے۔

اُن تین میں عمومِ سلب اِس اخیر میں شمولِ ایجاب ان لفظوں کا صریح منطوق۔

یہاں دقیقہ یہ ہے کہ کوئی کافر سا کافر جب مسلمان بن کر عوامِ مسلمین کو گمراہ کرنا چاہے تو انکارِ ضروریاتِ دین اگر کرتا بھی ہے تو پردۂ تاویل میں ــــ کہ مثلاً صاف صاف کہہ دے کہ حشر جھوٹ ہے جنت غلط ہے نار باطل ہے تو ہر جاہل سا جاہل مسلمان اُس کا کفر سمجھ جائے ، جال میں نہ آئے۔

ہاں ان کا انکار پیرِ نیچر کی طرح کرے گا تو یوں کہ .... ''حشر ضرور حق ہے مگر اس سے مراد حشرِ ارواح ہے نہ نشرِ اجساد ، جنت و نار ضرور ہیں مگر کچھ روحی لذت والم ہیں نہ یہ مکانات ، ملائکہ قوتِ باطنی کا نام ہے ، ابلیس قوتِ بدی ، جن جنگلی آدمی ، آسمان مطلقِ بلندی وغیرہ ذلک'' ....

جب عامۂ ضروریات میں یہ حال مجرّب ومشاہد ، اور یہی اُن کی غرض فاسد کا مساعد ، تو خاص اخصّ الخواص یعنی نفسِ کلمۂ طیبہ سے کھلم کھلا انکار ، اُن کی عادت وغایت کے لحاظ سے مستبعد ـــــ لہذا اس معنیٰ کے ارادے میں شبہ نے راہ پائی ، اور ہمارے علمائے محتاطین دقیقہ رس محققین نے تکفیر میں احتیاط فرمائی۔ ''ـــــ مُلَخَّصاً

[صَمْصَامِ سُنِّیَت بگلوئے نجدیت علامہ قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمۃ والرضوان ص۸۶ ، ۸۷]
۱۶ ھ ۱۳

اور

__"لزومِ کفر کے باعث تکفیر کرنا ائمۂ اہلسنت کا اختلافی مسئلہ ہے ....ہزار ہا ائمۂ دین بے فرقِ لزوم والتزام ، قائلانِ کلماتِ کفر پر حکمِ کفر فرماتے ہیں ....عامۂ کلماتِ فقہائے کرام اسی پر حاکم....... اورمرتبۂ احتیاط ، تفرقہ وانکارِ اکفار ہے .... محققین متکلمین اسی پر جازم"__ [ایضاً ص۷۴]

☆ اور **بطورِفقہاء** ہے جیسے

اسماعیل کی صاف صریح تکفیر کوکبۂ شہابیہ میں بکثرت جابجا ہے ، ص۱۰ بلاشبہ وہابیہ کے پیشوا پر حکمِ کفر قائم ، ص۶۲ بلاشبہ مرتد کافر ، ص۱۴ کیونکر بالاجماع کافرومرتد نہ ہوگا ___ الخ وہ سب بطورِ فقہاء ہیں __ [الموت الاحمر ص۳۱ ، ۳۲]

یہ ...." بالاجماع کافرمرتد ''........ دہلوی کے جس قول یعنی

بعدِ اخبار ممکن است کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود الخ

پر فرمایاہے ، اس قولِ دہلوی سے .... کذب کے امکانِ وقوعی .... کامعنیٰ ، **ظاہر و متبادِر** ہے __ یعنی وہ قول معنیٰ امکانِ وقوعی میں صریح متبین ہے __ صریح متعین یا مفسر نہیں۔

اور **امکانِ وقوعی** پر **تکفیر** ضرور **قطعی اجماعی** ہے __ مگر اس سے .... امکانِ وقوعی جس بولی کا معنیٰ ظاہرو متبادر ہو .... اس بولی پر تکفیر اجماعی نہ ہوجائے گی۔

کیونکہ ہرمتبین فی الکفر بولی میں ظاہرمتبادِرمعنیٰ کفرِقطعی اجماعی ہی ہوتا ہے ــــ مگر اس معنیٰ کے قصدوالتزام پر تیقن نہیں ہوتا۔

یعنی اس معنیٔ کفرِ اجماعی کی قائل کی طرف نسبت ، یعنی اس کے مرادِقائل ہونے ، پر جزم ویقین نہیں ہوتا ، بلکہ ایک خفی بعیداحتمال ، عدمِ ارادہ کا رہتا ہے ، جس کا فقہاءلحاظ نہیں کرتے۔

تو تکفیر میں وہ حضرات وہ عبارات پیش کریں جن میں اُس معنیٰ کو کفرِقطعی اجماعی کہا گیا .... کیونکہ وہ معنیٰ بیشک باجماعِ فقہاومتکلمین کفرہے .... تو اس سے اُس قائل کی تکفیر باجماع فقہاومتکلمین .... یعنی باجماعِ ائمۂ دین .... نہیں ہو جائے گی .... جس کی بولی اس معنیٔ کفرِ اجماعی میں فقط متبین ہے ، متعین نہیں ہے۔

جیسے کوکبۂ شہابیہ میں اس مقام پر جوعبارتِ شفاء [۲/۲۸۳ نسیم الریاض ۴/۵۰۳] پیش فرمائی وہ بہ اضافۂ مثال یہ ہے

ومن دان بالوحدانية وصحة النبوة و نبوة نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم، ولكن جوز على الانبياء الكذب فيما اتوابه ، ادعى فى ذالك المصلحة بزعمه اولم يدعها، فهو كافر باجماع.	جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ، نبوت کی حقانیت ، ہمارے نبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو ، بایں ہمہ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائزمانے ، خواہ بزعمِ خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔ [کوکبۂ شہابیہ ص۱۴]

کالمتفلسفین .... الخ | جیسے فلاسفہ وغیرہ

اس میں امکانِ وقوعی ہی پر تکفیرِ قطعی اجماعی ہے ، جیسا کہ مثال سے ظاہر و واضح ہے۔

مگر دہلوی کی بولی معنئ امکانِ وقوعی میں متبین ہے۔ تو عبارتِ شفاء سے استدلال دیکھ لینا....... اور کفریۂ دہلوی کے تبین سے آنکھ بند کرلینا .... اور یوں دہلوی کی تکفیر کو قطعی اجماعی کہہ بھاگنا .... حق پرست حق پسند حق جُو کا کام نہیں۔

سائل نے نہ صرف یہ کہ اثنائے کتاب میں دکھائے گئے **لزوم** و **تَبَیُّن** کو خیانت سے بری نہ رکھا ، بلکہ آخر میں ''**کفر لازم**'' اور ''**جماہیر فقہاء**'' کے الفاظ سے بھی آنکھیں میچ لیں اور کوکبۂ شہابیہ کی مذکورہ عبارات نقل کرکے لکھ دیا کہ

اِس سے معلوم ہوا جو افراد کافر باجماع ائمہ ہوں ان کی تکفیر کرنا بھی ضروری نہیں اسی لیے اعلیٰ حضرت نے پیشوائے وہابیہ اور اس کے متبعین کی خود تکفیر نہ فرمائی

[گیارہ سوالات ص ۱۳]

یہ ہے سائل کا خوف وخشیتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کہ ـــ کافرِ اجماعی کی تکفیر سے اختلاف جیسا ناپاک مطلب ـــ نہ صرف یہ کہ کوکبۂ شہابیہ سے خود تراشا ـــ بلکہ امام اہلسنّت پر اس کا افتراء بھی کردیا۔

سائل اگر خوف وخشیتِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کا واقعی محبّ وطالب ہے تو یہ ـــ کافرِ اجماعی کی تکفیر سے اختلاف جیسا ناپاک مطلب ـــ کوکبۂ شہابیہ سے تراشنے اور پھر امام اہلسنّت پر اُس کا افتراء کردینے ـــ کو بنگاہِ انصاف دیکھے۔

☆

آپ کو یاد ہو کہ ایسا ہی افتراء تھانوی باطنی نے کوکبۂ شہابیہ پر کیا تھا اور امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کو مخاطب کر کے خط میں لکھا تھا کہ

آپ نے اس [کوکبۂ شہابیہ] میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کو جھوٹا کہے اور اُس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سب وشتم دے وہ شخص باجماعِ امت کافر اور مرتد اور بددین ہے اور **جمیع فقہائے** کرام کا یہی مذہب ہے اور جو اس کے کافر کہنے سے زبان روکے یا شک کرے وہ بھی کافر ہے ــــ [بحوالہ حاشیہ الموت الاحمر ص۵]

اس افتراء کا اُسی حاشیہ میں یہ رد فرمایا کہ

اس خط میں جو کوکبۂ شہابیہ کی نسبت لکھا کہ ــــ " اس میں تحریر فرمایا ہے کہ (الیٰ قولہٖ) یا شک کرے وہ بھی کافر ہے " ــــ محض جھوٹ ہے ، کوکبۂ شہابیہ میں ان باتوں کا نشان نہیں ــــ [حاشیہ الموت الاحمر ص۶]

اس افتراء کے بعد تھانوی باطنی نے لکھا تھا

اور یہ بھی آپ کو یقیناً معلوم ہے کہ اُس شخص نے ضرور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گالیاں دیں چنانچہ آپ مکرر قسمیں کھا کھا کر اپنے کلام کو مؤکد فرما رہے ہیں ، پھر بھی کف لسان کرتے ہیں ــــ

[حاشیہ الموت الاحمر ص۵]

یعنی اپنے جھوٹے افتراء کے سہارے امام اہلسنّت پر یہ اعتراض تراشا کہ .... آپ

نے اجماعی کافر کی تکفیر نہیں کی۔

اسی طرح یہاں سائل نے اپنے بے بنیاد افتراء کے سہارے امام اہلسنّت پر یہ الزام تراشا کہ .... اجماعی کافر کی آپ نے تکفیر نہیں فرمائی۔

یعنی **بالاتفاق بالاجماع باجماع ائمہ** جیسے الفاظ مل جائیں، پھر اس سے غرض نہیں کہ وہ کس پر اور کس صورت میں ہیں — فقط ان کا مل جانا افتراء کی عمارت کھڑی کرنے کے لیے کافی ہے — تھانوی صاحب کو تو کہا گیا

—" کلامِ علمائے کرام سمجھنا عوام کو مشکل، اور دیو بندیہ کو محال ہے "—

[الموت الاحمر ص۳۴]

سائل سے کیا کہا جائے؟......... سوا اس کے کہ یہ ارشادِ امام یاد دلایا جائے کہ

جان برادر! من علیٰ فی کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مَرامِ علمائے اعلام تک رسائی اور — [فتاویٰ رضویہ ۱۱۴/۳]

●

اسی طرح مرقاۃ المفاتیح سے علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کر کے اس کی مطلب آرائی میں سائل نے اپنے ذہنِ خلجان آشام سے کایا پلٹ دی ، کہ مبتدعین پر فسق وگمراہی کا حکم ثابت لکھنے کے باوجود .... ان کی اپنی دلیلِ گمراہی کو .... اہلِ حق کی دلیلِ حقانیت کے مثل بتا کر .... انھیں طلبِ حق میں بےقصور کوشاں .... اور اس کوشش پر ثواب پانے والا ....لکھ دیا۔

چنانچہ پہلے علامہ علی قاری کی یہ عبارت نقل کی

والصواب ان لا یسارع الی تکفیر اهل البدع لانه بمنزلة الجاهل اَوُ المجتهد المخطئ وهذا قول المحقِقین من علماء الامة احتیاطا.

[مرقاة المفاتیح باب الایمان بالقدر فصل ثانی ۱/۱۴۷]

اس کے بعد مرقاۃ میں وہیں علامہ ابن حجر کی منقول عبارت سے اتنا حصہ نقل کیا

حقت علیهم کلمة الفسق والضلال الا انهم لم یقصدوا بما قالوه اختیار الکفروانما بذلوا وسعهم فی اصابة الحق فلم یحصل لهم لکن لتقصیر هم بتحکیم عقولهم واهویتهم واعراضهم عن صریح السنة والآیات من غیر تاویل سائغ وبهذا فارقوا مجتهدی الفروع فان خطأهم انما هو لعذرهم بقیام دلیل آخر عندهم مقاوم لدلیل غیرهم من جنسه فلم یقصروا ومن ثَم اثیبوا علی اجتهادهم. [ایضًا ۱/۱۴۸]

پھر اس کا یہ ترجمہ کیا

اُن پر فسق وضلالت کا حکم ثابت ہو چکا ہے مگر انہوں نے اپنے اقوال سے کفر اختیار کرنے کا قصد و ارادہ نہیں کیا اور انہوں نے حق تک پہنچنے میں اپنی پوری طاقت صَرف کی ہے مگر وہ حق کو نہیں پا سکے۔ البتہ فروعی مسائل میں بلا تاویل صحیح کے صریح احادیث وآیات سے اعراض کرنے اور اپنی خواہشات وعقلوں کو حاکم ماننے کی وجہ سے قصوروار ہیں اسی لیے وہ فروعی مسائل کے مجتہدین سے جدا ہو گئے۔ پس بلاشبہ ان کی خطاء ان کے اعذار کی وجہ سے ہے کہ ان کے نزدیک غیر کی دلیل کے مقابلہ میں اس جیسی اور دلیل قائم ہوتی ہے پس (عقیدہ میں) انہوں نے حق تک پہنچنے میں کوتاہی نہیں کی یہی وجہ ہے ان کو ان کے اجتہاد پر ثواب دیا جائے گا ـــ

[گیارہ سوالات ص ۱۹]

اَسْتَغْفِرُ اللّٰه! یہ کمال فریب دہی ہے کہ اولاً علامہ علی قاری کی عبارت سے ''مجتهد مخطی'' لے لیا اور پھر علامہ ابن حجر کی عبارت میں ''حقت'' سے پہلے جو یہ عبارت تھی

لانهم وان كانوا مخطئين غير معذورين حقت عليهم الخ

جس سے ان مخطی مجتہدوں کے اجتہاد کی حقیقت کھلتی تھی کہ .... یہ مخطی مستحقِ عذاب ہیں .... اسے چھوڑ دیا ـــ کیونکہ اُسے تو علامہ ابن حجر نے ـــ جو معذور ہونا کمی کوتاہی کرنے سے بری ہونا اور ثواب کا حقدار ہونا .... ائمہ مجتہدینِ اہلِ حق اہلسنّت کے لیے بیان فرمایا تھا ـــ اسے گمراہوں پر چسپاں کرنا تھا .... جس کی ابتداء ''بهذا فارقوا مجتهدی الفروع'' کا یہ ترجمہ کرکے کی کہ

اسی لیے وہ فروعی مسائل کے مجتہدین سے جدا ہو گئے

حالانکہ ناظر ذی انصاف دیکھ رہا ہے کہ اس میں ''ھذا'' کا مشارالیہ ہے

تقصیرھم بتحکیم عقولھم واھویتھم واعراضھم عن صریح السنة والآیات من غیر تاویل سائغ

اور علامہ ابن حجر نے اس جملے سے یہ بیان شروع فرمایا ہے کہ ان گمراہوں اور ائمۂ مجتہدین میں فرق کیا ہے؟

چنانچہ فرمایا ''بھذا فارقوا مجتھدی الفروع'' یعنی یہی ہے ان مبتدعین اور فقہائے مجتہدین کے درمیان فرق ، کہ ان مبتدعین نے جو حق کو نہیں پایا تو اس کی وجہ ان کی اپنی تقصیر ہے کہ ــ انہوں نے اپنی عقل اپنی خواہش کو حاکم بنایا اور صریح آیات واحادیث سے بغیر کسی تاویلِ صحیح کے منہ پھیرا ــ تو ان کی تکفیر اگرچہ نہیں کہ ان کی طرف سے کفر کا التزام نہیں ، تاہم یہ معذور بھی نہیں ، لہذا اپنے فسق فی العقیدہ اور گمراہی پر یہ عذاب پائیں گے۔

چنانچہ فواتح میں مبتدعین کے جہل کے بارے میں فرمایا

ھذا الجھل لما لم یکن عذرا لزم التعذیب للاٰثم [فواتح الرحموت ۴۲۲/۲]	یہ جہل چونکہ عذر نہیں ہے لہذا ان کے گناہ پر عذاب ضرور ہوگا

جبکہ فقہائے مجتہدین اپنی خطاء میں معذور ہیں کہ اُن میں جس کسی سے خطاء ہوئی وہ اس عذر سے ہوئی کہ اُن پر شرع ہی سے ایسے دلائل ظاہر ہوئے جو اُنھیں مثلا کسی حکم کے یقین کا افادہ کریں ، جس طرح دوسرے امامِ مجتہد کے سامنے آیات و

احادیث ہی سے برعکس حکم کے دلائل ظاہر ہوئے ــــــ یعنی خلافیاتِ فروع میں **فقہائے مجتہدین کے دلائل باہم مساوی** ہیں کہ ایک مجتہد کے دلائل دوسرے مجتہد کے دلائل کے ہم پلہ ہم پایہ ہیں۔

نہ یہ کہ ان گمراہوں کے دلائل ، اہلِ حق مجتہدین کے دلائل کے ہم پلہ ہیں ــــــ جیسا کہ سائل نے اپنے ترجمہ میں یہی بتایا ، اور علامہ ابن حجر پر اس کا افتراء کردیا۔

اورحضراتِ ائمۂ مجتہدین نے نہ عقل وخواہش کو معاذ اللّٰہ حاکم بنایا ، نہ صریح آیات واحادیث سے بلاتاویلِ صحیح اعراض کیا .... فلم یقصروا توان کی طرف سے تقصیر نہیں ہوئی .... لہذا اہلِ حق فقہائے مجتہدین بصورتِ خطاء بھی اپنے اجتہاد پر ثواب پائیں گے۔

نہ کہ وہ گمراہ و بددین جن کو سائل نے لکھ دیا کہ

عقیدہ میں انہوں نے حق تک پہنچنے میں کوتاہی نہیں کی

[گیارہ سوالات ص۱۹] معاذ اللّٰہ

وہ عقل وخواہش کو حاکم بنانا ، صریح آیات واحادیث سے بلاتاویلِ صحیح اعراض کرنا ، یہ سب کچھ اُن گمراہوں نے کیا اور اصول وعقائد ہی کے باب میں کیا ــــ اور پھر بھی سائل کی نظر میں اُن گمراہوں نے کمی کوتاہی نہیں کی ، تقصیر نہیں کی .... یہ ہے سائل کی اُن گمراہوں پر مہربانی۔

اورشاید اسی قبیل سے ہے لفظِ ''الجاھل'' کا ترجمہ چھوڑ جانا جو علامہ علی قاری کی عبارت میں تھا ــــ

جان برادر! من علیٰ فی کا ترجمہ سمجھ لینا اور بات ہے اور مقاصدو

مراد و مَرامِ علمائے اعلام تک رسائی اور —— [فتاویٰ رضویہ ۱۱۴/۳]

●

سائل کے صفحات فریب و افتراء و بہتان و خیانت سے بھرے پڑے ہیں یہی دیکھیے شفاء میں حضرت منصور حلاج علیہ الرحمۃ والرضوان سے متعلق یہ مذکور تھا

واجمع فقهاء بغداد ايام المقتدر من المالكية و قاضى قضاتها ابو عمر المالكى علىٰ قتل الحلاج و صلبه لدعواه الالٰهية والقول بالحلول وقوله انا الحق مع تمسكه فى الظاهر بالشريعة ولم يقبلوا توبته. [شفاء ۲/۲۹۷]

اس میں تکفیر باجماع فقہاء و متکلمین کا ذکر نہ تھا ، جس کا منکر و مخالف کافر ٹھہرتا —— اور سائل کا سوال ایسی ہی تکفیرِ اجماعی میں گنجائشِ خلاف کا سائل ہے .... لہذا اس عبارتِ ''شفاء'' میں اس سے اوپر کی عبارت سے یہ جملہ جوڑ دیا کہ

واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم والمخالف فى ذٰلک من كفرهم كافر. [دیکھیے گیارہ سوالات ص ۱۷]

حالانکہ یہ جملہ اوپر کی عبارت کا حصہ تھا جو بتمامہا یہ ہے

وقد قتل عبد الملك بن مروان الحارث المتنبّىَ و صلبه ، و فعل ذلک غير واحد من الخلفاء والملوک باشباههم ، واجمع علماء وقتهم على صواب فعلهم والمخالف فى ذلک من كفرهم كافر.

[شفاء ۲/۲۹۷]

علامہ علی قاری نے اس اخیر جملے کی شرح میں فرمایا

(المخالف فی ذلک) الفعل (من کفرھم) ای من جھته (کافر)

لجحده کفرَھم. [نسیم الریاض ۴/۵۳۶]

یعنی عبد الملک بن مروان نے حارث کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا قتل کیا اور سولی دی ، اور کئی خلفاء اور بادشاہوں نے ایسوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا اور علمائے وقت نے اجماع کیا کہ یہ برتاؤ صحیح ہے ، اور اس برتاؤ میں ایسوں کے کفر کے اعتبار سے جو مخالفت کرے کافر ہے کیونکہ اس نے ایسوں کو کافر نہ مانا۔

اور نسیم الریاض میں اس جملے کی شرح میں فرمایا

(و) اجمعوا ایضا علیٰ ان (المخالف فی ذلک) ای تکفیرِھم بما ادعوہ (مَن کفَّرھم)ھو مفعول المخالف ، ای من خالف مُکَفِّرَ ھم فی تکفیرھم فقال لا یکفرون (کافر)لانه رضِی بکفرھم.

اور اُن علمائے وقت نے اس پر بھی اجماع کیا کہ ایسوں کو ان کے دعوے پر کافر کہنے میں جو کافر کہنے والوں کی مخالفت کرے اور ایسوں کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے ، کیونکہ اس نے ایسوں کے کفر کو پسند کیا۔

الحاصل یہ تکفیرِ مخالف پر اجماع ، حضرت منصور سے متعلق عبارت میں نہ تھا .... مگر سائل کو اپنا جادو چل جانے سے مطلب۔ اس کی اُسے کیا پرواہ کہ فقہائے بغداد مذکورہ علمائے سلف کے اجماع .... المخالف فی ذلک من کفرھم کا فر .... سے بے خبر نہ تھے ، پھر حضرت منصور سے متعلق ایسا کیوں نہیں فرمایا ؟....... اس میں کیا

دقیقہ ہے؟ــــ اور جو کہا اس کا بھی منشاء کیا ہے؟...... بس یہ کہ

لکن اهل الشرع حفظوا حِمی الشریعة. [نسیم الریاض ۴/۵۳۸]	ہاں اہلِ شرع نے حریمِ شرع کی نگہبانی کی[۱]

[۱] امام اہلسنّت نے فرمایا

ظاہر مسموع ان کے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے۔ لہذا حکمِ شرع پورا کیا گیا

بے حکم شرع آب خوردن خطاست ☆ وگرخون بہ فتوے بریزی رواست

بے حکمِ شرع پانی پینا بھی خطا ہے ☆ اور حکمِ شرع کی اتباع میں کسی کا خون تک بہا دینا بھی روا ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ۱۲/۱۹۷]

حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ اَنَا اْلاَحَقّ ــــ ابتلائے الٰہی کے لیے سامعین کی فہم کی غلطی تھی ــــ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں ، ہر روز اخیر شب میں جنگل کو تشریف لے جاتیں ، اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی ، اور بہن کو نہ پایا ، شیطان نے شبہ ڈالا ، دوسری رات قصداً جاگتے رہے ، جب وہ اپنے وقتِ معمول پر اٹھ کر باہر چلیں ، یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہو لیے ، وہ جنگل میں پہنچیں ، اور عبادت میں مشغول ہوئیں ، یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے ، قریب صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا ، اور وہ ان کی بہن کے دہنِ مبارک کے پاس آ گیا ، انھوں نے پینا شروع کیا ، ←

آہ! ـــــ ایک دن وہ تھا کہ اُن حضرات نے اپنے تئیں ظاہر پر حکم دے کر حریمِ شرع کی حفاظت چاہی ـــــ اور ایک دن آج ہے کہ اُس حکم میں احتمالِ خلاف کے سہارے ، مرتدینِ بالیقین کافرین بہ اجماعِ فقہاء و متکلمین .... کی تکفیرِ قطعیِ یقینی اجماعی کلامی میں .... گنجائشِ خلاف نکال کر یا دے کر .... سرحدِ اسلام و حصارِ دین و ایمان میں نقب زنی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ اصل اقصائے مبحث تکفیرِ دیوبندیہ ہے اور دیوبندیہ کی تکفیر یقیناً ایسی ہی قطعی اجماعی ہے کہ جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ـــــ تو فتوائے فقہائے بغداد کو اس مبحث میں لاکر .... ایک صورتِ فساد تراشنا .... اور پھر اس کی اصلاح کے طریقے کا یوں سائل بننا ؟ــــ کہ

> اگر کوئی کہے کہ جو شخص علمائے بغداد کے اجماعی فتوے میں شک کرے وہ کافر ہے تو اس کی اصلاح کا کیا طریقہ ہے ـــــ [گیارہ سوالات ص ۷]

یہ حصارِ دین و ایمان پر تیشہ زنی کے سوا اور کیا ہے؟......

← یہ بے چین ہوئے ، اور چلا کر کہا ، بہن تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لیے بھی چھوڑ دو ، انھوں نے صرف ایک جرعہ ان کے لیے چھوڑا ، جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و دیوار و در سے آواز آنے لگی ، کہ کون اس کا زیادہ اَحَـــق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے ، یہ اس کا جواب دیتے اَنَــا الْاَحَقّ بیشک میں اَحَـــق [یعنی زیادہ حق دار] ہوں ، لوگوں نے کچھ سنا ، اور جو منظور تھا واقع ہوا۔ [فتاویٰ رضویہ ۱۹۶/۱۲] ۱۲۔منہ

●

یونہی سائل نے ایک انہوئی یہ جوڑا کہ ’’ اَلزُّلَالُ الْاَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَۃِ الْاَتْقٰی ‘‘ سے
کچھ اردو میں نقل کرکے لکھا

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ رویتِ باری تعالیٰ آسمانوں کی سیر اور شفاعتِ کبریٰ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اب عرب وعجم سب متفق ہیں۔

[گیارہ سوالات ص۲۴]

حالانکہ یہ کوئی اتفاقِ تازہ نہیں .... بلکہ آخرت میں دیدارِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا اور حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی معراجِ آسمانی ، اور روزِ قیامت شفاعتِ کُبریٰ —— یہ اہلسنّت کے اجماعی عقائد میں سے ہیں۔ المعتقد والمستند [ص۵۶] میں ہے

منہ انہ تعالیٰ مرئی بالابصار فی دار القرار ، خلافًا للمعتزلۃ والرافضۃ ، خذ لھم اللّٰہُ تعالیٰ۔	یہ ماننا بھی واجب ہے کہ آخرت میں سر کی آنکھوں سے مومنین کو دیدارِ الٰہی ہوگا ، معتزلہ اور روافض .... اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے .... اس کے منکر و مخالف ہیں۔

اور خزائن العرفان میں ہے

آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا ، احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے ، جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں ——— اس کا منکر گمراہ ہے۔ [خزائن العرفان صدر پارہ ۱۵]

نیز شرحِ شفاء علامہ علی قاری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان بہامش نسیم میں ہے

دلالة الآية علــى الاســراء مِن المسجد الحرام الى المسجد الاقصیٰ نص قاطع ، يكون جاحده كافرًا او منافقًا ، ودلالة الاحاديث على اسرائه الى السماء وسدرة المنتهیٰ ومقام قاب قوسين او ادنیٰ ظنية ، منكره يكون مبتدعًا فاسقًا.

[نسيم الرياض ۲/۲۶۹]

آیتِ کریمہ کی مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر پر دلالت نصِّ قاطع ہے ، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے یا منافق۔

اور احادیث سے جو مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو آسمانوں کی سیر کرائی اور سدرة المنتهیٰ اور مقامِ قاب قوسین او ادنیٰ تک عروج بخشا ، یہ افادہ ظنی ہے ، اس کا جو انکار کرے وہ گمراہ ہے فاسق ہے۔

اور شفاعتِ گنہ گاراں .... کہ وہی باعتبارِ کیفِ **نفع** ، کُبریٰ ہے .... اور اسی کے معتزلہ منکر ہیں ....

اگر چہ باعتبارِ عمومِ نفع ، شفاعتِ کُبریٰ وہ ہے جو ہولِ محشر سے نجات کے لیے ہوگی ، اور مومن و کافر سب کے لیے ہوگی ، اور وہ بھی میرے آقا صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے خصائص میں سے ہے ،

مگر معتزلہ اس کے منکر نہیں۔

الشفاعة لا راحة الخلائق من هول الموقف [وهی الشفاعة الكُبریٰ لعمومها جميع اهل الموقف ـــــ

مخلوق کو ہولِ محشر سے نجات دینے کے لیے شفاعت ، یہی شفاعتِ کبریٰ ہے ، کیونکہ یہ تمام اہلِ محشر کو عام ہوگی ،

المستند] وھی ثابتة باتفاق المسلمین ، حتی المعتزلة ، وھی من خصائصہٖ صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم [المعتقد ص۱۲۸]

یہ باجماعِ مسلمین ثابت ہے حتی کہ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں ، اور یہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

اور **شفاعتِ گنہ گاراں** بھی اہلسنّت کے **اجماعی عقائد** میں سے ہے

مذھب اھل السنة ان الشفاعة حق ، للمومنین ، ولو من اھل الکبائر ، وان ماتوا بلا توبة ، والمعتزلة انکروا ھذہٖ الشفاعة . [المعتقد ص۱۲۹]

اہلِ سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت حق ہے ، ایمان والوں کے لیے ، اگرچہ وہ کبیرہ گناہ والے ہوں ، اگرچہ بے توبہ مرے ہوں۔ معتزلہ اس شفاعت کے منکر ہیں۔

مگر سائل لکھتا ہے

> روئیتِ باری تعالیٰ ، آسمانوں کی سیر اور شفاعتِ کُبریٰ پر **اب** عرب وعجم سب متفق ہیں [گیارہ سوالات ص۲۴]

یعنی باشعارِ قولِ سائل .... پہلے متفق نہ تھے ، بلکہ پہلے اختلاف رہا .... حالانکہ الزُلَالُ الْاَنْقیٰ میں یہ ہرگز نہیں فرمایا ہے ،

بلکہ یہ فرمایا ہے کہ ....

" نظر " بمعنی " امید و رَجا " ..... یعنی " دیکھیں گے " ...... بول کر یہ معنیٰ مراد لینا کہ " امید رکھیں گے "

یہ ایسی بات ہے جس پر عرب وعجم متفق ہیں ....

یعنی اہلِ عرب لفظ ''نظر'' بول کر ''امید'' کا معنیٰ مراد لیتے ہیں ـــ اور اہلِ عجم بھی ''دیکھنا'' بول کر ''امید رکھنے'' کا معنیٰ مراد لیتے ہیں۔

چنانچہ اصل عبارت دیکھیے ، امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

الثانی علم الطمانية ومخالفه مبتدع ضال ولا مجال الی اکفاره.	دوسرے **قطعی** کا نام علمِ طمانیت ہے ، اس کا مخالف **گمراہ بدعتی** ہے ، مگر اس کی تکفیر ناممکن۔
کمسئلة وزن الاعمال يوم القيٰمة قال تعالیٰ ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣ الْحَقُّ ج﴾ [پ۸ سورہ اعراف آیت ۸]	جیسے قیامت کے دن **اعمال تولے جانے** کا مسئلہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اس دن تول ضرور ہونی ہے﴾ [کنز الایمان]
ويحتمل النقد احتمالًا لاصارف اليه ولا دليل اصلاعليه فيكون كقولك ''وزنته بميزان العقل''	یہ آیتِ کریمہ احتمال رکھتی ہے کہ وزن سے مراد پرکھنا ہو۔ مگر اس احتمال کی طرف پھیرنے والا نہ کوئی قرینہ ہے ، اور نہ اصلاً اس پر کوئی معقول یا منقول دلیل ہے ، کہ آیت کا معنیٰ ایسا ہوجائے جیسے تم بولتے ہو ''میں نے اسے میزانِ عقل میں تولا''
وهو رائج فی العجم ايضا تقول ''سخن سنج'' ای ناقدالكلام.	یہ تولنا بمعنیٰ پرکھنا عجم میں بھی رائج ہے ،

ومسئلة رؤية الوجه الكريم للمؤمنين ، رزقنا المولىٰ بفضله العميم ، قال تعالىٰ ﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ لا اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ج ﴾

[پ۲۹ ع ۱۷ سوره قیٰمة آیت ۲۲]

ویحتمل احتمالًا کذٰلک ارادة الاَمَل والرَّجاء وهو ایضًا مما توافقت علیه العرب والعجم تقول ''دست نگرمن است'' ای یرجوعطائی ویحتاج الیٰ نوالی.

وهٰکذا **مسئلة الاسراء** الی السمٰوٰت العُلیٰ و **الشفاعة الکبریٰ** للسید المصطفیٰ علیه افضل

جیسے '' سخن سنج '' یعنی کلام کو جانچنے پرکھنے والا۔

اور جیسے مومنین کے لیے آخرت میں **دیدارِ الٰہی** تَعَالیٰ شَانُہٗ کا مسئلہ .... اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے یہ ہمیں نصیب کرے........ وہ فرماتا ہے

﴿ کچھ منھ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ﴾ [ترجمہ کنز الایمان]

یہاں بھی ویسا ہی احتمال بلا صارف و بلا دلیل ہے ، کہ **دیکھنے** سے ''**امیدورَجا**'' مراد ہو۔

اور ......''دیکھنا'' بول کر ''امیدوآس رکھنا'' مراد لینا ....

یہ بھی ایسی بات ہے جس میں عرب وعجم باہم موافق اور ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔

جیسے تم کہتے ہو

''دست نگرِ من است'' یعنی میری عطا کی آس امید رکھتا ہے ، اور میری نوازش کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔

اور **دیدار** و **وزنِ اعمال** ہی کی طرح سرکارِ

التحیة والثناء.

فکل ذٰلک ثابت بنصوص قواطع بالمعنیٰ الثانی، ولذا لا نقول باکفار المعتزلة و الروافض الاولین والمأولین. [فتاویٰ رضویہ مترجم ۲۸/۶۶۷، ۶۶۸]

مصطفٰے عَلَیْہِ اَفْضَلُ التَّحِیَّۃِ وَالثَّنَاء کی ''سیرِ سماواتِ علیٰ'' اور ''شفاعتِ کبریٰ'' کا مسئلہ ہے۔

کہ یہ چاروں **دوسرے معنیٰ** پر **نصوصِ قطعی** سے ثابت ہیں۔

اوراسی لیے ہم ان معتزلیوں اور پہلے کے رافضیوں کو .... جوکہ امثالِ نصوصِ مذکورہ میں تاویل کے مرتکب ہوئے .... کافرنہیں کہتے۔

دیکھو وہ اتفاقِ تحاورِعرب وعجم .... جسے امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہ نے لفظِ ''وزن'' و ''نظر'' کے لیے بیان کیا .... سائل نے اپنی نافہمی سے........ اُسے اتفاقِ تازہ کا جامہ پہنا کر اہلِ سنت کے اجماعی عقائد پر ڈھال دیا۔

سچ فرمایا سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے

لیس العلم بکثرة الروایة، ولکن العلم الخشیة. [حلیۃ الاولیاء ۱/۱۷۹]

علم کثرتِ روایت کا نام نہیں بلکہ علم خشیتِ الٰہی کا نام ہے جَلَّ وَعَلَا

●

یونہی سائل نے اصول کا فروع سے خلط کیا ، اور تاویلِ باطل و شبہۂ فاسد کو مطلقاً لکھ دیا کہ اس کے ہوتے آدمی فاسق بھی نہیں ٹھہرے گا ، اور اسے کتبِ فقہیہ کی طرف منسوب کردیا کہ روافض و خوارج سے متعلق مرقات و رد المحتار وغیرہ کی عبارات کے ساتھ یہ لکھ گیا

طحطاوی علی المراقی کتاب الصلوۃ باب صلوۃ المسافر ص۴۲۶ اور مجمع الانہر کتاب السیر باب البغاۃ ج۲ص۵۱۵ میں تصریح ہے اگر کسی قوم نے شبہ فاسد کی بنا پر امام برحق کو غلطی پر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہوئے بغاوت کی تو وہ بالاتفاق فاسق نہیں ہے ـــ درمختار ، ردالمحتار ، البحرالرائق ، مجمع الانہر و طحطاوی علی المراقی وغیرہ میں تاویل باطل اور شبہۂ فاسد کو تکفیر و تفسیق سے مانع بتایا گیا ہے ـــ

[گیارہ سوالات ص۲۰ ، ۲۱]

حالانکہ عبارتِ طحطاوی و مجمع ـــ **والبغاۃ قوم خرجوا عن طاعۃ الامام الحق ظانین انھم علی الحق ولا یحکم بفسقھم لانھم متمسکون بشبھۃ وان کانت فاسدۃ ـــ وانھم غیر فاسقین بالاتفاق** ـــ میں فاسق فی العمل ہونے ہی کی نفی مراد ہے۔

ورنہ عقیدے میں .... جو خودکو حق پر .... اور امامِ برحق کو باطل پر .... جانے .... وہ ہرگز سنّی نہیں .... باتفاقِ اہلسنّت باجماع فقہاء و متکلمین......... وہ گمراہ بددین فاسق فی العقیدۃ ہے ـــ ولہذا علامہ ابن ہمام قُدِّسَ سِرُّہُ نے .... باغی اور خارجی میں

اس فرق کی تصریح فرمائی کہ ــــ باغی کا خودکو حق پر سمجھنا عقیدے کے اعتبار سے نہیں ہوتا .... جبکہ خارجی اپنے آپ کو عقیدے کے اعتبار سے حق پر سمجھتا ہے۔

بحر رائق میں ہے

وفرّق بينهما فی فتح القدير بأن الخوارج قوم لهم مَنَعة وحَمِيّة خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر أو معصية توجب قتالَه بتأويلهم يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويَسبُون نساءهم و يكفرون أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم.

وأما البغاة فقوم مسلمون خرجوا على الامام العدل ولم يستبيحوا ما استباحه الخوارج من دماء المسلمين وسَبْيِ ذَراريهم.

[البحر الرائق كتاب السير باب البغاة ۲۳۴/۵، ۲۳۵]

فتح القدیر میں خارجی اور باغی میں فرق فرمایا کہ خارجی وہ لوگ ہیں جن کو شوکت و حمایت حاصل ہو اور وہ تاویل سے امامِ برحق کے خلاف اٹھیں ، ان کی نظر میں امام باطل پر ہو یعنی کفر پر یا ایسی معصیت پر جو اُن کی تاویل پر امام سے جنگ واجب ٹھہرائے ، مسلمانوں کے خون و مال کو حلال سمجھیں عورتوں کو قیدی بنائیں اور صحابہ کی تکفیر کریں۔

اور باغی وہ گروہِ مسلمین ہے جو امامِ برحق کے خلاف اٹھے ، مگر جو چیزیں خوارج نے حلال ٹھہرائیں یعنی مسلمانوں کا خون اور ان کے بچوں کو قیدی بنانا ، انہیں وہ حلال نہ سمجھے۔

ولہذا علامہ ابن ہمام اور صاحبانِ در مختار و رد المحتار و بحر رائق و مرقاۃ

نے ــــ عقیدے میں خودکو حق پر اور اہلسنّت کو باطل پر سمجھنے والوں کی تاویل و شبہۂ فاسدکو .... صرف مانعِ تکفیر فرمایا ہے .... مانعِ تفسیق ہرگز نہیں فرمایا ہے ......

مثلاً رد المحتار کی جو عبارت سائل نے [خبط مطلب ترجمہ کرکے ص ۱۹ پر] لکھی

ان سابهما او منكر خلافتهما اذا بناه علىٰ شبهة له لا يكفر ،	حضرتِ صدیقِ اکبر و حضرتِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمَا پر جو تبرا کریں یا ان کی خلافت کا انکار کریں اگر یہ اس بنا پر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک کوئی **شبہ** ہے تو اُنہیں **کافر** نہ کہا جائے گا
وان كان قوله كفرا فى حد ذاته ، لانهم ينكرون حجيّة الاجماع باتهامهم الصحابة ، فكان شبهة فى الجملة ، وان كانت باطلةً.	اگرچہ قول ان کا فی نفسہٖ کفر ہے کیونکہ وہ اجماع کے حجت ہونے کا انکار کررہے ہیں مگر بعض صحابہ پر [عدمِ توافقِ باطنی کی] تہمت رکھ کر [یعنی "حضراتِ اہلِ بیتِ عِظام وغیرہم کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافتِ صدیقی و فاروقی پر اُن کے توافقِ باطنی سے انکار رکھتے ہیں" فتاویٰ رضویہ ۲۶۶/۶] تو یہ تہمت باطل سہی تاہم فی الجملہ شبہ ہے
[رد المحتار باب الامامة ۴۱۵/۱]	

اس میں دیکھو ان کے شبہ کو صرف مانعِ تکفیر فرمایا ہے ـــ باقی وہ فاسق ضرور ہیں کیونکہ حرام بدعتِ اعتقادی والے گمراہوں کی فہرست میں اُنہیں شمار فرمایا ہے۔

اور اس سے بھی واضح تر ، كتاب الشهادات باب القبول وعدمه [۴۱۸/۴] میں یہ فرمایا

لان فسقهم من حيث الاعتقاد	گمراہ لوگ عقیدے کے فاسق ہیں۔

اور مرقاة میں تو وہیں اس کی صاف تصریح ہے کہ

حقّت علیهم کلمةُ الفسق والضلال | ان پر فاسق وگمراہ ہونے کا حکم ثابت ہو چکا

یہ وہی **اعراضهم عن صریح السنة والاٰیات من غیر تاویل سائغ.** یعنی صریح آیات واحادیث سے بہ تاویلِ فاسد اعراض کرنے والے تھے۔

☆

بہارشریعت میں جس کو خطأ اجتہادی کہا اور جس کا یہ حکم تحریر فرمایا کہ .... اس خطا پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں ہے .... وہ وہ ہے جو **فروع** میں صحابہ وائمۂ مجتہدین رَضِیَ اللّٰہ تَعَالیٰ عَنۡھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ سے وقوع میں آئی ہو۔

اصولِ عقائد میں اہلِ بدعت ، تاویل و شبۂ فاسد سے جو خطاء کریں وہ در حقیقت یہ خطأ اجتہادی نہیں ہے ، اصولِ عقائد میں اجتہاد ہی جائز نہیں ہے ، اور جس نے اجتہاد کیا اور ٹھوکر کھائی اُسے معافی بھی نہیں ہے ، جیسا کہ کتبِ کلام میں مذکور ہے۔ المعتقد المنتقد [ص۲۱۳] میں مسایرہ و مسامرہ سے فرمایا

لكن المخالف فیها یبدّع و یفسّق ، بناء علی وجوب اصابة الحق فی مواضع الاختلاف فی اصول الدین عینا ، وعدمِ تسویغ الاجتهاد فی مقابلته ، بخلاف الفروع

ہاں جو اصولِ عقائد ، ضروریاتِ دین سے نہیں اُن میں خلاف کرنے والا **بالاتفاق گمراہ بدعتی اور فاسق** ہے ، اس بنا پر کہ ایسے اصولِ دین میں جہاں کہیں [کسی مبتدع کی طرف سے] اختلاف ہے وہاں حق تک پہنچنا ہر شخص پر واجب ہے ، اورحق کے بالمقابل اجتہاد روا نہیں رکھا گیا ہے ،

التی لم یُجمع علیھا ، فان الاجتھاد فیھاسائغ.

بخلاف فروع کے جن پر اجماع نہیں ہوا ، کہ اُن میں اجتہاد جائز ہے۔

اور شفاء شریف سے فرمایا

ان العنبری ذھب الی تصویب کل اقوال المجتھدین فی اصول الدین فیما کان عُرضۃ للتاویل ای قابلا لہ مما لم یرد فیہ نص صریح ، وفارق فی ذلک فِرَقَ الامّۃ ، اذاجمعوا سواہ علی ان الحق فی اصول الدین واحد ، والمخطئ فیہ عاصٍ آثم فاسق ، وانما الخلاف فی تکفیرہ.

[المعتقدص ۲۱۴]

عنبری معتزلی کا مذہب یہ ہے کہ اصولِ دین میں اجتہاد کرنے والوں کے وہ تمام اقوال درست ہیں جو ایسے اصول کے بارے میں ہوں جوکہ محلِّ تاویل ہیں جن کے بارے میں نصِ صریح وارد نہیں ہے۔

عنبری اس بارے میں تمام فِرَقِ امت سے الگ گیا ، کیونکہ اس کے سوا سب کا **اجماع** ہے کہ حق **اصولِ دین** میں ایک ہے اور جو اس میں **مخطی** ہو **کہ حق تک رسائی حاصل نہ کرے وہ عاصی ہے گناہ گار ہے فاسق ہے** ، خلاف صرف اُس کی تکفیر میں ہے۔

وفی الشرح لعلیّ : واما فروع الدین فالمخطئ فیہ معذور ، بل ماجور بأجر واحد ، والمصیب لہ اجران.

[المعتقد المنتقد ص ۲۱۴]

اور شرحِ شفاء علامہ علی قاری میں ہے کہ **فروعِ دین** میں جو **مُخطِی** ہو وہ **معذور** ہے بلکہ وہ ایک اجر پائے گا ، اور مصیب کے لیے دو اجر ہیں۔

●

سائل لکھتا ہے | تاویل باطل وشبہ فاسد دراصل امر حق سے جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہے |

پھر اپنی جہالت سے .... اس جہالت کا .... اُس غفلت و بے خبری سے .... جسے کہ عذر مانا گیا ہے .... خلط کر کے لکھتا ہے

جبکہ تاتارخانیہ ج۵ص۳۱۲ میں عندالامام ابوحنیفہ [رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ] ، غمز العیون للحموی ج۲ص ۱۳۹ میں عندالامام محمد ، فتح الباری کتاب التوحید ج۱۴ ص۳۴۷ میں عندالامام الشافعی ، الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج۲ص۲۹۲ میں عند الامام الاشعری [رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنْہُ] جہالت ولاعلمی کو عذر جانتے ہوئے کافر ہونے سے مانع بتایا گیا ہے اور غمز العیون میں اسی قول کے بارے میں بہ یفتی کی تصریح کی گئی ہے محدثین کرام نے بخاری کتاب التوحید ج۲ص۱۱۱۷ ، مسلم کتاب التوبہ ج۲ص۳۵۶ میں واقع حدیث پاک ''لئن قدر اللّٰہ علیہ'' اور مؤطا امام مالک ، مسلم ، ابوداود ، نسائی ، مسند احمد ، صحیح ابنِ حبان ، مصنف عبدالرزاق ، مصنف ابنِ ابی شیبہ میں واقع حدیث پاک ''این اللّٰہ'' سے جہالت ولاعلمی کے مانع تکفیر ہونے پر استدلال کیا ہے۔ امام ابن عبد البر نے التمہید ج۱۷ص۱۷ اور ج۱۸ص۴۷ میں کثیر آیات قرآنیہ سے اس پر دلیل پکڑی ہے۔ [گیارہ سوالات ص۲۱]

حالانکہ مذکورہ دونوں حدیث پاک دربارۂ صفات ہیں .... اور ہم شفاء شریف وغیرہ سے واضح کر چکے کہ .... امرِ صفات میں سادہ لوح عامیوں کے حق میں .... بوجہِ

صعوبتِ فہم........ قولِ معتمد........ عدمِ تکفیر ہے ـــ کیونکہ وہ غافل ہوتے ہیں ، اور توہمًا کچھ بول جاتے ہیں .... اُن کے قلب وذہن .... امرِ حق کی مخالفت سے .... خالی ہوتے ہیں۔

اور غمز العیون میں جو آیا ـــ وقال بعضھم لایکفر ، والجھل عذر و بہٖ یفتی ـــ تو کن کے لیے آیا؟....... اُن کے لیے کہ

لا یعرفون الفاظ الکفر ولو عرفوا لم یتکلموا.

تو سائل کے تراشیدہٗ ذہن تاویلِ باطل و شبہٗ فاسد والے کیا ایسے ہی سادہ لوح عامی اور نرے ناواقف ہیں؟....... کہ اُن کے لیے اسے سند میں پیش کرتا ہے .... یعنی تاویل جیسی خفی شئ تک ان کی رسائی ہے .... اور کلماتِ کفر سے ناآشنائی ہے؟

غمز العیون میں آگے خزانۃ الاکمل سے جو روایت نقل کی .... اُس نے کس قدر واضح کردیا تھا .... کہ وہ ''الجھل عذر و بہٖ یفتیٰ'' کیسے سادہ لوح کے لیے ہے ...... کہ فانھم عبادہ اپنے رب کا رحم وکرم جن کے ذہن پر ایسا چھایا ہے کہ پرایا سے بےخبری لایا ہے .... مگر حق سے اُنہیں سرکشی نہیں ہے ، بلکہ حق کے سامنے خوف و انقیاد و سرافگنی ہے کہ .... فعلِّموھا حتی علِمتُ .... اسے بتاؤ تاکہ وہ باخبر ہوجائے۔

اور یہ تو وہیں مذکور الفاظ بالانے واضح کردیا تھا کہ .... لو عرفوا لم یتکلّمو .... باخبر ہونے کے بعد ان میں سینہ زوری نہیں ہے ـــ مگر سائل نے جیسے قصداً سب

ـــ غمز عیون البصائر ، فن ثالث: الجمع والفرق ، احکام الجاھل ۱۶/۳

سے آنکھیں بند کرلیں تاکہ بجا خواہ بے جا کچھ تو کہنے کو ہو جائے۔

مگر سائل کا یہاں یہ ظلم دیدنی ہے کہ ..... جن سادہ لوحوں کے قلب و ذہن میں معنیٔ حسن ہی مرتسم ہوتا ہے ، اور لوثِ شر سے وہ دور ونفور ہوتے ہیں .... سائل نے اُنہیں اپنے استدلال سے تاویلِ باطل و شبہٗ فاسد میں متلوث ٹھہرادیا ـــــ حالانکہ باب عقائد میں ...... تاویلِ باطل و شبہٗ فاسد والے .... بالاجماع فاسق وگمراہ ٹھہرتے ہیں ، جیسا کہ المعتقد سے [ص ۱۰۴ تا ۱۰۶ نیز ۲۸ ، ۲۹ میں] گذرا۔

☆

رہا امام ابن عبد البر کا استدلال تو وہ خارجی معتزلی اذہان کو تکفیر میں افراط سے روکنے کے لیے ہے جیسا کہ انہوں نے پہلے خود صراحت کردی ہے کہ

وقد ضلت جماعة من اهل البدعة من الخوارج والمعتزلة فی هذا الباب.	بیشک مبتدعینِ خوارج و معتزلہ کا ایک گروہ تکفیر کے باب میں گمراہ ہوا۔

اب تم ان کے استدلال کو دیکھ کر تفریط پر اتر آؤ ، اور دیوبندیہ قادیانیہ جیسے قطعی اجماعی کافروں کی تکفیر سے بھی اختلاف روا ٹھہراؤ ، تو یہ نہ اہلسنّت کی روش نہ صاحبِ تمہید امام ابن عبد البر کی اتباع ، اور نہ اُن کا منشاء۔

معلوم ہے کہ اہلسنت کا مسلک ، افراط وتفریط سے جدا مسلکِ اعتدال و جادۂ اقتصاد ہے اور صاحبِ تمہید نے خود بھی اسی بیان میں آگے اس تفریط کا راستہ بند کردیا ہے اور صاف لکھا ہے

وقد اتفق اهل السنة والجماعة	اہلسنّت وجماعت یعنی صاحبانِ درایت و

وھم اھل الفقه والاثر علی ان احدا لا یخرجه ذنبه وان عظم من الاسلام ، وخالفھم اھل البدعة ، فالواجبُ فی النَظَر ان لا یکفر الا ان ا تفق الجمیع علی تکفیرہ.

روایت فقہاء ومحدثین کا اجماع ہے کہ کسی کا گناہ اگرچہ وہ بڑا بھاری ہو اُسے اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ گمراہ لوگ اس سلسلے میں اہلسنت کے مخالف ہیں۔ تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ تکفیر صرف وہاں ہو جہاں جمیع اہلِ اجتہاد و آثار کا اجماع ہو۔

وہ جمیع ، عوامِ بلادِ اسلام یا ناقص متسمین علم کو شامل نہیں بلکہ بدلالتِ آلۂ تعریف وہ اھل الفقه و الاثر ہیں۔

اور اسی **اعتدال** پر **تنبیہ** کے لیے جہاں فتاویٰ رضویہ جلد پنجم میں یہ ارشاد تھا کہ

" **بالجملہ** تکفیرِ اہلِ قبلہ و اصحابِ کلمۂ طیّبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت ، بلکہ سخت آفت ، جس میں وبالِ عظیم ونکال کا صریح اندیشہ۔ والعیاذ باللّٰه رب العلمین.

فرض قطعی ہے کہ اہلِ کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع وفظیع ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں۔ اگر کوئی ضعیف سی ضعیف نحیف سی نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکمِ اسلام نکل سکتا ہو تو اسی کی طرف جائیں اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانبِ کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔

حدیث میں ہے حضور سید العلمین صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فرماتے ہیں الاسلام یَعْلُو ولا یُعْلٰی اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ اخرجه الرؤیانی والدار قطنی

والبیھقی والضیاء فی المختارۃ والخلیل کلھم عن عائذ بن عمر والمزنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ

احتمالِ اسلام چھوڑ کر احتمالاتِ کفر کی طرف جانے والے اسلام کو مغلوب اور کفر کو غالب کرتے ہیں۔ " [۵/ ۵۹۵ ، مترجم ۱۲/ ۳۱۷]

وہیں حاشیہ میں یہ فرمایا

ـــ " اور جہاں کمزور سے کمزور تاویل بھی نہ ہو ، وہ قول یا فعل اصلاً تاویل نہ رکھتا ہو ، یا تاویل وہاں نکلتی ہو مگر مقبول نہ ہو

جیسے کوئی کہے ...... من خدایم ...... اور تاویل کرے ...... من خود آیم ...... یا کہے میں رسول ہوں یا پیغمبر ہوں ، اور تاویل کرے میں فلاں کا فرستادہ یا پیام رساں ہوں

یہ تاویل ہرگز مقبول ومسموع نہ ہوگی ، کہ اگر **ایسی تاویل مان لی جائے تو عظیم فتنوں کا دروازہ کھل جائے ، اور حدودِ شریعت بالکل درہم برہم ہو جائیں۔**

ایسے قول کے قائل اور ایسے فعل کے فاعل کو فوراً فوراً بیشک بے شبہ بے تأمُّل کافر کہا جائے گا۔

جہاں تاویلِ مقبول نکلتی ہو ، اور مراد کا علم نہ ہو ، وہاں تکفیر میں جلدی جیسے سخت جرأت وجسارت ہے۔

یہاں تکفیر میں تأمُّل ، ادنی شبہ ، ذرا سا شک ، سخت عظیم وبال شدید نکال۔

ایسی ہی جگہ کے لیے ائمہ فرماتے ہیں من شک فی کفرہ وعذا بہ فقد کفر ـــ ایسا

ہی قولِ منافقین تھا وہ جس پر قرآن عظیم نے فرمایا

لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ کَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ

جھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد

قرآن عظیم کا نازل فرمانے والا عَزَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوالُہٗ تو جسے کافر فرمادے وہ قطعاً کافر ہی ہے ، اگرچہ اس کا قول لاکھ تاویل کا محل ہو .... مگر لا تعتذروا قد کفرتم ایسی ہی جگہ ارشاد ہوا جو اصلاً محلِ تاویل نہیں۔ ۱۲فقیر مصطفٰے رضا غفرلہٗ مایأتی من ذنبہ وما مضی "

[حاشیہ فتاویٰ رضویہ ۵/۵۹۶]

ہاں سائل نے یہاں بھی اپنی جہالت کی داد دی کہ لکھا

> وہ علمائے دین جو تکفیر میں جلدی کرتے ہیں جن کا ذکر فتاویٰ رضویہ (مترجم) جلد ۱۲ص ۲۸۸ میں موجود ہے ان کو **تنبیہ** کرتے ہوئے سیدی اعلیٰحضرت فرماتے ہیں "بالجملہ تکفیر اہل قبلہ الخ"
>
> [گیارہ سوالات ص۳]

حالانکہ وہ جن کو امام اہلسنّت نے تنبیہ فرمائی وہ علمائے دین نہ تھے بلکہ وہ تھے جن کا ذکر اسی رسالے میں ہے کہ

"اہلِ افراط کہ اکثر واعظینِ وہابیہ وغیرہم جُہّال مُشَدِّد دین ہیں "

[فتاویٰ رضویہ ۵/۵۸۰ ، مترجم ۱۲/۲۹۰]

اور حاشا کہ امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ جنہیں علمائے دین کہیں ، اُن کے بارے میں ....**تنبیہ** .... کا استعمال فرمائیں ، مگر

آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

●

پھر سائل کی طبعِ شبہ آفریں کا دیوانہ پن دیکھو .... فتاویٰ رضویہ سے ایک ناپاک مطلب کا اختراع کرکے حضرت سیدنا ابو ذَرٌ غِفَارِی رَضِیَ اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَنـہُ جیسے عظیم و جلیل صحابی کے اوپر معاذاللہ مقادیرِ زکوۃ کا انکار کرنے کی شنیع تہمت .... رکھدی کہ لکھا

> ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ ضرورت سے زائد مال کو صدقہ کرنا فرض سمجھتے اس کے برخلاف واردشدہ قطعیات کی تاویل کرتے ، زائد از حاجت سارا مال صدقہ نہ کرنے کی وجہ سے مالدار صحابہ عَلَیہِمُ الرِّضوَان کی سخت مخالفت کرتے اور انہیں سورہ توبہ کی آیت کنز میں ذکر کی گئی وعید کا مستحق ٹھہراتے تھے .... یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے مقادیر زکوۃ ضروریات دین میں سے ہیں پھر ان کے انکار پر تکفیر کیوں نہیں کی گئی؟ ـــ [گیارہ سوالات ص۲۲]

سائل سے یہ تو کیا کہیں کہ .... ضرورت اور حاجت .... میں شرعًا فرق ہے ، دونوں ایک نہیں ہیں ـــ ہاں یہ کہتے ہیں کہ .... یہ سائل کا اُن عظیم و جلیل صحابی پر افتراء ہے اور نہایت گندہ افتراء .... مقادیرِ زکوۃ پر اُن کا کوئی اعتراض وانکار ہرگز نہ تھا .... بلکہ ـــ زکوۃ کے علاوہ بھی مال میں کچھ حقوق ہیں ـــ وہ اس کے قائل تھے ، اور نہ صرف وہ بلکہ کچھ اور حضرات بھی۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی عَلَیہِ الرَّحمَۃ میں ہے

قال ابن عبد البر: وَرَدتْ عن ابی	ابن عبد البر نے کہا حضرتِ ابوذر سے

ذَرّ اٰثارٌ کثیرة تدل علی انه کان یذهب الیٰ انّ کل مال مجموع یفضُل عن القُوت وسِداد العیش فهو کنز یُذم فاعله ، واَنّ آیة الوعید نزلت فی ذالک ، و خالفه جمهورُ الصحابة ومن بعده.

[فتح الباری کتاب الزکوة ۴/۴۴۲]

کثیر روایات آئی ہیں جو بتاتی ہیں کہ اُن کا مذہب یہ تھا کہ وہ سارا مال جو خوراک اور گذارۂ زندگانی سے زائد ہو کَنْز ہے یعنی ذخیرۂ وخزانہ ، جس کا جمع کرنے والا لائقِ مَذمّت ہے ، اوراسی ذخیرہ اندوزی کے بارے میں سورۂ توبہ کی آیتِ وعید نازل ہوئی جمہور صحابہ و ائمۂ مابعد نے اس بارے میں ان سے خلاف کیا۔

نیز ایک صفحہ پہلے انہی سے ناقل

والجمهور علی ان الکنز المذموم مالم تُؤَدَّ زکوتُه ولم یخالف فی ذلک الا طائفةٌ من اهل الزُهد کابی ذَرّ.

اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کَنز جس کی مَذمّت آئی وہ مال ہے جس کی زکاۃ نہ نکالی گئی ہو۔ اور اِس میں حضرتِ ابوذر جیسے اہلِ زہد کی ایک جماعت کے سوا کسی کا خلاف نہیں۔

اور اِتّحَافُ السَّادَةِ الْمُتَّقِیْن شرح اِحْیَاءُ عُلُوْمِ الدِّیْن جلد رابع کتاب اَسرار الزکوٰة [ص۱۱] میں علامہ سید مرتضیٰ زَبِیدی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان

اولًا انہی سے ناقل کہ

قال ابن عبد البر : ما اعلم مخالفا فی ان الکنز مالم

ابن عبدالبر نے کہا کنز وہی مال ہے جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی ہو ، اس بارے میں کوئی خلاف روایت

تُؤَدَّ زکوتُـه الا شیئًا رُوی عـن عـلـیّ وابـی ذرّ والضَحّـاک ، ذھب الیه قومٌ من اھل الزُھد ، قالوا: ((اِنّ فـی المال **حقـوقا سِوی الزکوة** ،)).

میرے علم میں نہیں ، سوا اس روایت کے جو حضرتِ **عَلِیّ مُرتَضیٰ** حضرت **ابوذر** اور حضرت ضحّاک رَضِیَ اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَنہُمْ سے منقول ہے ، اور جس کو ایک جماعتِ زُہّاد نے اختیار کیا۔ **ان حضرات کا ماننا** ہے کہ ـــ **مال میں زکوۃ کے سوا کچھ حقوق ہیں۔**

پھر اس کے بعد خود فرماتے ہیں

قُلـتُ : ومـمن قال اِنَّ فی المال **حـقـا سوی الزکـوة** ابراھیمُ النـخـعـی ومـجـاھد والشعبی والـحسـن البصری ، رَویٰ عنھم ذلک ابـو بـکر بن ابی شیبه فی المصنَّف.

میں کہتا ہوں جو حضرات مال میں **زکوۃ کے علاوہ بھی اورحق** بلاشبہ ہونے کے قائل ہیں اُن میں امام ابراھیم نخعی ہیں امام مجاہد ہیں امام شعبی ہیں اور امام حسن بصری ہیں۔ ان حضرات سے یہ بات ابوبکر بن ابی شیبہ نے مُصنَّف میں روایت کی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ مال میں جو فرض **زکوۃ** رکھی گئی ہے .... مثلاً دوسو درہم میں پانچ درہم یعنی نصاب کا چالسواں حصہ .... اس میں سیدنا **ابوذر** غِفاری رَضِیَ اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَنہُ کا **خلاف ہرگز نہ تھا۔** بلکہ وہ **اس کے علاوہ** مال میں کچھ **حقوق واجب مانتے تھے۔**

اوراس میں قبلۂ اربابِ صفا سیدنا علیِّ مرتضٰی رَضِیَ اللّٰـہُ تَعَالیٰ عَنہُ نیز حضرت ضحّاک

حضرت امام حسن بصری اور حضرت امام شعبی وغیرہ ائمۂ رُشدوھُدیٰ بھی .... حضرت ابوذر کے ساتھ ہیں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُم.

رہا یہ کہ وہ حقِّ واجب کیا ہے؟...... تو حضرتِ ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کا ماننا ہے کہ وہ سارا مال جو حاجت سے بچ رہے

اما ابو ذر فذھب الی ان کل مال مجموع یَفضُل عن القُوت و سواد العیش فھو کَنز وان آیة الوعیدنزَلت فی ذلک(۱) ــ [اتحاف ۱۱/۴]

جبکہ اورحضرات سے روایات دیگر ہیں جیسا کہ اتحاف میں اسی مقام پر ہے ....

یہیں سے واضح ہے کہ سورۂ توبہ کی آیتِ کنز میں جو وعید آئی ، حضرتِ ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کا ماننا تھا ، کہ وہ زائدازحاجت مال [جمع کر رکھنے اور راہِ خدامیں خرچ نہ کرنے کے بارے میں ہے۔

جبکہ جمہورصحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُمْ کو اس سلسلے میں اُن سے خلاف تھا ــــ جمہور صحابہ مال جمع کرنے کا یہ معنیٰ لیتے کہ .... زکوۃ نہ دے .... اور اس کے لیے وہ وعید مانتے .... جیسا کہ فتح الباری میں عبارتِ مذکورہ کے بعد ہے

وحملوا الوعید علیٰ مانعی الزکوۃ [فتح الباری ۴/۲۴۴]	جمہور صحابہ نے وعید کو ان لوگوں پر محمول کیا جو زکوۃ نہ دیں۔

(۱) حضرتِ ابوذر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک گذارے کے لائق خوراک اور سامانِ زندگانی سے جو مال بچ رہے وہ سب کا سب کنز ہے۔ [یعنی جمع کردہ ذخیرہ] اور آیتِ وعید اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ایک صفحہ پہلے ہے

قال ابن عبد البر :والجُمْهُور علیٰ اَنّ الکنز المذموم مالم تُؤَدَّ زکا تُه.

ابن عبد البر نے کہا جمہور اس پر ہیں کہ کنز جس کی مذمت آئی وہ مال ہے جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو۔

آیتِ کنز کب نازل ہوئی ، زکوۃ سے پہلے یا بعد؟...... بخاری شریف کتاب الزکوۃ میں ہے کہ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُمَا سے ایک اعرابی نے آیتِ کنز کے معنیٰ پوچھے تو فرمایا

مَنْ کَنَزَ ھا فلم یُؤَ دِّ زکا تَھا فویلٌ لهٗ ،اِنّما کان ھذا قبل ان تُنزَل الزکوۃ فلما انزلت جعلھا اللّٰه طُھُرًا للاموال

[فتح الباری ۴/۳۳۸]

جس نے مال ذخیرہ کیا اور زکوۃ نہ دی اُس کے لیے سخت عذاب ہے۔ یہ قبلِ نزولِ زکوۃ تھا پھر جب زکوۃ نازل ہوئی تو اسے اللہ تعالیٰ نے مالوں کی پاکی کر دیا۔

اس کا ظاہر معنیٰ یہ ہے کہ مال ذخیرہ کر رکھنے پر یہ وعید ابتدائے اسلام میں تھی پھر فرضیتِ زکوۃ سے منسوخ ہوگئی جبکہ اللہ پاک نے فتوحات عنایت فرمائیں اور زکوۃ کی نصابیں متعین کر دی گئیں۔

اسے علامہ ابن حجر نے اس عبارت میں بیان فرمایا

ھذا مشعر بان الوعید علی الاکتناز وھو حبس ما فضَل عن الحاجة عن الموا ساة به .

یہ اِنّما کان ھذا الخ مشعر ہے کہ ذخیرہ اندوزی یعنی زائد از حاجت مال کو اہلِ حاجت مسلمانوں کی غمخواری سے روک رکھنے پر وعید

کان فی اول الاسلام ، ثم نسخ ذلک بفرض الزکوۃ لما فتح اللّٰہ الفُتوح و قُدِّرت نُصُب الزکوۃ .

ابتدائے اسلام میں تھی پھر فرضیتِ زکوۃ سے منسوخ ہوگئی جب خدائے تعالیٰ نے فتوحات عطا فرمائیں اور یہ متعین کردیا گیا کہ کس قدر مال ہونے پر زکوۃ ہے۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں

فعلی ھذا المراد بنزول الزکوۃ بیان نُصُبھا و مقادیرھا لاانزال اصلھا.

تو اس ظاہرِ معنیٰ پر نزولِ زکوۃ جو اُنھوں نے فرمایا اُس سے مراد ہوگا زکوۃ کے نصاب اور مقداروں کا بیان ، نہ کہ خود زکوۃ کا نزول۔

اور علامہ سید مرتضیٰ زَبیدِی اتحاف میں ناقل

وقال الشیخ الاکبر قُدِسَ سِرُّہٗ فی کتاب الشریعۃ :واعلم ان اللّٰہ تعالیٰ لما قال

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قُدّسَ سِرُّہٗ ''کتاب الشریعۃ'' میں فرماتے ہیں جان لو اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا

﴿اَلَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَالۡفِضَّۃَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ﴾

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

کان ذلک قبل الزکوۃ التی فرض اللّٰہ علی عبادہ ، فلما فرض اللّٰہ الزکوۃ علیٰ عبادہ المؤمنین فی

تو یہ وعید اس زکوۃ سے پہلے تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض فرمائی۔

اب جو اپنے مومن بندوں پر اُن کے

اموالھم وطھّر نفوسھم اذا اعطوھا من ان یطلق علیھم اسم البخل لمنعھم ما اوجب علیھم.

[اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین ۵/۴]

مالوں میں زکوۃ فرض فرمائی تو اُن کی جانوں کو جبکہ وہ زکوۃ ادا کردیں پاک کردیا کہ اب وہ بخیل نہیں کہلائیں گے جو کہ اپنے رب کے واجب فرمودہ کو نہ بجالانے پر کہلاتے۔

تو صاف واضح ہوا کہ حضرتِ **ابوذر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا آیتِ کنز سے استدلال **زکوۃ کے سوا ایک دوسرے حقِ** واجب کے لیے ہے ، جسے دوسرے حضرات منسوخ مانتے ہیں .... تو اُن پر مقدارِزکوۃ کے انکار کی تہمت رکھ کر .... اُنہیں ضروریاتِ دین میں سے ایک ضروریِ دینی کا منکرومخالف ٹھہرانا .... کیسی باطل و بے بنیاد اور کتنی شنیع جرأت وجسارت ہے۔

اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ اپنے برگزیدہ بندوں کا ادب دے۔ اتنا سمجھنا کچھ دشوار نہ تھا کہ امام اہلسنّت نے اُن جلیل القدر صحابی کے خلاف کو [اپنے فتاوی ۱/۶ میں] نہ ضروریاتِ دین کے تحت لکھا ، نہ فرضِ اعتقادی کے تحت ، جس میں خلاف ، کفروگمراہی ہے ـــــ بلکہ فرضِ عملی کے تحت لکھا ، جس کے بارے میں .... بہارِشریعت حصہ دوم مُصدَّقہ امام اہلسنّت [ص۸] میں تصریح ہے کہ

> اگرکوئی شخص کہ دلائلِ شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شرعی سے اس .... [فرض عملی] .... کا انکار کرے تو کرسکتا ہے ، جیسے ائمۂ مجتہدین کے اختلافات ، کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے

نہیں ، مثلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے ، اور
شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا ، اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا۔

اور اس کی تعبیر بھی امام اہلسنّت نے [فتاوی ۱/۷ میں] **مسئلۂ کنز** سے فرمائی ، مسئلۂ **مقدارِ زکوۃ سے نہیں۔** اور دونوں میں بہت فرق ہے ، کہ مسئلۂ کنز فرضِ اعتقادی بھی نہیں ....

یوں ہی اپنے فتاویٰ میں اِسے **مسائلِ فرعیہ فقہیہ** سے شمار کیا۔ تو ایسا اجتہادی فرعی فقہی مسئلہ بھلا ضرورِی دینی کا انکار کیسے ہو سکتا ہے؟.......

وہ عبارتِ امام یہ ہے

> اتباعِ سوادِ اعظم کا حکم اور مَنْ شَذَّ شَذَّ فی النار کی وعید صرف دربارۂ عقائد ہے۔ **مسائل فرعیہ فقہیہ** کو اس سے کچھ علاقہ نہیں۔ صحابۂ کرام سے ائمۂ اربعہ تک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلافِ جمہور نہ ہوں۔
>
> سیدنا **ابوذر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا مطلقاً **جمعِ زر** کو **حرام** ٹھہرانا وغیرہ ذلک مسائلِ کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار کا مستحق بلکہ اجماعِ امت کا مخالف۔ [فتاویٰ رضویہ ۷/۳۸۲]

امام اہلسنّت نے جو فرمایا ـــ ’’ مطلقاً جمعِ زر ‘‘ ـــ یہاں اطلاق اُس تقیید کے مقابل ہے جس کے جمہور صحابہ قائل تھے اور جس کا ذکر حدیثِ ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا میں ہے یعنی ـــ ’’ مَن کنز ھا فلم یُؤَدَّ زکوتہا ‘‘ ـــ یعنی زکوۃ نہ دے کر مال

ذخیرہ کرر کھنا۔

تواس اطلاق میں زکوۃ کی ادائیگی اور عدمِ ادائیگی کی طرف نظرنہیں ، بلکہ مال کی نفسِ ذخیرہ اندوزی کی طرف نظر ہے ، یعنی قطع نظراس سے کہ وہ بقیۂ بعدِ ادائے زکوۃ ہو یا نہ ہو۔

اسی کو حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ حرام ٹھہراتے تھے ...... تو ان کے اس قول کو انکارِ مقادیرِ زکوۃ سے کیا علاقہ ؟......

بلکہ امام ابن عبدالبر نے تو یہاں تک کہا ، اسی اتحاف میں ہے

قال ابن عبد البر : وان اکثر ما تواتر عن ابی ذر فی الاخبار الانکارُ علی من اخذ المال من السلاطین لنفسه ومنع اهله ،فهذا مما لا خلاف عنه فی انکارہٖ ، و اما ایجاب غیر الزکوۃ فمختلف عنه فیه. [اتحاف ۴/۱۲]	حضرتِ ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ سے جو انکار خبروں میں بہ تواتر منقول ہے وہ زیادہ تر ایسے لوگوں پر ہے جو سلاطین سے مال لیکر اپنے لیے رکھ لے اور مستحق کو نہ دے۔ اس پر حضرتِ ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کے انکار و اعتراض فرمانے کی روایت متفق علیہ ہے۔ رہا ...... زکوٰۃ کے علاوہ اور حق کیا وہ واجب ٹھہراتے تھے؟..... تو اس بارے میں اُن سے روایات مختلف ہیں۔

☆

مگر سائل نے اختراعِ شبہ کی دھن میں خواہ مخواہ .... اُن کے انکار کو ـــــ انکارِ مقادیرِ زکوۃ بنایا .... اور اسے ضروریاتِ دین کا انکار ٹھہرایا ـــــ اور پھر اپنے اس ساختہ

پر یہ اشکال پیدا کیا کہ

مقادیرِ زکاۃ ضروریاتِ دین میں سے ہیں پھر ان کے انکار پر تکفیر کیوں نہیں کی گئی؟ــــ [گیارہ سوالات ص۲۲] معاذاللّٰہ

پھر اس اشکال کا حل تراشا ، اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ اس کا امام اہلسنّت پر افتراء کردیا کہ

اس کا حل یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ جلد۱ص۲۴۳ کی رو سے سیدی اعلیٰحضرت رَحْـمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ جو مسئلہ دینیہ قطعیہ جس پر واضح ہو وہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی ہے اور جس پر واضح نہ ہو وہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی نہیں۔ اھ
اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسئلہ دینی قطعی ہو لیکن اس کے بارے میں کسی پر حق نہ کھل سکے تو وہ مسئلہ اس کے حق میں ضرورتِ دینی نہیں ہوگا۔ [گیارہ سوالات ص۲۲]

یہ حلِّ اشکال ہے؟....... یا کہ فتحِ بابِ کفر وضلال ہے ....

ہم پہلے [ص۱۱ تا ۱۳ میں] ثابت کر آئے ہیں کہ امام اہلسنّت کے ارشاد .... والتحقیق عندی الخ .... کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے جو سائل نے لیا .... مگر اشد ظلم یہ ہے کہ اس ساختہ مطلب کے سہارے سائل نے روشِ ائمۂ دین کو چھوڑا اور ہر سرکش بے باک پر تفوہِ کفر وضلال و حمایتِ ارتداد و نکال کا دروازہ کھولا۔ ائمۂ دین کی قاہر در قاہر تصریحیں ہیں

لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریاتِ	ضروریاتِ دین کا منکر ومخالف کافر

الاسلام. [رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۴۱۴] | ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں۔

مسلم الثبوت اور فواتح الرحموت میں ہے

(وضروریات الدین خارجةٌ) عن هذاالاختلاف (اتفاقًا) فانه کفر البتة اتفاقًا. [فواتح ۲/۲۹۴]

ضروریاتِ دین اس اختلاف سے بالاتفاق خارج ہیں۔ کیونکہ ضروریاتِ دین کا انکار یقیناً بالاجماع کفر ہے۔

یہیں امام اہلسنّت نے فرمایا

فانّ منکرها کافرٌ اتفاقًا. [رحمة الملکوت قلمی ۹/۳]

کیونکہ ضروریاتِ دین کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔

نیز امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

__" فی الواقع جو بدعتی **ضروریاتِ دین** میں سے کسی شئ کا **منکر ہو باجماع مسلمین** یقیناً قطعًا **کافر ہے** اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے ، پیشانی اُس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے ، بدن اُس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے ، عمر میں ہزار حج کرے ، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے ، واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں ، جب تک حضور پُرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اُن تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے۔

ضروریاتِ اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو اُن میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے کا۔

آج کل جس طرح بعض بددینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفروشرک کا

اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفیٰ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلوٰۃِ وَالثَّنَاء ارشاد فرماتے ہیں: فقد باء به احدهما.

یونہی **بعض مداہنوں پر یہ بلا ٹوٹی ہے** کہ ایک دشمنِ خدا سے صریح کلماتِ توہینِ آقائے عالمیان حضور پُر نور سید المرسلین الکرام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں ، اور اُسے سچا پکّا مسلمان ، بلکہ اُن میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں۔

یہ **نہیں جانتے** ، یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے ، کہ **اگر انکارِ ضروریات بھی کفر نہیں** ، تو عزیزو! بُت پرستی میں کیا زہر گُھل گیا ہے ، وہ بھی آخر اسی لیے کفر ٹھہری کہ اوّلِ ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی جَلَّ وَعَلَا کے خلاف ہے۔

کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں۔ ....

ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے ...... بایں ہمہ دو خدا مانے ......شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے۔

مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابعِ ایمان ہیں۔ پہلے ایمان تو ثابت کرلو ، تب اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہوئے ، پھر اُس کے کیا کام آئے جو ان کے کام آئیں گے۔

آخر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرتِ اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ :

تَحقِرون صلٰوتکم مع صلٰوتھم و صیامکم مع صیامھم	اُن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور اُن کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھوگے ،
او کما قال صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم.	یا جیسا کہ حضور صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا

[بخاری شریف باب ماریافی قراء ۃالقرآن ۲/۴۵۶]

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ

یمرُقون من الدین کما یمرُق السَّھم من الرَّمِیَّۃ	دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لیے کافی نہیں ، منافقین تو خوب زوروشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لیے فی الدرک الاسفل من النار (جہنم کی نچلی تہ میں) کا فرمان ہے والعیاذ باللّٰہ الحاصل **ایمان** تصدیقِ قلبی کا نام ہے اوروہ **بعد انکارِ ضروریات کہاں** "۔ [فتاویٰ رضویہ مترجم ۱۴/۱۲۳]

اور حضرت مولانا مولوی سید حسین حیدر میاں صاحب واسطی بلگرامی مارہروی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ ردِّ ندوہ میں اپنی کتابِ لطیف "رُغم الھازل" میں فرماتے ہیں

وہ اہلِ بدعت جو **منکرینِ ضروریاتِ دین** ہیں .... اگرچہ وہ انکار **براہِ تاویل** ہو...... ان کو باوجود ان کے کلمہ گو ہونے اور ادعائے اسلام .... کے **صحابۂ کرام نے اسلام سے خارج** سمجھا اور اُن سے علیحدگی اختیار

فرمائی۔ ''ازا لۃالخفاء'' میں ہے

اشکالے دیگر ظاہر گردید در مقاتلۂ منع کنندگان زکوۃ حالانکہ بہ کلمۂ اسلام متکلمبودند ، **حضرتِ صدیق افادہ فرمودند کہ تاویل در ضروریات دین مقبول نیست** عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال عمرلابی بکر تقا تلھم وقد سمعتُ اَنَّ رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول کذاو کذا فقال ابوبکر لا فرق بین الصلوۃ والزکوۃ ولا قاتلن من فرّق بینھما فقا تلنامعہ فرأینا

ایک اور اشکال پیدا ہوا کہ زکوۃ کا انکار کرنے والوں سے جنگ کیسے کی جائے حالانکہ وہ کلمہ گو رہے ہیں۔ **حضرت صدیق اکبر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے **افادہ فرمایا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل نہیں سنی جاتی**۔

حضرتِ ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا بیان ہے کہ حضرتِ عمر نے حضرتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے کہا آپ ان لوگوں سے جنگ کریں گے حالانکہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایسا ایسا فرماتے سنا ہے۔

فرمایا نماز اور زکوۃ میں کوئی فرق نہیں۔ اور جو فرق کرے گا میں اُس سے ضرور ضرور جہاد کروں گا۔

حضرتِ عمر کہتے ہیں ہم نے حضرتِ صدیقِ اکبر کی معیت میں جہاد کیا تو ہم نے اسے

ذلک رشدا ، اخرجه البخاری واحمد، و فی روایة ، قال عمر فواللّٰه ماهو الا انی رأیت اللّٰه عزوجل قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه الحق. [رغم الهازل ص۴۲]	حق پایا۔ اس حدیث کی تخریج امام بخاری اور امام احمد نے کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم میں نے یہی دیکھا کہ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ نے جنگ کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا تو مجھے یقین ہوا کہ یہی حق ہے۔

اسی رغم الهازل [ص۳۶] میں بہ سندِ ''ازالة الخفاء'' ثابت فرمایا ہے کہ

__'' منکرینِ زکوۃ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ تھے ، اور زکوۃ کا انکار بھی **براہِ تاویل** کیا تھا ، یعنی یوں کہ....... زکوۃ بیشک فرضِ الٰہی ہے مگر اس کی فرضیت زمانۂ رسالت ہی تک محدود ہے .... [معاذاللّٰہ] ___ اس **کلمہ گوئی و قبلہ روئی اور تاویل** کے باوجود حضرتِ صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان منکرینِ زکوۃ کے **کافر و مرتد** ہونے کا حکم دیا اور اُنہیں واجب القتل ٹھہرایا جس پر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا **اجماع** ہوگیا۔ ''__

اور فواتح الرحموت [۲/۲۴۲] میں ہے

واجمع علیه الصحابة کافةً وقاتلوا معه.	اُن منکرین زکوۃ سے جہاد کرنے پر تمام صحابہ نے اجماع کیا ، اور حضرت صدیقِ اکبر کے ہمراہ جہاد کیا۔

●

سائل لکھتا ہے کہ

احادیث میں کلمہ گو مسلمان کو اس کے کسی قول عمل یا گناہ کی بناء پر کافر کہنے سے تو روکا گیا ہے لیکن کسی کلمہ گو مسلمان کو بغیر اعتقاد کے کلمۂ کفر سرزد ہونے کے سبب کافر قرار دینے کا حکم نہیں دیا گیا ــــ [گیارہ سوالات ص ۲۱]

اس پر اس سے کیا کہا جائے سوا اس کے کہ تم امام ابن حجر مکی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے زمانے میں نہ ہوئے کہ اُنہیں اس احتیاط کی ترغیب دیتے جنہوں نے اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرمایا

واما بالنسبة لقواعدنا وما عرف من كلام ائمتنا فاللفظ ظاهر فى الكفر وعند ظهور اللفظ فيه لا يحتاج الى نيته كما علم من فروع كثيرة وان اَوَّلَ قُبِلَ منه.

ہمارے قواعد نیز ہمارے ائمہ کے مشہور و معروف کلام کے اعتبار سے لفظ جب معنیٰ کفر میں ظاہر ہو تو......بولنے والے نے اسی معنیٰ کا دل میں اعتقاد رکھ کر بولا ہے ......یہ معلوم کرنے کی حاجت نہیں ـــ جیسا کہ فروعِ کثیرہ سے معلوم ہے۔ ہاں قائل اگر تاویل کرے تو قبول کرلیں گے۔

نیز فرمایا

انمانحكم بالكفرباعتبار الظاهر وقصدك وعدمه انما ترتبط به الاحكام باعتبارالباطن.

ہم تو لفظ کے ظاہرِ معنیٰ کے اعتبار سے کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔ تمہاری نیت تمہارا اعتقاد ہے نہیں ہے اس

[الموت الاحمر ص۲۸] | سے تعلق احکامِ باطنی کا ہے۔

●

اور ہر ''ہوسکتا'' ہر احتمال اور ہر وہ جو بنام تاویل وشبہ ہو ، مسموع نہیں ہوتا ، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ تمہید ایمان [ص۴۳] میں امام اہلسنّت نے فرمایا

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو۔ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔

مثلاً زید نے کہا خدادو ہیں ، اس میں یہ تاویل ہوجائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف ، حکمِ خدا مراد ہے ، یعنی قضاء دو ہیں، مبرم ومعلق۔ جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّا اَن یَّأْتِیَهُمُ اللّٰهُ [پ۲ بقرة آیت ۲۱۰] — ای امر اللّٰہ —

عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں ، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنیٰ مراد ہیں ، یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی۔

ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفاء شریف میں ہے

ادعاء ہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل | صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا

شرحِ شفائے قاری میں ہے

ھو مردود عند القواعد الشرعیة | ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے

نسیم الریاض میں ہے

لا یلتفت لمثله ویعد ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ
هَذَیانا. ہذیان سمجھی جائے گی۔

فتاویٰ خلاصه و فصولِ عمادیه و جامع الفصولین و فتاویٰ هندیه وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی

قال انا رسول اللّٰه او یعنی اگرکوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا
قال بالفارسیة من پیغمبرم رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ
یرید به من پیغام می برم میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو
یکفر. وہ کافر ہوجائے گا۔

یہ تاویل نہ سنی جائے گی ، فاحفظ

نیز جلد ششم [ص۲۶۶] میں فرمایا

طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجودِ مَلَک وجن و شیطان وآسمان و نارو جنان و معجزاتِ انبیاء عَلَیْهِمْ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِوَالسَّلام سے ، ان معانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حضور ہادیِ برحق صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَیْه سے متواتر ہیں ، انکارکرنا ، اور اپنی **تاویلاتِ باطلہ** و توہّماتِ عاطلہ کو لے مرنا ، نہ ہرگز ہرگز ان **تاویلوں کے شوشے** اُنہیں کفر سے بچائیں گے نہ محبتِ اسلام و ہمدردیِ قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔

●

مُعَوِّذَتَین کا قرآن سے ہونا بیشک ضروریاتِ دین سے ہے۔ اور اس کاانکار بیشک کفرہے۔ عالمگیری میں جوآیا

اذاانکر الرجل کون المعوذتین من القرآن لایکفر. [فتاویٰ عالمگیری ۲/ ۲٦۷]

اس کا منشاء ضروریاتِ دین میں مسلم دون مسلم کی تفریق نہیں جیسا کہ سائل نے اپنی جہالت سے سمجھا اور اس الٹی مت پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ

> اگرکوئی مسئلہ دینی قطعی ہو لیکن اس کے بارے میں کسی پر حق نہ کھل سکے تو وہ مسئلہ اس کے حق میں ضرورت دینی نہیں ہوگا ___ [گیارہ سوالات ص۲۲]

اور نہ جانا کہ اس وسوسۂ عدوِمبین میں منکروں پر تفوہِ کفر کے فتحِ باب کا کیسا زہر ہلاہل گھلا ہوا ہے سچ فرمایا سیدنا امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی نے کہ

فالبلاهة ادنی الی الخلاص من فَطانة بَتراء والعَمٰی اقرب الی السلامة مِن بصیرة حولاء. [دیباچہ تهافت الفلاسفة]	ناسمجھی ادھ کٹی سمجھ سے اچھی کہ نجات سے قریب تر ہے اور نابینائی بھینگی نظر سے بھلی کہ سلامتی سے نزدیک تر ہے۔

مؤلفانِ عالمگیری نے نہ وہ نتیجہ لکھا اور نہ جو لکھا اس کا وہ منشاء۔ بلکہ وہاں دقیقہ وہ ہے جس پر امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہُ نے اواخر النهی الاکید میں تنبیہ فرمائی کہ

__ "انما محل الاکفار باکفار المسلم اذاکان ذلک لاعن شبهة اوتاویل والا فلا" ___ [فتاویٰ رضویه ۳/۳۱۱]

یعنی جہاں منکر کی طرف سے اُس ضروریِ دینی کے انکار کا التزام نہیں ، التزام اس

انکار کے اختیار کا ہو جس کی غلط و باطل طور پر حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کی طرف نسبت کی گئی تو اس صورت میں ہے لا یکفر. ورنہ جس کی طرف سے انکارِ معوذتین کا التزام ہو قطعا یقیناً اجماعا کافر ہے۔ علامہ علی قاری عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ شرحِ شفاء میں فرماتے ہیں

وفی جواھر الفقہ من انکر المعوذتین من القراٰن غیر مؤوِّل کفر انتھی ، وقال بعض المتاخرین کفر ولو اوّل ، والاول ھو المعوّل.

[نسیم الریاض ۴/۵۵۸]

جواہر فقہ میں ہے کہ ـــ ’’ مُعَوِّذتین کے قرآن سے ہونے کا جو بغیر تاویل کے انکار کرے کافر ہے ‘‘ ـــ اور بعض متأخرین نے کہا ـــ ’’ اگرچہ تاویل کرے تاہم کافر ہے ‘‘ ـــ اور اول ہی معتمد ہے۔

الایمان ھو التصدیق ای قبول القلب واذعانہ لما علم بالضرورۃ انہ من دین محمد صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم بحیث یعلمہ الخاصۃ والعامّۃ. [المعتقد ص ۱۹۴]

دین کی تمام باتوں کا اصل منبع حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کا بیان ہے۔ بالمشافہ زبانِ اقدس سے سننے کی صورتِ بداہت حضراتِ صحابہ کو حاصل تھی ، اگرچہ سب کو اور سب باتوں میں نہیں۔

مگر بعد والوں کو صورتِ بداہت تواتر ہے۔

حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ قرآن کریم کو براہِ راست زبانِ اقدس سے سنتے بنابریں تواترِ اخبار کی طرف اگر اُن کا التفات نہ گیا اور کوئی مظنہ ان کی نظر سے ایسا

گذرا مثلاً

رای النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم یُعوِّذ بھما الحسن والحسین.

[اتقان ۱/۱۸۴]

اور اس سے بالفرض اُنہیں کوئی ظن ہوا تو وہ تحتِ حکم نہیں ، کہ تواتر اخبار سے اعراض نہیں

مگر جس کے لیے صورت تواترِ اخبار ہے اُس کا اس طرف التفات نہ کرنا کیا معنیٰ؟......

یہ تواترِ اخبار سے فرار ہے۔ اور اس کے لیے وہ سند ہرگز نہیں۔

اور یہ بھی بہ صورتِ فرض برسبیلِ تنزل ہے .... ورنہ حقیقت یہ ہے وہ جس طرح زبانِ اقدس سے سنتے تھے اسی طرح ان کا لکھنا بھی حکمِ اقدس سے ہوتا تھا مُعوِّذتَین کے لکھنے کا حکم ان کی سماعت میں نہیں آیا اور بغیر حکمِ اقدس کے لکھنا اُن کا دستور نہ تھا لہذا نہ لکھا مگر

اِنہ کان یقتدی فی کل شھر رمضان فی مسجد رسول اللّٰہ. صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم. فی صلوۃ التراویح و الامام یقرأ ھما ولم ینکر علیہ قط. [فواتح الرحموت ۲/۱۱]

ہر ماہِ رمضان مسجدِ نبوی عَلیٰ مُشرِّفِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ میں نمازِ تراویح میں وہ مقتدی ہوتے اور امام مُعوِّذَتین پڑھتا اور اس پر انہوں نے کبھی انکار نہ کیا۔

تو ثابت ہوا کہ معوذتین کا قرآن سے ہونا ہی اُن کا اعتقاد تھا .... پھر فواتح الرحموت میں ابن حزم سے نقل ہے کہ امام عاصم کی قرأت بواسطہ امام زِر حضرت

ابن مسعود تک پہنچتی ہے۔ اور بعدِ ذکرِ سند یہ ہے

ظهر بهذا السند الصحيح الذى اتفق على صحته الامّةُان ابن مسعود اقرأ اصحابَه المذكورين قرأة عاصم ، وفيها المعوذتان والفاتحة. [فواتح الرحموت ۱۲/۲]

یہ سندِ صحیح جس کے صحیح ہونے پر امت کا اجماع ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ نے اپنے مذکور تلامذہ کو قرأتِ عاصم پڑھائی اور قرأتِ عاصم میں مُعَوِّذَتَین اور فاتحہ سب ہیں۔

تو ان کی طرف نسبتِ انکار کیسی بے سروپا ہوئی ...... آگے علامہ بحر العلوم فواتح میں خود فرماتے ہیں

ثم اعلم ان سند حمزة ايضا ينتهى الى ابن مسعود و فى قرأته ايضا المُعَوِّذَتان والفاتحة .

پھر جان لو کہ امام حمزہ کی سند بھی حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ تک پہنچتی ہے اور امام حمزہ کی قرأت میں بھی مُعَوِّذَتَین اور سورۂ فاتحہ سب ہیں۔

پھر فرمایا

واعلم ايضا ان سند الكسائى ينتهى الى ابن مسعود ، لانه قرا على حمزة ، و مثله ينتهى سند خلف الذى من العشرة الى ابن مسعود ، فانه قرأ على سليم

اور یہ بھی جان لو کہ امام کسائی کی سند حضرت ابنِ مسعود تک پہنچتی ہے کہ امام کسائی نے امام حمزہ سے پڑھا۔ اسی طرح خلف جو قراء عشرہ میں سے ہیں ان کی سند بھی حضرت ابن مسعود تک پہنچتی ہے کیونکہ اُنہوں نے امام

و هو علی حمزة ،

واسناد القرّاء العشَرة اصح الاسانیدباجماع الامة وتلقّی الامةِ له بقبولها ،

وقد ثبت بالاسانید الصِحاح ان قرأة عاصم وقرأة حمزة وقرأة الکسائی وقرأة خلف کلّها تنتهی الی ابن مسعود ، وفی هذه القرآات المُعَوِّذتان والفاتحة جزء من القرآن وداخل فیه ،

فنسبة انکار کونها من القرآن الیه غلط فاحش.

و من اسند الانکار الی ابن مسعود فلا یعبأ بسنده ، عند معارضة هذه الاسانید الصحیحة ، بالا جماع والمتلقاة بالقبول عند العلماء

سلیم سے پڑھا اور امام سلیم نے امام حمزہ سے۔

اور قُرّاءِ عشرہ کی سندیں باجماعِ امت سب سندوں سے اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں کہ امت نے انھیں قبول کیا ہے۔

اور بیشک صحیح سندوں سے ثابت ہے کہ قرأتِ عاصم قرأتِ حمزہ قرأتِ کسائی اور قرأتِ خلف سب حضرتِ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ تک پہنچتی ہیں اور ان قرأتوں میں **معوذتین اور سورۂ فاتحہ قرآن کا جز ہیں** اور قرآن میں داخل۔

تو ان سورتوں کو **قرآن کا جز نہ ماننے کی حضرت ابن مسعود کی طرف نسبت کھلی غلط ہے۔**

اور جس نے حضرتِ ابن مسعود کی نسبت اس انکار کو باسند کہا اس کی سند کا ان اسانیدِ صحیحہ کے بالمقابل کچھ وزن نہیں رہ جاتا جو کہ بالاجماع صحیح ہیں اور جنہیں علمائے کرام نے بلکہ تمام امتِ مرحومہ نے قبول کیا ہے۔

الکرام بل الامۃ کلھا کافۃ ،

فظھر ان نسبۃ الانکار الی ابن مسعود باطل ،

ثم خلو مصحفہ عنھا ، قیل وجھہ ان ھذہ السور کانت من اورادہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فاکتفی بالحفظ من الکتابۃ.

او کان مکتوبا عندہ فی قرطاس مفرد فاستغنی عن الکتابۃ فی المصحف.

وقیل : لانہ لم یؤ مر صریحًا بالکتابۃ ، وکان من دأبہ الشریف کتابۃ ماامرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم

وقیل لظھور قرآنیتہ.

[فواتح الرحموت ۱۲/۲]

تو واضح ہوگیا کہ حضرتِ **ابن مسعود** کی طرف اس **انکار کی نسبت باطل ہے۔**

پھر ان کے مصحف میں معوذتین اور سورہ فاتحہ لکھی ہوئی کیوں نہ تھیں اس کے چند جواب ہیں

① یہ سورتیں حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنُہ کے اوراد ووظائف میں تھیں لہذا آپ نے لکھنے کے بجائے یاد پر اکتفا کیا۔

یا وہ آپ کے پاس الگ کاغذ پر لکھی ہوئی تھیں لہذا مصحف میں لکھنے کی آپ کو حاجت نہ رہی۔

② آپ کو صراحۃً لکھنے کا حکم ارشاد نہ ہوا جبکہ آپ کی مبارک عادت یہ تھی کہ بارگاہِ رسالت سے جس کے لکھنے کا حکم ملتا اسی کو لکھتے۔ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم

③ ان سورتوں کا قرآنِ کریم سے ہونا ظاہر باہر بات تھی اس لیے آپ نے نہیں لکھا۔

اور امام اہلسنّت اپنے حاشیۂ عالمگیری میں فرماتے ہیں

بـل ان الـحـق التـكـفير مطلقًا ،
فان كـونهـمـا مـن القرآن من
ضروريات الدين لا شک ،
ولـم يُـنـقَـل عـن احـد مـن
الـصـدر الاول انـكـاره ، الاما
يُـحـكـىٰ عـن ابن مسـعـود .
رضی اللّٰه تعالیٰ عنه .
مـع اجـمـاع الـروايـات
الـمشـهـورة عنه علی كونهما
مـن الـقرآن، فالصواب بطلان
الـنسبة اليـه . رضـی اللّٰـه
تعالیٰ عنه .
وعلی التنزل فله اجوبة ذكرت
فـی الاتـقان، وعليک بفواتح
الـرحـمـوت ، فـفيـه مـا يُغْنِی
ويُشْبِع ، والحمد للّٰه.

بلکہ حق مطلقاً تکفیر ہے کیونکہ مُعَوِّذَتَیْن کا
قرآن کریم سے ہونا **بے شک ضروریاتِ
دین** میں سے ہے
اور صدرِاول میں کسی سے اس کا انکار منقول نہیں
، سوا اس حکایت کے جو حضرت ابنِ مسعود
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی نسبت بیان کی
جاتی ہے ،
جبکہ خود اُنہی سے منقول مشہور روایات
بالاجماع بتاتی ہیں کہ وہ مُعَوِّذَتَیْن کو
قرآنِ کریم کا جزء مانتے تھے۔
توصحیح یہ ہے کہ انکار کی اُن کی طرف نسبت
باطل ہے۔
اور برسبیلِ تنزل اس کے جوابات ہیں جو
اِتْقَان میں ذکر فرمائے۔ اور اس سلسلے میں
فَوَاتِحُ الرَّحَمُوْت کا مطالعہ ضروری ہے کہ
اس میں کافی سیرابی ہے۔

●

فتاویٰ عالمگیری و رد المحتار میں بحر رائق سے اوربحر رائق میں جامع اصغر سے اور اس میں فتاویٰ صغریٰ سے جونقل ہے

اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لايكفر لان الكفر يتعلق بالضمير ولم يعقد الضمير على الكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندی لانه استخف بدينه.

[بحر رائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ۵/۲۱۰]

اس میں ’’لم یعتقد‘‘ جوفرمایا اس کی صورت اس کی واقعیت کیاہے؟..... ہم نے مقامع الحدید پر خامہ فرسائیِ سائل کے تحت اس کے بعض کا کچھ کشف کیا۔ نیز الموت الاحمر میں فرمایا

ان کے متکلمین نے قطعاً یقیناً یہ ملعون الفاظ ہوش وحواس میں لکھے اُس وقت سوتے نہ تھے پاگل نہ تھے شراب پیے ہوئے نہ تھے تو یقیناً قصدًا کہے اورجب وہ نہیں مگر گالیاں توقطعاً یقیناً گالیاں ہی مرادلیں ـــــ

[الموت الاحمر ص۳۷]

ہاں دیکھو! آگے جوفرمایا

ہاں ایک احتمال بعید رہے گا کہ گالیاں دیں تو عمدًا مگر دل سے اُن کے معتقد نہ تھے محض بطورِ استہزا لکھیں تو اعتقادِ قلبی پھر غیب رہے گا مگر کیایہ کفرِ قطعی یقینی اجماعی سے بچالے گا حاش لِلّٰہ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَـخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ؕ قُلۡ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوۡلِهٖ كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ [پ۱۰ ع۱۴ آیت ۶۵]	اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

اِس سے دیوبندیہ پر حکایت ضعیفہ کے ورود کا وسوسہ نہ آئے ،

ذرا اپنا دین و ایمان بچائے ہوئے ، خوف خدا و خطرۂ روز جزاء دھیان میں لائے ہوئے

کہ وہاں تو اعتقاد ہی نہایت ظاہر و باہر و جلی و روشن ہے ، تو عدمِ اعتقاد کو گنجائش کہاں؟........

تو یہ اُن دشمنوں کے لیے شدت عذاب ہے اور زیادتِ گھٹن

قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ [پ۴ ع۳ آیت ۱۱۹] تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات [کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن]

ضروریِ دینی کے صریح خلاف قول کے تفوہ کو بہ مقام احتمال عدم عقد قلب جو اس پر تکفیر کرتے ہیں تکذیب نہیں استخفاف ٹھہراتے ہیں حالانکہ یہ استخفاف معنئِ اصلی قول نہیں ہوتا۔

اور عبارات دیوبندیہ میں خود وہ معنی ہی استخفاف ہے اور متعین۔ تو عدمِ استخفاف کا احتمال کہاں کہ وہ تو غیر استخفاف یا متبین میں ہوتا۔ تو وہ مراد لیں یا نہ لیں بہرحال استخفاف حاصل ہے۔ اور استخفاف ، کفرِ قطعی کلامی اجماعی ہے کہ قائلِ حکایت ضعیفہ بھی اس پر تکفیر کرتے ہیں۔ ولہذا بحر رائق میں وہیں بعد نقل حکایت فرمایا

والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلا اولا عبا کفر عند الکل و لا اعتبار باعتقاده کما صرح به قاضیخان فی فتاواه. [بحررائق ۵/۲۱۰]

●

سائل لکھتا ہے

جس شخص کا کافر ہونا قطعی الدلالۃ آیت قطعی الدلالۃ حدیث متواتر یا قطعی الدلالۃ اجماع قطعی للصحابہ سے ثابت نہ ہو اور خصوصاً جب ظاہری طور پر وہ کلمہ گو مسلمان ہو اور ہمیں اس کے کسی قطعی کفریہ اعتقاد پر اطلاع نہ ہو لیکن کسی تاویل باطل وشبہ فاسد کی بنا پر اُس سے کلمہ کفر سرزد ہو گیا ہو تو اس صورت میں اسے کافر قرار دینے کا کوئی ایسا ضابطہ نظر نہیں آتا جو دلیل قطعی معتبر فی اصول الدین سے ثابت ہو ـــــ

[گیارہ سوالات ص ۲۸]

یہ سائل کی تمام تر کاوشوں کا عطر خلاصہ ہے اوراس کی بوئے زشت نہایت دوررس۔

اس میں زمانۂ تابعین بلکہ دورِآخرِ صحابہ سےلیکر آج تک کسی کو کافرِ قطعی قرار دینے کی سائل نے کوئی سبیل نہ رکھی ....

کیونکہ ظاہر ہے کہ کسی کفر بکنے والے کے نام کی تعیین کے ساتھ نصِ قطعی ملے گی نہیں ،

اور شیعہ غالیہ سے لیکر قادیانیہ دیوبندیہ وغیرہ تک کون ایسا ہے جو بظاہر کلمہ پڑھتا اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا نہ ہو۔

رہ گیا ــــ ’’ اس کے کسی قطعی کفریہ اعتقاد پر اطلاع ‘‘ــــ تو اِس کی سائل کے نزدیک کیا سبیل ہے؟ــــ

ظاہر ہے کہ اس کی سبیل مبحث دائرہ میں اس کفر بکنے والے کی بولی ہی ہے.......

اوراس بولی کا جو معنیٰ ہو

اُس معنیٰ کے کفر ہونے پر اگرچہ نصِ قطعی ہو ....

تاہم اس بولی کے بارے میں بولی کے خاص الفاظ کی تعیین کے ساتھ تو ایسی نص قطعی نہ ملے گی جو بتادے کہ

.... خاص اِن الفاظ کا یہ معنیٰ ہے ....

اور بغیر نَصِّ قطعی کے سائل کے نزدیک قطع کی سبیل نہیں۔

اور بولی کا معنئ کفر میں صریح متعین ہونا بھی سائل کے نزدیک مفیدِ قطع نہیں کیونکہ وہ لکھتا ہے

(۱) معنیٔ کفر کی تعریف (۲) صریح کی تعریف (۳) تاویل قریب و تاویل بعید کی تعریف۔ مذکورہ بالا امور کو دلیل قطعی معتبر فی اصول الدین سے ثابت کرنے پر کوئی راہ نہیں —— [گیارہ سوالات ص۲۹]

حالانکہ بولی کا کسی معنی میں صریح متعین ہونا براہ راست مسئلۂ دینی نہیں .... بلکہ عرف ولغت سے متعلق بات ہے .... تو تواترِ عرف ولغت و قرائنِ قطعیہ اگرچہ بولی کے کسی معنی میں صریح متعین ہونے کے علمِ قطعی یقینی بدیہی کا افادہ کریں .... وہ سائل کو تسلیم نہیں .... وہ اپنی جہالت سے اس پر بھی نصِ قطعی مانگتا ہے —— اور پھر اس کے بعد بھی کافرِ قطعی قرار دینے میں ایک اور سدراہ کہ

کافر ہونے میں اعتقادِ کفر کا اعتبار ہے —— [گیارہ سوالات ص۳۰]

سائل کے نزدیک باقی ہے ——۔ اور اس پر قطع اس کے نزدیک بغیر نص قطعی کے نہیں ہوگا۔

دیوبندیہ اپنی بولیوں میں کفری معنیٰ ہونے کے منکر ہیں۔ اس کفری معنی کو اپنا اعتقاد تسلیم کرنے سے منکر ہیں۔

اور ان امور پر بالتعیین نصِ قطعی نہیں۔ اور بغیر بالتعیین نصِ قطعی کے سائل کے نزدیک کافرِ قطعی نہیں کہہ سکتے .... لہذا وہ لکھتا ہے کہ

مذکورہ بالا تکفیر کے ضابطوں میں سے کوئی ضابطہ بھی قطعی معتبر فی اصول الدین نہیں ہے ، اس کی بنیاد پر کسی کو قطعی کافر قرار نہیں دیا جاسکتا ــ

[گیارہ سوالات ص۳۰]

تو کسی اخبث سے اخبث کافرِ قطعی الکفر جلی الکفران کو کافرِ قطعی ماننے کی کیا صورت سائل نے باقی رکھی؟...... ائمۂ دین جو قرنًا فقرنًا اشخاص کی تکفیرِ قطعی فرماتے آئے .... سب یکسر یک قلم باطل کردی .... اس سے بڑھ کر اور کیا دلیلِ بطلان اسے اپنے نتیجۂ فکر کی درکار ہے۔

رہ گئی تاویلِ باطل تو کون ہے اسلام کا دعویدار بن کر کفر بکنے والا جو اس کا مدعی نہ ہوا؟ نیچری اس کے مدعی نہ ہوئے یا قادیانی اس کا مدعی نہ ہوا یا دیوبندی اس کے مدعی نہ ہوئے؟ کون ہے جو اس کا مدعی نہ ہوا؟...... تو سائل کے نزدیک ان کے کافرِ قطعی ہونے کی صورت نہ رہی۔

یہ ہے سائل کی کدوکاوش کا نتیجۂ ضلال پُر نکال۔

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ تو یہ فرماتے ہیں کہ

نیا چرہ کا وجودِ ملک و جن وشیطان و آسمان ونار وجنان و معجزات انبیا عَلَیۡھِمۡ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ سے .... اُن معانی پر .... کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیۡہِ سے متواتر ہیں ...... **انکار کرنا اور اپنی تاویلاتِ باطلہ** و توہماتِ عاطلہ کو لے مرنا....... **نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے** .... نہ محبتِ اسلام و ہمدردیِ قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے۔

[فتاویٰ رضویہ ۶/۲۶۶]

اور قادیانی کے رد میں یہ فرمایا

ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اُسے نہ مانے گا ۔۔۔ کیا مسلمان کو زن و مال ...... اللہ و رسول سے زیادہ پیارے ہیں؟...... کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل نہ سُنے؟...... اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کرلیں؟......

لاالٰہ اِلّا اللّٰہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے ...... انھیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللّٰہ الحمد. جلَّ جَلالُہٗ وَ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم۔

خود ان کا رب جلَّ وَعَلا قرآنِ عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے فرماتا ہے

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ط [پ۱۰ع۱۴آیت ۶۵] ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد

والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ رب العلمین ۔۔۔ [فتاویٰ رضویہ۶/۳۰۲]

اور دیوبندیوں کے بارے میں مستفتی نے پوچھا کہ

جو علمائے دیوبند یہ ظاہر کریں ہمارا یہ عقیدہ نہیں جو منسوب کیا جاتا ہے بلکہ ہم لوگ بھی ایسے عقائد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو اس حیلہ شرعی سے بریت ہوسکتی ہے یا نہیں علاوہ ازیں وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارت کی تاویل کرکے ان کا اچھا مطلب نکالتے ہیں تو ایسے علماء کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے ۔۔۔ [فتاویٰ رضویہ ۹/۳۱۳]

امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ...... اس تاویل کرنے ...... اور........ اعتقاد نہ ہونے ...... کا یہ جواب ارشاد فرمایا

قال اللّٰہ تعالیٰ

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَاقَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَةَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ [پ ۱۰ ع ۱۶ ایت ۷۴]

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنھوں نے نہیں کہا اور بیشک وہ کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے

یہ حیلۂ شرعی نہیں حیلۂ شیطانی ہے اور اس سے برأت نہیں ہو سکتی ـــ

[فتاویٰ رضویہ نہم نصفِ آخر/۳۱۳]

نیز آخرِ تمہید ِایمان میں دیوبندیوں کی تکفیر کے سلسلے میں فرمایا

یہاں چار مرحلے تھے:

① جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جَلَّ وَعَلا و صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا۔

② اللہ و رسول جَلَّ وَعَلا و صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

③ جو اُنہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس و لحاظ رکھے جو ان کی استاذی و رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے ، ان ہی کی طرح کافر ہے ، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔

④ جو **عذر و مکر** جُہّال وضُلّال یہاں بیان کرتے ہیں **سب باطل** و ناروا و پادرہوا ہیں۔

یہ چاروں بحمداللہ تعالیٰ بروجہِ اعلیٰ واضح و روشن ہوگئے ، جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیاتِ کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادتِ سرمدی ، دوسری طرف شقاوت وجہنمِ ابدی ہے ، جسے جو پسند آئے اختیار کرے .... مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا ، باقی ہدایت اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔

بات بحمداللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی۔

دیکھو امام نے ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک ''بدیہی'' فرمایا ہے ، اور وہ بھی اعلیٰ درجہ بدیہی ـــــ

نہ کہ صرف اپنے نزدیک بدیہی یا اپنے نزدیک قطعی یقینی .... کہ کہہ سکو وہ امام اہلسنّت کی تحقیق تھی ، یا اُن کا اجتہاد تھا ـــــ

نہیں نہیں بلکہ وہ ایسا حقِ واضح ہے کہ

ہر آنکھ والے کے لیے روشن و بدیہی ہے۔

اور بیشک مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ کی بھی وضاحت فرمادی ، ایک جگہ نہیں بیسوں جگہ وضاحت صاف صاف بتادی کہ

جو ان کے اقوالِ ملعونہ پر **مطلع ہوکر** ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ـــــ [فتاویٰ رضویہ ۶/۹۰]

مگر تم اس پر نہ رکے ، اس کی گہرائی تک رسائی نہ پائی یا اپنے من چاہے مقصود کی وہ متکفل نظر نہ آئی ، لہذا اس سے اونچے اڑے ، اور پھر کہاں گرے ، دیکھ لو ، مگر یہ توفیق پر موقوف ہے وہ اگر حاصل نہیں تو صدق دل سے اسی کی طلب چاہیے ، اور وہ وہ نہیں کہ قلم وقرطاس پر ہو بلکہ دل کی گہرائیوں میں ہو ، خلق وہجوم سے تنہائیوں میں ہو

وَاللّٰہُ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ	اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے

اللہ ایمان والوں کا والی ہمیں اور ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے اور کسی بھی طرح کی حمایتِ باطل کی تاریکی کو ہماری طرف راہ نہ دے اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَحِزۡبِہٖ وَابۡنِہِ الۡغَوۡثِ الۡاَعۡظَمِ اَجۡمَعِیۡنَ. اٰمین وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

حررہ بقلمہ الفقیر **محمد کوثر حسن** السنّی الحنفی القادری الرضوی غفرلہٗ

شب دوشنبہ مبارکہ ۲۲/ربیع النور ۱۴۳۴ھ ۴/فروری ۲۰۱۳ء

گلشنِ ایمان افروز وکُفران سوز

از افاداتِ مبارکہ امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ

[تمہید ایمان اور حسام الحرمین کے ساتھ ۱۳۲۶ھ مطبع اہلسنت بریلی شریف سے طبع شدہ

خلاصہ فوائد فتویٰ ص ۶۷ تا ۷۲]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

بِالتَّبۡجِیۡلِ وَحَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ.

اللہ اللہ اے مسلمان! .... تجھے اپنے دین وایمان کا واسطہ .... خدارا ذرا صدق دل سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّ سُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم پڑھ کر .... آنکھیں بند کرکے .... کانوں میں انگلیاں دے کر .... گردن جھکا کر .... اسلامی دل کی طرف متوجّہ ہوکر .... غور کر دیکھو .... کیا یہ کلمات

کہ انبیاء جھوٹے تھے عیسیٰ کی نبوّت باطل ہے معجزے مسمریزم تھے [جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا] شیطان کا علم محمّد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے زیادہ ہے [جیسا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی ومولوی خلیل احمد انبیٹھی نے ''براھین قاطعہ'' ص۵۱ میں لکھا] نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سب سے پچھلے نبی نہیں ان کے بعد اور نبی ہوجائے تو حرج نہیں [جیسا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' ص۳ اور

ص ۲۸ میں لکھا] جیسا علمِ غیب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تھا

ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے [جیسا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی

اشرفعلی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' ص ۸ میں لکھا] معاذاللہ

[کیا یہ کلمات] کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے نکل سکتے ہیں؟........ کیا ان کا کہنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟........ کیا اس کہنے والے کو جو مسلمان گمان کرے خود مسلمان رہ سکتا ہے؟........

نہیں نہیں .... لاکھ بار نہیں .... مسلمان کا ایمان آپ ہی انہیں سنتے ہی فورًا گواہی دے گا کہ .... یہ سب کلمات یقینًا کفر ہیں .... اوران کے قائل [بولنے والے] قطعًا [بیشک] کافر۔

مگر صد ہزار افسوس کہ اب وہ اندھیر کا زمانہ آگیا کہ اِن باتوں پر حکمِ کفر لگانے میں دلائل قائم کرنے فتاوے تیار کرنے کی حاجت ہے .... اوراس پر بھی اندیشہ لگا ہوا ہے کہ .... محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے امّتی بننے والے دیکھیے اب بھی مانتے ہیں یا یونہی سہل و مہمل جانتے ہیں۔

آہ آہ آہ اے اسلام کیا ہوئی تیری عزّت .... تیرے نام لیووں کی نگاہ سے کدھر گر گئی۔ کیا ہوئی تیری حلاوت .... تیرے کلمہ پڑھنے والوں کے دلوں سے کدھر ترگئی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ o

آہ ایک دن وہ تھا کہ .... باپ[۱] نے کلمۂ گستاخی .... حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ پاک میں بکا .... حقیقی بیٹا[۲] مدینۂ طیبہ کے دروازے پر تلوار

---

(۱) یعنی عبداللہ بن ابی منافق (۲) یعنی حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبداللہ بن اُبی۔

لے کر کھڑا ہو گیا .... کہ او ملعون کیا بکا تھا؟........ دروازے میں قدم نہ رکھنے دوں گا .... جب تک ظاہر نہ کردوں کہ کون عزیز ، کون ذلیل ہے....... اگر حکم آڑے نہ آجائے تو وہ ہونہار بیٹا ناشدنی باپ کو فی النّار کر ہی چکا تھا۔

یا اب یہ وقت ہے کہ اسلام کے لباس میں اسلام کے دشمن یوں منہ بھر بھر کر اللہ واحدِ قہّار اور اُس کے حبیبِ مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو .... سڑی سڑی گالیاں سُناتے لکھ لکھ کر چھاپتے ہیں .... اور کلمہ گو امّتی کہلانے والے اُنہیں مولوی مفتی واعظ پیر جی سمجھے جاتے ہیں۔ جو غریب مسلمان ہوشیار کریں کہ ارے اے مصطفائی گلّے کی نادان بھیڑو .... دیکھو .... یہ بھیڑیا ہے ، ارے یہ تمہارے معبود تمہارے رسول کو گالیاں دیتا ہے .... اُن کی بات نہیں سُنتے .... اور سُنیں تو کان نہیں دھرتے......... اور کان بھی دھرے تو پرواہ نہیں کرتے .... نہ اُن دشنامیوں [گستاخی کرنے والے اور ان کی حمایت کرنے والے وہابیوں دیوبندیوں تبلیغیوں مودودیوں] سے میل جول چھوڑیں .... نہ اُن سے رشتہ علاقہ توڑیں ...... بلکہ الٹے ان غریب مسلمانوں پر طعنہ زنی کو تیّار ہو جائیں کہ ، میاں یہ ایسے ہی کافر کہہ دیا کرتے ہیں ، ان کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں ، فلانا ہمارا سگا بھائی یا ایسا معظّم اتنا دوست ہے اُسے کیسے چھوڑ دیں ، فلانا ہمارا اُستاد یا ایسا محدّث اتنا مولوی ہے اُس سے کیونکر علاقہ توڑ دیں **اے وائے ناانصافی** اِن کی محبّت اِن کی عظمت تو یاد رہی .... اور **اللہ ربّ العرش العظیم** اور **پیارے حبیب رؤف رحیم** جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت عظمت سب دل سے بہی .... ارے یہ بھی تو دیکھا ہوتا کہ اِن کی محبّت کا کس محبوب کی محبّت سے مقابلہ ہے .... اِن کی عظمت کا کس عظیم جلیل کی عظمت سے معارضہ ہے

ع ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَ لاً اُف اُف ظالموں نے کیا بُرا مبادلہ کیا کہ خدا و مصطفٰے کو چھوڑ کر استاد و پدر یا این و آں کو پکڑا۔

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟...... ارے وہ اللہ واحد قہّار ہے جس نے تمھیں پیدا کیا جس نے تمھیں آنکھ ، کان ، دل ، ہاتھ پاؤں لاکھوں نعمتیں دیں .... جس کی طرف تمھیں پھر کر جانا اور ایک اکیلے تنہا بے یار و یاور بے وکیل اُس کے دربار میں کھڑے ہوکر روبکاری ہونا ہے .... اُس کی عظمت اُس کی محبّت ایسی ہلکی ٹھہری ، کہ فلاں وفلاں کو اُس پر ترجیح دے لی؟...... ارے اُس کی عظمت تو اُس کی عظمت .... اُس کے احسان تو اُس کے احسان .... اُس کے پیارے حبیب محمّد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے احسان اگر یاد کرو .... تو وَاللّٰہِ العظیم باپ ، استاد ، پیر ، آقا ، حاکم ، بادشاہ ، وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسان جمع ہوکر .... اُن کے احسانوں کے کروروں حصّے کو نہ پہونچ سکیں۔

ارے وہ وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی .... اپنے رب کی وحدانیت اپنی رسالت کی شہادت ادا فرماکر .... سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری ہی یاد تھی .... دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور .... نہیں نہیں وہ اللہ ربّ العرش کے عرش کا تارا ، اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا نور .... شکمِ پاکِ مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے ، اور نرم نازک حزیں آواز سے کہہ رہا ہے رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب ، میری امّت ، میری امّت۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کیا کبھی کسی کے باپ ، استاد ، پیر ، آقا ، حاکم ، بادشاہ نے بیٹے ،

شاگرد مرید ، غلام ، نوکر ، رعیّت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے۔ حاش لِلّٰہ

ارے وہ وہ ہیں کہ اُس پیارے حبیب رؤف رحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کو جب قبرِ انور میں اُتارا ہے ، لبہائے مبارک جنبش میں ہیں ، فضل یا قثم بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُم نے کان لگا کر سُنا ہے ، آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں ، رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب ، میری امّت ، میری امّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سبحان اللہ پیدا ہوئے تو تمہاری یاد .... دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد .... کیا کبھی کسی کے باپ ، ستاد ، پیر ، آقا ، حاکم ، بادشاہ ، نے بیٹے ، شاگرد ، مرید ، غلام ، نوکر ، رعیّت کا ایسا خیال کیا؟...... ایسا درد رکھا ہے؟...... اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

ارے وہ وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خرّاٹے لیتے صبح کی خبر لاتے ہو تمہارے درد ہو کرب ہو بے چینی ہو کروٹیں بدل رہے ہو .... ماں ، باپ ، بھائی ، بیٹا ، بی بی ، اقربا ، دوست ، آشنا ، دو چار راتیں کچھ جاگے سوئے ، آخر تھک تھک کر جا پڑے ،اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں ، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں .... اور وہ پیارا بے گناہ بے خطا ہے کہ تمہارے لیے راتوں جاگا کیا .... تم سوتے ہو ، اور وہ زار زار رُو رہا ہے ، رُوتے رُوتے صبح کر دی ہے کہ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب ، میری امّت ، میری امّت .... کیا کبھی کسی کے باپ ، استاد ، پیر،آقا ، حاکم ، بادشاہ نے بیٹے ، شاگرد ، مرید ، غلام ، نوکر ،رعیّت کا ایسا خیال کیا ایسا درد رکھا ہے ــــ **حاشا لِلّٰہ**

ارے ہاں ہاں درد بیماری مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبّت کیا جانچنا

، کہ اِن میں نہ تمہاری خطا ، نہ ماں باپ پر جفا .... یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے تمھیں نوازیں ، اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو ، نافرمانی ٹھانو ، سَو سَو کہیں اور ایک نہ مانو .... ماں سے بُرے ، باپ سے بُرے ، رات دن بُرے ، ہر وقت بُرے ، دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے سے لگاتے ہیں۔

مگر وہ پیارا وہ مجسّم رحمت وہ نعمتوں والا وہ ہمہ تن رافت ہے ....کہ تمہاری لاکھ لاکھ نافرمانیاں دیکھے .... کرور کرور گنہگاریاں پائے ...... اس پر بھی تمہاری محبّت سے باز نہ آئے ، دل تنگ نہ ہو ، ترک نہ فرمائے .... سنو تو وہ کیا فرما رہا ہے؟.......... دیکھو تم گود میں لیے نکلے پڑتے ہو .... اور وہ فرماتا ہے **هَلُمَّ اِلَیَّ هَلُمَّ اِلَیَّ** ارے میری طرف آؤ .... ارے میری طرف آؤ .... مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو .... دیکھو وہ فرماتا ہے .... تم پروانے کی طرح آگ میں گرے پڑتے ہو ، اور میں تمہارا بندِ کمر پکڑے رُوک رہا ہوں .... کیا کبھی کسی کے باپ ، استاد ، پیر ، آقا، حاکم ، بادشاہ نے بیٹے ، شاگرد ، مرید ، غلام ، نوکر ، رعیّت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟........ **استغفر اللّٰہ**

ارے دنیا کی ساعت تیر ہے ، آنکھ بند کئے سویرا ہے ، قیامت بہت جلد آنے والی ہے........ جانتا ہے قیامت کیا ہے؟........ **يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۙ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ؕ**(۱) جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی ، ماں ، باپ ، جُورو ، بیٹوں سب سے۔ ہر ایک اُس دن اپنے ہی حال میں غلطاں پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا .... اُس دن جانیں کہ

---

(۱) [پ ۳۰ ع ۵ سورة عبس۸۰]

فلاں یا فلاں تیرے کام آسکیں .... **حَاشَ لِلّٰہِ واللہ العظیم** اُس دن وہی پیارا حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کام آئے گا .... اُس کے سوا باقی انبیاء و مرسلین عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کو تو مجالِ عرض ہو گی نہیں .... سب نفسی نفسی فرمائیں گے .... پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے۔

ہاں وہ پیارا وہ بیکسوں کا سہارا .... وہ بے یاروں کا یارا .... وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا .... وہ محبوبِ محشر آرا .... وہ رؤف رحیم ہمارا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرمائے گا اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا میں ہوں شفاعت کے لیے .... میں ہوں شفاعت کے لیے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم .... صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم

پھر یہ بھی نظر کرنا ہے کہ......... سنکھوں کی گنتی میں ازدحام .... ہزاروں منزل کے فاصلوں میں مقام .... لاکھوں حساب کے لیے حاضر کیے گئے .... میزانِ عدل لائی گئی .... نامۂ اعمال پیش ہوئے .... لاکھوں کو صراط پر چلنے لے گئے .... جو بالائے جہنم نصب ہے .... تلوار سے زیادہ تیز ، اور بال سے زیادہ باریک ، اور ہزاروں برس کی راہ ، نیچے نظریں کریں تو کروروں منزل تک کا گہراؤ .... اور اس میں وہ قہر آگ شعلہ زن جس میں سے برابر پھول اُڑ اُڑ کر آرہے ہیں .... جانتا ہے؟......... وہ پھول کیسے اونچے اونچے محلوں کے برابر گویا آگ کے قلعے ہیں کہ پے در پے چلے آتے ہیں۔

لاکھوں پیاس سے بیتاب ہیں ، پچاس ہزار برس کا دن .... تانبے کی زمین سروں پر رکھا ہوا آفتاب .... زبانیں پیاس سے باہر ہیں .... دل اُبل اُبل کر گلے پر آ لگے ہیں .... اتنا ازدحام .... اور اتنے مختلف کام .... اور اتنے فاصلوں پر مقام .... اور خبر گیراں صرف ایک .... وہ محبوبِ ذِی الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَام عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ

وَالسَّلَام ابھی میزان پر آئے ، اعمال تُلوائے ، حَسَنات کے پلّے گراں کرائے ...... ابھی صراط پر کھڑے ہیں ، غلام گزر رہے ہیں ، وہ دردناک آواز سے عرض کر رہے ہیں رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ الٰہی بچالے بچالے .... ابھی حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں ، پیاسوں کو وہ شربتِ جانفزا پلا رہے ہیں ، گویا تنِ مُردہ میں جانِ رفتہ واپس لا رہے ہیں۔

انس(۱) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے عرض کی یارسول اللہ حضور میری شفاعت فرمائیں .... فرمایا ، میں کرنے والا ہوں .... عرض کی یارسول اللہ اُس روز مَیں حضور کو کہاں تلاش کروں؟........ فرمایا ، سب میں پہلے صراط پر .... عرض کی ، اگر وہاں نہ پاؤں؟....... فرمایا ، میزان پر .... عرض کی ، وہاں نہ پاؤں؟....... فرمایا ، حوضِ کوثر پر .... کہ اِن تین جگہ سے کہیں نہ جاؤں گا۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَ سَلَّمَ اَبَدًا اٰمِین

لِلّٰہ انصاف .... اُن کے احسانوں سے .... جہان میں کسی کے احسان کو .... کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟....... پھر کیسا سخت کُفران ہے کہ .... جو اُن کی شان میں بد گوئی کرے .... تمہارے دل میں اُس کی وقعت ، اُس کی محبّت ، اُس کا لحاظ ، اُس کا پاس ، نام کو بھی باقی رہے

ع ببیں کہ از کہ بُریدی وبا کہ پیوستی

[دیکھو تو! کہ تم کس سے اپنا تعلق توڑ رہے ہو ، اور کس سے جوڑ رہے ہو] ـــ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلاً (۲) ﴿ظالموں کو کیا ہی بُرا بدل ملا﴾ الٰہی کلمہ گویوں کو سچّا اسلام عطا کر صدقہ اپنے حبیبِ کریم کی وجاہت کا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم

---

(۱) [پ۱۵ع۱۹سورہ کہف آیت۵۰] (۲) یہ حدیث جامع ترمذی شریف میں ان سے مروی ہے۱۲منہ

دیگر مطبوعات نوری دار الافتاء

- حسام الحرمین مع تابش شمشیر حرمین
- تحقیق جمیل در لزوم کفر اسمٰعیل
- اعلام بہ لزوم والتزام
- تعاقب فلاسفہ (ترجمہ وتحشیہ تہافت الفلاسفہ)
- لمعات نور
- کشف نوری از کفر کف لسان ادیبی
- نور ارشاد برائے دفع ظلمت اختلاط
- درس اسلاف برائے دفع اعتساف
- نوری مقال در امر بلال
- نور ہدایت
- کشف وحید از حقیقت تقلید مع حجت الٰہیہ بر ظلمات واہیہ

عنقریب منظر عام پر آنے والی تحقیقی کتاب

ایضاح مقاصد در شرح عقائد: علم کلام کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفیہ کی دسیوں قدیم شروحات کا خلاصہ، تحقیقات رضویہ کے افادات جامعہ نافعہ سے آراستہ، اور شبہات فلاسفہ وفرق ضالہ کی عقدہ کشا سب سے منفرد اور جامع اردو شرح۔

کتاب ملنے کے مزید پتے

Rs. 350/-

نوری دار الافتاء

دار العلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹، گدرہوا، بلرام پور، یوپی پن ۲۷۱۲۰۱

NOORI DARUL IFTA

Darul Uloom Noori (Noori Nagar)
319,Gadrahwa, Balrampur, U.P. Pin-271201
Mob.:9838599786, www.noori.co.in
E-mail: reza.kashif786@gmail.com

حضرت قمر رضا فاؤنڈیشن

پتہ ۱۰۵، خواجہ قطب بریلی شریف

HAZRAT QAMAR RAZA FOUNDATION

105, Khwaja Kutub
Bareilly Shareef, U.P., Pin-243003
Mob.: 9319787312, 8433284878